مَن دَمَعَت عیناہ بقتلِ الحسینؑ دُمعۃً بوّاہ اللہ الجنۃ

رسالہ شریفہ و عجالہ لطیفہ قاصم ظہور مخالفین و کاسر
اعناق معاندین دربارۂ عزاداری سبط ختم المرسلین ص
بزبان اردو سلیس و عبارت لطیف مسمّٰی بہ

الرمح المصقول لمانع البکاء علی سبط الرسول

از تصنیفات حامی دین ناصر شرع متین متورع و عالم
عامل فاضل کامل جناب مولوی سجاد حسین صاحب
مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

در مطبع اثنا عشری باہتمام کمترین سیّد عابد علی طبع چلیبہ پوشید

بعون شاہ مطلق و توفیق حکیم برحق

رسالہ شریفہ و عجالہ لطیفہ قاصم ظہور مخالفین و کاسر
اعناق معاندین دربارہ عزاداری سبط ختم المرسلین
بزبان اردو سلیس و عبارت لطیف مسمی بہ

الرمح المصقول لمانع البکاء علی سبط الرسول

از تصنیفات حامی دین ناصر شرع متین متورع
و عالم عامل فاضل کامل جناب مولوی سجاد حسین صاحب
مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی تاجر کتب مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی افاض شؤبوب الایادی والصلات وما اغاض تہتان الرفد وہمیان الہبات
علی من قاسی فی سبیلہ الکرائب والنکبات وذاق لطاعتہ ذائقۃ النوائب والآفات بل قال
فی کتابہ الذی لیس فیہ الافتئات لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات فاسبل علیہ غطاء
العطاء واسبغ الحباء من غیر خباء والذی ہو الممد عمن للآلاء والمطلوب لسیح الندی ومنح الجدی
والصلوۃ علی من صدع بالحق الصادع ومحق الباطل الخادع ونجانا عن السعیر المحتدم والزفیر وحذرنا عن
الشر والمنذر والسلام علی الائمۃ المعصومین الہادین بعد النذیر سیما دعائم الدین لاسیما علی من
جز قفاہ کالشاۃ غنیۃ فی الحرارۃ والحزازۃ ورکب نساؤہ علی اقتاب الرعیۃ جابت مفازۃ بعد
مفازۃ الذی جاد بنفسہ من السیف فی عمعان الصیف وخضب وشابہ القشیب بدمہ
من حد الجراز القضیب الرمح الخضیب وبعکرہ القوم بعضب علی الرضاء فی الشدۃ والرخا
فسحت بذکرہ الدموع وجرت المدامع بالہموع الا بکت السماء علی الحسین وناحت قوم
جن باشیاب وقد صاح الحوائف بالمراثی فعیل الاصطبار بلا ارتیاب انین للمحب علی الرزایا
وعبرۃ عینہ فی الانصباب تا بعد حقیر و زین سجاد حسین حرسہ اللہ عن آفات الدارین

وثبت اقدامہ فی اتباع الثقلین بلند شہری موطنا و کربلائی مدفنًا انشاء اللہ تلمذ سے
نسبت اوس فخر جہاںِ بد و اور استاد اساتذہ سی رکہتا ہے جسکے لیاقت علمیہ مین
اہل علوم مسلم و مشہور ہے فضل کا شہرہ نزدیک و دور ہے اور جسکو معقول مین اگر کمال ہے
تو منقول مین بھی دخل تام ہے جسکا فیض ہر مخالف و موافق پر عام ہے یہ علم مین فرد
فضل مین کامل عارف شرع و عالم و عامل مدرس بعدیل فقیہ نبیل زکا مین یکتا
تقدس مین بے ہمتا سراپا اتقا ناظم فصیح اللسان ناثر خوش بیان تورع مآب
تقوی ایاب واعظ خوش تقریر یگانہ و بینظیر نور حدقہ سیادت نور حدیقہ شرافت گل گلشن
جعفری نونہال دوحہ حیدری اعنی استادی مولوی السید عباس حسین صاحب
دہلوی مولدا و جارچوی موطنا کہ جو مومنین کے لئے خدا کیجانب سی ایک نعمت
عظمی اور موہبت کبری ہین بحق محمد و آل محمد انکا سایہ سب کے سر پر قایم رہے اور فیض علم
دائم اس نعمت پر بھی ہم خدا تعالی کا دل و جان سے شکر بجالاتے ہین یہ سچ ہے
کہ ایسی ایسے سے ہے مقدس فرقہ اثنا عشریہ کی حقیت بتاتے ہین اور کیونکر
اتنا کمال حضرت کو حاصل نہ ہو کہ جناب موصوف علامہ اوحد فہامہ ملک سیرت
خوش صورت اسد معارک علم و کمال استاد یگانہ عدیم المثال عالم ترتیل و تجوید
حافظ قران مجید آیۃ اللہ فی العالمین نائب ائمہ معصومین جناب حافظ قاری
مولوی السید جعفر علی صاحب لازالت شموس افاضتہ علی رؤسنا بازغۃ
وبدور افادتہ طالعۃ کے دلبند اور تلمیذ رشید ہین جناب کی ذات مستغنی عن
التصفات ہے اگر یہہ کہین کہ فرشتہ فی لباس البشری پہنایا یا خدا فی جامہ انسان
خیال دینا علیحدہ کر کے روح پاک کو بہولنگا تو شاید بعید نہو تمام ہندوستان کے
شہروں اور شہروں مین بہت کم ایسے مقام ہونگے جہان حضرت کا فیض نہ پہونچا ہو

ایک وفاضل مستعد بنای جاوین جسکو پڑہا یا گویا فضیلت بتادی صراط مستقیم
دکہادی تلامذہ کا باکمال ہونا ایکی تبحر کی دلیل ہے الحاصل مجہہ سا ناکارہ بندہ
سراپا عیبون سے اگندہ بھی انہین دونون جنابون کے توجہہ سے اہل علم کی خدمت کے
قابل ہوا اپنی لیاقت اور علمیت پر فخر نہین کرتا ہان نسبت استادی سے فخر ہے
فیض جناب سے ہے کہ مین بھی سلسلہ تلامذہ مین داخل ہوا بہر حال سہ گرچہ خوردیم نسبتی
است بزرگ * ذرۂ افتاب تابانیم * اب خدمت منصفین و محققین پر تمکین مین کچہہ
التماس کیا چاہتا ہون کیا تعجب ہے اگر بنظر انصاف نظر فرماوین تو معرض قبول مین
لاوین کیونکہ انصاف دینداری کے لئے ایک جزو اعظم ہے اور مین منصفین ہی
کے لئے یہہ چند اوراق لکھتا ہون غیرون کے توجہہ اور غور کی امید نہین رکھتا ہون
ای پڑہنے والے اس رسالہ کے جب تو اسکو پڑہے تو اول اپنے دل سے
اعتساف اور تعصب کو اٹہا کے تہوڑی دیر کے لئے علحدہ رکہدے اور بطریق
اور صدق سے اسکا ملاحظہ کر شاید کہ خدا تجکو کوئی بات پسند کراوے اور سچی دیسے
تو اوسکو حق سمجھی مان جاوے مین بھی حسنات مین داخل ہون تو بھی ثواب کی
لذت پاوی پس قول دیگر سن کہ یہہ زمانہ مختلف خیالات مین گرفتار ہے ہم اپنی
اقوال سے تمہید بیان کرتے ہین آج کل بعض اشخاص قائل ہین کہ حالت موجود
زمانہ کی نہایت ترقی پر ہے مین بھی اگر اس راے پر اتفاق کرون اور درست
جانون تو کچہہ بیجا نہین ہے مگر اس قاعدہ کو مانکر اس جانب رجوع کرونگا کہ
مطلق ترقی سے معنے یہ ہین یا نہین ہین کہ لوگون کا صعود نیکی اور بہتری مین ہے
بلکہ اس صورت مین ہر چیز کی افزائش مانونگا وہ شئی نیک ہو یا بد کیونکہ یہہ وحجابی
اور بیباکی پہلے کب تہی کہ جس چیز کو جی چاہا وہ کرنے لگے جس غذا کو طبیعت نے پسند کیا

اوسکی پیٹ بہرنے لگے لیکن اب حرام وحلال سے دل شاد ہونا قید ملت سے
آزاد ہونا باوجود بے علمی کوس لمن الملک بجانا سیکڑون اختلاف قدیم وجدید مین
کرد کہانا ایک سچا اسلام اور ٹہیٹ ایمان گناجاتا ہی ہر شخص نئی طرح سے اپنا رنگ
جماتا ہے اور اصل یہہ ہے کہ زمانہ مین ترقی ہو یا تنزل اسکی بحث نہین ہان
یہہ بات تو علی العموم ہر فرقہ اور قوم بلکہ ہر متنفس مین الا ماشاء اللہ پائی جاتی ہے
کہ اپنی جودت طبع سے ضرور کچھہ نہ کچھہ اختلاف علاوہ دنیا کے دین مین ظاہر کرتا ہے
جیسی صاحبان تصانیف مین نام لکھاوے یا لوگون مین عالم متوقد کہلاوے
عجیبہ حالت ہی باوجود دعوی اسلامیت کی کوی تو اپنی زعم باطل مین قرآن کی فتح کا
قائل ہی کوی احادیث کی جرح پر مائل ہے کسی کے نزدیک مشرک پاک ہے کوئی
اور ہی طرح سے بیباک ہے کسی نے اپنی راے کو رسول کی ہدایت مانا خواہش
نفس کو مقتضاے حقیقت جانا اگر زید کے نزدیک ابطال شریعت سہل ہے تو عمرو کے
آگے علم دین جہل ہی بات کی پیروی انصاف ہے اور طلب حق حقیق اعتساف ...
اگر کوی مزے دار غذائین لذیذ وائین کہا کر ایمان سے برخلاف ہے تو کوئی
اپنے نزدیک اہل کتاب کی تشبیہ ہی سے پاک وصاف ہے کوی آیات کی تفسیر
اپنی راے سے کرتا ہے کوئی تقلید انہ تحقیقاً اس خود راے پر بہی اسلام کا دم بہرا
کسینے بے علم وعقل اجتہاد کیا اپنا دین وایمان برباد کیا کسینے تہوڑی سی نفع مین
پیروی ناحق کی گئی اور عقبی کو کہو یا مفت مین سر پر خرابی لی زہد واتقا کو دنیا
پہر اگر کسینے تصنیف پر کمر باندہی تو عجب کہانی کہی کہ جسکو مصنف ہی نے اپنی ذہن
تراشا اور لوگون کو سنا کر خیالی پلاو کہلایا سبز باغ دکہایا اگر کوئی روایت نقل
تو اوسکی صفائی کو اپنی کلام پاک سے خوب خوب درست کیا موافق مطلب

جو چاہا سو لکھدیا ہر فقرہ لعن و طعن سے رشک تن مبروص و اغدار بنایا اور گلہاے مضامین کے
عوض عبارت کو پر خار پیچ ہے کہ جب خرابی واقع ہونیکو ہوتی ہے تو اول اختلاف پڑتا ہے
ظاہر ہے کہ ان خود بینیون اور کجراہیون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ایک دین کی شعبی اور شاخین نکلکر
ہزار ہو گئین مگر بالبداہت یہ ہے کہ یہہ سب فرق حق نہ ہو سکین گے ورنہ جہوٹ اور سچ برابر ہوگا
حق و باطل مین اتحاد سراسر ہوگا بینا نابینا ایک ہونگے نیک بد اور بد نیک ہونگے ٹہیک ٹہیک کا
اور ہی رنگ ہے غلط کا نیا ہی ڈہنگ ہے اور یہہ بہی ضرور ہے کہ شریعت اسلام
بنبی اخر الزمان کی حدیث اور خدا کی کتاب کے تابع ہے جو ایک راہ کی سوا کجراہی تک کے
مانع ہے اخر وہ ایک ہی ہے پس جب ایک ہی ہے تو ان دنیا جہان کے سب فرقون مین سے
ایک فرقہ سچا ہوگا اور سب اپنی مثلون سے اچہا ہوگا اور یہی مال کار حدیث نبوی کا
صریح ہے حدیث بہی متفق علیہ ہے صحیح ہے پس وہ فرقہ جو حسب احادیث رسالتماب
ناجی اور جنتی ہے شیعیان علی کا فرقہ ہے بتصریح اسکی کتب اہلسنت وغیرہ مین بہی مسطور ہے
علاوہ اسکے کہ کتب حقہ مین بدلائل و براہین ماثور ہے مقام پر ہم دلائل حقیت بوجہ خلاف
ما نحن فیہ نہین بیان کر سکتے اور کچھ ضرورت بہی نہین کیونکہ بفضلہ تعالے ہر ہر مسئلہ کے
تحقیق اور تنقید مین سیکڑون کتابین مبسوط تصنیف ہو گئین ہین طالب اونکے جانب رجوع
کر سکتا ہے لیکن چونکہ ہر فرقہ اپنی برات اور حقیت کے لئے اپنا حفظ نفس صد ہا طرح سے
کرتا ہے اور غیر پر اعتراض اور شبہات کرکے نشاط خاطر سے دامن مراد بہرتا ہے اور خصوصا
حق بات تو اکثر اوقات بہت ہی کہٹکا کرتی ہے نشانہ ہزار ہا اوہام باطلہ اور انکار
غیر صائبہ کا بنتی ہے پس اس فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ پر بہی اکثر فرق نے شکوک وارد کئے
اور کرتے ہین اور علما رشکر اللہ سعیہم نے جواب باصواب سے اونکو دفع فرمایا جسنے
الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون ظہور مین آیا سب سے گذر کر مین بہی اسوقت کے اوس بڑے

اعتراض اور شک کی تحریر جواب اور تحقیق صواب مین متوجہ ہون جو فی زمانا عام اور خاص اہلسنت اس فرقہ حقہ پر کرتے ہین یعنے عزاداری ماہ محرم مین امام حسین کی کرنا اور تعزیہ طریقہ متعارفہ سے بنانا۔ رونا رولانا شریعت مین کیا حکم رکھتا ہے فی الحقیقت اسبارہ مین کوئی پوری کتاب کافی ووافی ایسے نہین جو تمام عوام اور کم علمون کے اچھی طرح سے حاجت پوری کردی اگرچہ علماء نے اسمین بھی بہت کچھ تحریر فرمایا ہے مگر متفرق اور متنوع طور پر جیسا جسنی پوچھا ویسا بتادیا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ میرے اوستاد جناب **مولوی السید عباس حسین صاحب** اسی بارہ کے ایک استفتا مین جو مولوی محمد ابراہیم تلمیذ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اہلسنت کے طرف سی تہا رسالہ **حسام عباس** خوب تحریر فرماچکی ہین لیکن اسمین بھی وہی امور قلم فیض رقم سے مترشح ہوی جو مستفتی نے پوچھی تہی لہذا اس ہیمدان نے چاہا کہ اگرچہ بعد ان لوگون کے لکہنا سوادبی ہے لیکن اسکو معذرت کی فرد مین داخل کرکے اور امید عفو ولیین متکلم سمجھ کے ایک رسالہ ایسا لکہنا چاہیے کہ جو اکثر مشکوک عزاداری کے رفع پر مبنی ہوا اور ساتھ ہی یہہ بھی خیال ہوا کہ ان اوراق کو اپنے ملک کی عام زبان اردو مین لکہنا کہ بموداے **تکلمو الناس علی قدر عقولہم** بھی ٹھیک بیٹھے اور حضرات عوام کو مرغوب دوسرے اس تحریر کا باعث اکثر احباب سلمہم اللہ رب الارباب بھی ہوئی مین نے بھی اونکی راے صائب جانی اور اطاعت فرمایش مناسب سمجھی یہہ مسائل جنکو مین لکہنا ہون کسی خاص سوال اور استفتا پر رکھکر نہین لکھی گئے کیونکہ اگر ایک ہی کا جواب لکہتا تو اوسمین بعض امور تو محض بے سود واقع ہوجاتے اور بعض جو میری مدنظر ہین رہ جاتے پہلی صورت تو یوں تہی کہ اگر کسی صاحب کی تحریر پیش نظر رکہتا تو اول تو عبارت کا سقم اور رسوم تہذیب

وتحریر وغیرہ مین کوئی زیادتی یا الفاظ مہملہ و مغلقہ کی نسبت دو چار سطرین ضرور آپڑتین جسے
میرے نزدیک نفس مسئلہ مین کوئی فائدہ نہین دوسرے خدا جانے وہ تحریر حضرات اہل سنت کے
نزدیک قابل قبول ہوتی یا نہوتی کچی تحریر پر خواہ مخواہ محرر ضعیف ٹھہرتا اہل سنت سے مجہول الحال
بنتا اگر بیچارہ کسی مقام پر کوئی فقرہ حق لکھدیتا تو جھٹ دائرہ اہلسنت سے خارج ہو جاتا
کیونکہ ہم یہہ تو بڑے بڑے محققین اور متقدمین مدققین کے نسبت دیکھتے ہین کہ دو چار
باتون کے کہنے سے بے تحقیق اور حاطب اللیل اور ضعیف سمجھی گئے ہین اور دوسری صورت
یون پیش آتی کہ صرف اوسیکی تردید لکھی جاتی جو مستفتی اور مصنف اپنی ہان تحریر کرتا
پس مناظرہ دو چار مسئلون پر ختم ہو جاتا اور پھر وہی تازی تازے اعتراض ہونے شروع
ہوتے اس وجہہ سے مین نے اکثر اعتراضات کو جمع کرکے ایک رسالہ علحدہ لکھا اور سکا نام
الرمح المصقول لمانع البکاء علی سبط الرسول رکھا اکثر اہل سنت کے
رسالون اور تحریرون کا یہہ خلاصہ ہے اور وہی اسکی تحریر اور تہذیب کے باعث ہین
ہر خم و پیچی کہ شد از تار زلف یار شد ✦ دام شد زنجیر شد تسبیح شد زنار شد ✦ مین پہلے
لکہہ چکا ہون کہ اس زمانہ کی تحریر اکثر کلمات نا ملائمہ اور غیر مہذب فقرون سے پر ہوتی ہے
چنانچہ بعض اہلسنت کے رسالے اس زمانہ مین اسی عزاداری کے بارہ مین ایسے
لکہے گئے ہین کہ سقم حقیقی ہے اونسے اس بدتہذیبی اور طعن و تشنیع نامناسب کا
انتقام ہوگا اور یہہ امر داب مناظرہ سے بھی بالفراسخ دور ہے کیونکہ تحریر مناظرہ مین تحقیق
صواب اور تنقید حق ہوتی ہے تاکہ ہر فرقہ دیکہے اور حظ اوٹھائے نہ یہہ کہ دیکھتے ہی
طبیعت برگشتہ ہو جائے سچی بات پر بھی اعتقاد نہ لائے حظ و لطف کے عوض جرائم مین
گرفتار ہو تعدجدال و کارزار ہو اور اس امر سے نفس مسئلہ مین بھی کچھہ نفع نہین سوائے
اسکے کہ دو چار ایسے ہے بائین اپنی نسبت سنی کا ارادہ رکہے سو اپنی اس رسالہ مین

اسکا سب سے زیادہ خیال رکہا ہے یہانتک کہ جس کسی صاحب کو لکہا جو میری نزدیک
کچہہ بہی رتبہ رکہتا ہو بالفاظ تعظیم یاد کیا اور ہر موقع پر اسکو انجام دیا لکن البراءة من السہو و
النسیان فلیس من شان الانسان الا من عصمتہ الرحمن اگرچہ رسائل قدیمہ و جدید حضرات
اہلسنت کو دیکہکر خاطر دریا مقاطر جوش زن ہوتی ہے کہ جواب ترکی بہ ترکی لکہا جاوے
تا محرر اپنی تحریر کی کچہہ تو سزا پاوے اور پہر کوئی ایسی دریدہ دہنی نکرے لیکن کلام الہی کا
اتباع اولی سمجہا اور اس آیت پر عمل کیا و اذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ و قالوا لنا اعمالنا
و لکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین ٭ تعزیہ داری جو عوام اور خواص اہلسنت اور شیعہ
مین ہوتی ہے اوسمین کئی چیزین کیجاتی ہین ایک اونمین سے رولانا و رونا خواہ
وہ کسی قسم سے ہو مرثیہ پڑہ کے یا بغیر مرثیہ کے نوحہ سے یا حدیث سے ۔ دوسرے یہہ
تعزیہ یعنی نقل روضہ مقدسہ امام حسین علیہ السلام کی بنائی جاوے اور حال مقتل یاد کر
کرکے رووین اور اوسکی تعظیم بجالاوین تیسرے یہہ کہ کپڑے سیاہ کرین اور مرثیہ خوانی
پڑہین باجہ بجاوین اور تعزیہ کی تعظیم یہانتک کرین کہ کوئی اوسکو سجدہ کرے کوئی اوسکی
آگے دعا مانگے کوئی اور بہی مدارج تکریم بجالاوے اور مثل اسکے جو کچہہ ہو ہم انکی تحقیق
اور تنقیح کرتے ہین کہ کیا کیا صورتین جائز ہین اور کیا ناجائز ہین اور جو جو اعتراض جواز پر
ہوتے ہین اونکو لکہکر جواب باصواب لکہتے ہین اور اس رسالہ مین یہی تین قسم کے امور
مذکورہ تین بابونمین اس تفصیل سے بیان کئے جاتی ہین **باب اول** مین تین فصلین
ہین فصل اول مین رونیکو آیات اور احادیث مقبولہ طرفین اور شواہد انبیاء و ائمہ اور ملائکہ
اور اجنہ اور آسمان و زمین اور وحوش و طیور اور خلفاء ثلاثہ اور علماء مقبولین اہلسنت
وغیرہ سے ثابت کیا ہے فصل دوم مین مرثیہ اور نوحہ کا بیان ہے جسکو تحقیقاً اور شواہد
انبیاء و خلفاء اور اجنہ اور علماء اہل سنت وغیرہ سے لکہا ہے فصل سوم مین امور متعلقہ

بکاہین سمین اکثر اعتراضات اہل سنّت کے جو رونے پر مثل انعقاد مجالس یا اونمین
احوال اہلبیت پڑہے جانے یا چلّاکر رونے اور صبر نکرنے کے یا مثل اسکی جو کچھہ ہین
لکہے گئے ہین اور پہر جواب شیعونکی طرف سے بحوالہ کتب معتمدہ اہلسنّت دیا گیا ہے
باب دوم مین دو فصلین ہین فصل اول مین تعزیہ کی اباحت اور اوسکا جواز بدلائل عقلیہ
ونقلیہ بتوضیح تمام وتصریح مالا کلام مثبوت ہے فصل دوم مین اون اعتراضات کو مع
جواب باصواب لکہا ہے جو اہل سنت نے تعزیہ پر کئے ہین مثل اسکی تجدید قبر یا مثال
ہونیکے یا خلاف احادیث اور بدعت یا شبیہ کے تحت مین پڑنیکے باب سوم مین
مسائل مختلفہ کے جواب ہین مثل باجہ سنّی اور راگ مین مرثیہ سننے اور پڑہنے اور
تعزیہ کی غایت تعظیم حتی کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنے اور ہر سال مین محرم کو ماہ عزا
ٹہرانے اور چہلم کرنے اور کپڑون کو سیاہ رنگنی اور تعزیہ کے آگے دعا مانگنی اور اوسپر
عرضیان وغیرہ چڑہانے اور نعرہ یا حسین کہنے اور عورتون کو محرم کی راتون مین
تعزیون کی زیارت کے لئے باہر پہرنے کی اجازت دینے اور محرم کے دن فاقہ کرنے
اور امام باڑہ وغیرہ کی غایت تعظیم کرنے اور بہُس اور خاک وڑانے اور علم شدّے گہوڑہ
دلدل وغیرہ بنانے اور شربت کے گہڑے تعزیون کے آگے لیجانے اور تعزیہ کو بعد بنانیکے
دفن کرنے اور ایام محرم ہی مین حاضری وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرّا کہنے
اور چلاکر کہنے وغیرہ کے وہا انا اشرع فی المقصود مستعینا برب الودود باب اول
رونے اور رلانے کے بیانمین ہے اور اسمین تین فصلین ہین قبل شروع کرنے
فصلون کے یہہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت رونے اور گریہ کرنے کے
بیان کیجاوے اور ثابت کیا جاوے کہ رونا مقتضائے محبّت خالص ہے پس جاننا
چاہئے کہ یہہ امر خدا نے ہر شخص کے خلقت مین داخل کیا ہے کہ بعض سے محبّت کرے

اور بعض سے عداوت اور جبکہ یہہ قوت جبلی ہے تو آگے دیکھنا چاہیے کہ خدائی محبت کے
قابل بھی کسیکو بتایا ہی یا اس معاملہ مین اوسنے کچھہ ارشاد نہین کیا پس ہم جب کلام
پاک کے طرف رجوع کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً
الا المودۃ فی القربیٰ اور قربیٰ کے معنو مین کچھہ ہے اختلاف ہو مگر اسمین تو کچھہ کلام نہین
کہ امام حسین علیہ السلام قربیٰ مین سب کے نزدیک داخل ہین اور آیت سے معلوم
ہوا کہ محبت انکی واجب ہے اور محبت کیا چیز ہے
ایک حرارت ہے جو خلقی قاعدہ سے محبوب کے
لئے دل مین پیدا ہوتی ہے اور یہ امر وجدانی ایسا ہے
کہ ہر شخص جانتا ہے اور جب حالت محبت مین اپنی
قلب کی طرف رجوع کریگا اسکو ٹھیک پاویگا اسیوجہہ سے
آجتک محبت حرارت اور آگ سے محاورونمین تعبیر کیجاتی ہے الغرض جب انسان
کو خیال اپنے محبوب کا آتا ہے اور یہہ اوسکی حالت سوچکر خواہ یہہ امر اپنی غور سے
ہو یا اور شخص کے کہنے سی محبوب کا وصال وغیرہ چاہتا ہے تو ایک شعلہ اسکے قلب مین
اٹھتا ہے جو دماغ کیطرف صعود کرتا ہے جب اوسنے جانب دماغ حسب قاعدہ بخارات
صعود کیا تو وہان پہونچکر برودت دماغیہ سے حرارت اوسکی متکاثف ہوتی ہے
اور آنسوؤں کی صورت مین متقاطر ہوجاتا ہے۔ کما لا یخفیٰ علی من لہ ادنیٰ مداخلۃ
فی العلوم الطبیۃ والفنون الطبعیۃ پس معلوم ہوا کہ رونا حرارت محبت کا نتیجہ ہے
اسمین شک نہین کہ اگر مودت حسینی صادق ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت کے
اس مصیبت کی حالت کو غور کرین اور ہمارے دلونمین ذراسی بھی حرارت اٹھکر متکاثف
نہ ہووے اگر محبت نہین رونا کیا۔ لان البکاء لا یعرض الا للاخلاء والاعداء منہ براء

بلاریب و امتراء۔ اور بیان مذکور سے بعد تامل ظاہر ہے کہ رونا خاص محبت اور صحیح
مودت ہے بلکہ اگر محبت اور گریہ کو بعض اوقات مین لازم و ملزوم کہدون تو بھی شاید
کچھہ فرق نہین ہے پس محبت کو واجب بتانا اور گریہ کو ہر صورتمین منع کرنا تکلیف ما لا یطاق کا
حکم کرنا اور محال پر قدرت کرانا ہے اور ایسی مثال ہے جیسے کسی لڑکے کو دریا مین
ڈالکر کہدین کہ کپڑے تر مت کرنا وہ دریامین پڑکر کب قادر ہے کہ لباس کو خشک
رکہہ سکے اگر چاہے تو بھی نہین ہو سکتا لامحالہ لباس تر ہو گا بلکہ یہہ بدیہی امر ہے غور کرنا
چاہیے اگر محبت تو امام حسین سے ہو بمفاد الحسین منی و انا من الحسین انتہی ہو کہ اپنی پیاری
جان سے زیادہ اور اپنی جان کی مصیبت پر رونے کو ایسے مستعد کہ ذرا کوئی
کلام بد کہے یا ٹہوکر لگے یا مان باپ مرجاوین تو رونے چلانیکو مستعد اور بے اختیار
دعوی اور اوس سخت مصیبت کو اپنی دوست کی یاد کرکے آنسو بہنا اور رونا کیسا
دل بھی آزردہ نہو پہر یہہ دوستی کیسی اور محبت کہانکی مین تو یہہ کہتا ہون کہ جو حضرت پر
باوجود اختیار گریہ نکریگا اوسکو محبت ہی نہین دعوی محبت اوسکا صرف لسانی ہے
نہ قلبی اور جنانی۔ دوسرے یہہ کہ جنکو یہہ محبت ہے وہ روتے ہی ہین اور روئی ہین
دیکہیے حضرت رسالت پناہ صلعم اور علی مرتضی ع۔ فاطمہ زہرا علیہم التحیۃ والثناء ما دام
الغبراء والخضراء کیسے کیسے روئے ہین ابھی دو چار ورق کے بعد معلوم ہو جاوے گا
پہر نہ معلوم کہ تحریم بکا اور حرمت گریہ امام حسین علیہ السلام پر کہان سے نکالی گئی ہے
شرع مین نہ مطلق گریہ کی تحریم نہ خاص رونیکی حرمت ہان بعض صورتین جو ناجائز ہین
وہ امام حسین روحی لہ الفدا کی گریہ مین مفقود اب یہان سے اسی امر کی تحقیق کیجاتی ہے
لگا کر پہر کرنا حسب تصریح آیات اور احادیث و روایات مقبولہ طرفین جائز ہے یا نہین
فصل اول اسمین رونیکو آیات اور احادیث مقبولہ طرفین اور شواہد انبیا

اور ائمہ اور ملایکہ اور اجنہ اور آسمان اور زمین اور وحوش وطیور اور خلفاء ثلاثہ
اور علماء مقبولین اہل سنت سے ثابت کیا ہے صاحبان بصیرت پر مخفی و محتجب
نہیں ہے کہ رونا اور گریہ کرنا مطلقاً درست ہے خدا تعالی قران مجید و فرقان حمید
مین ارشاد فرماتا ہی فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا یعنے کم ہسنا اور بہت رونا چاہیے
انبیاء کرام علیہم السلام اکثر خوف باری تعالی سے اور اپنی مصائب پر روے
ہین گریہ آدم ع و گریہ یعقوب ع و ایوب ع و یحیی ع وغیرہم مشہور ہے اور اوسکا کوئی شخص
اہل اسلام سے انکار نہین کر سکتا کہ مطلقاً گریہ ناجائز و ناروا ہے کیونکہ بہت سے
حدیثین صریح اور روایتین صحیح وارد ہوئی ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ جو آنکہ خوف خدا مین
روئی ہوگی وہ روز حشر کو جنت مین جاوے گی اور مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق
دہلوی مین جو کہ باعتراف فاضل رشید وغیرہ کے
نہایت مستند اور بغایت معتمد ہین مسطور ہے کہ بوقت
وفات ابراہیم انحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
روئے عبد الرحمن نے رونے پر حضرت سے طعن کیا حضرت نے
فرمایا البکاء من الرحمۃ یعنے رونا رحمت سے ہے اور یہی وقت
وفات سرور کائنات جناب فاطمہ علیہا السلام اور خود انحضرت
اور جو گہر مین تہا با آواز روئے چنانچہ مدارج النبوۃ مین صفحہ ۱۵۰ پر مسطور ہی فاطمہ رضی اللہ
عنہا چون این شنید بگریست انحضرت فرمود ای دختر من گریہ مکن کہ حملہ عرش بہ بکاء تو
گریہ میکنند و بدست مبارک اشک از چہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پاک کرد و دلداریہا
و بشارتہا داد و در بعض روایات حدیث خبر موت انحضرت و گریہ فاطمہ و تسلیہ انحضرت اورا
کہ تو نخستین لاحق بمن میشوی ہمین و تو سید نساء جنت خواہی بود در ینوقت آمدہ و گفت

۱۴
در اول مدارج النبوۃ کہ اینست
هو الاول والآخر والظاهر
والباطن وهو بکل شی علیم
در بیان کلمات اعجاز سمات
[illegible]

بارخدایا ویرا در مفارقت من صبرے کرامت فرمائی فاطمہ گفت واکرباہ فرمود آنحضرت
ہیچ کرب واندوہ بر پدر تو بعد از امروز یعنی کرب واندوہ بسبب شدت الم وصعوبت
وجع بود و بواسطہ علاقہ جسمانی وتعلقات بدنی کہ لازمہ بشریت ہست می باشند آنگاہ با فاطمہ
فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسن وحسین را علیہم التحیۃ والرضوان پیش آنحضرت
صلعم آورد چون او را بدان حال دیدند گریہ آغاز نہادند وچنان گریہ وزاری کردند
کہ از گریہ ایشان ہر کہ در خانہ بود بگریست آنحضرت صلعم ایشان را ببوسید و در باب
تعظیم واحترام ومحبت ایشان صحابہ وتمامہ امت را وصیت فرمود و در روایتے
آمدہ کہ آنہا کہ بر در حجرہ بودند نیز گریستند چون آواز گریہ ایشان بگوش مبارک رسید
آنحضرت علیہ السلام نیز بگریست ام سلمہ گفت یا رسول اللہ تو گناہان گذشتہ وآیندہ تو مغفور گشتہ
موجب گریہ چیست فرمود گریہ من برائے رحم وشفقت بر امت ہست کہ آیا بعد از من
حال ایشان بکجا خواہد رسید انتہی ۱ ور اسی کتاب مین صفحہ ۱۰۳ پر مرقوم ہے پس فرمود
آنحضرت علیہ السلام بفرما ابابکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست
بر سر زنان وفریاد کنان وافریاداہ بریدہ شدن امید وشکستن پشت کاشکے
نمی زائید مرا مادر من وچون زائید کاشکے مردم پس ازین روز ندیدم از پیغمبر خدا
این حال را پس در آمد بلال در مسجد وگفت یا ابابکر رسول خدا امرے فرماید کہ پیش
روی ونماز بگذارے با مردم پس چون دید ابوبکر خالی بودن مسجد را از رسول خدا او بود
ابوبکر رضی اللہ عنہ مردی نرم دل سخت اندوہگین شد کہ نتوانست نگاہداشت خود را
پس بروی افتاد بیہوش وبگریہ در آمدند صحابہ وفریاد کردند پس در گوش آنحضرت
رسید فرمود یا فاطمہ این چہ آواز گریہ وفریاد ہست کہ میرسد فرمود فاطمہ این داد از گریہ
وفریاد مسلمانان ہست کہ ترا در مسجد نمی بینند پس طلبید علی وعباس را رضی اللہ عنہ

وتکیہ کرد بر ایشان و بیرون آمد بسوی مسجد و نماز گذارد انتہی اس عبارت سے
معلوم ہوتا ہے کہ رونا کچھ حرج نہین کہتا ور نہ صحابہ اور جناب رسالتمآب وغیرہم
کیون روتے پس یہہ امر تو بروایات کثیرہ ثابت ہی کہ مطلق گریہ کرنا با واز و بی آواز
کسیطرحسی ممنوع نہین ہان کچھہ نزاع ہے تو گریہ میتت مین ہے یعنے میت یا شہید پر
بھی رونا درست ہے یا نہین پس شواہد اسکے بہت ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ میت پر
رونا جائز ہے خود رسول روئے ہین چنانچہ کچھہ بیان ہوا علاوہ اسکے حضرت امیر حمزہ
کی شہادت پر حضرت کا رونا اور اورون کو حکم کرنا اور اونکی گریہ پر دعا دینا روضۃ ا
لاحباب وغیرہ مین مثبوت ہے اور بہت سے کتب سیر مین مذکور جسکا اگے بیان ہوگا اور
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مین صفحہ ۵۷۵ مین لکہا ہے
آنحضرت صلعم دید حمزہ را کشتہ شد و مثلہ کردہ شد صیحہ زد و گفت مصیبت زدہ نمی شدم
من ہرگز مثل تو و نہ ایستادہ ام ہیچ جای ایستادنی غصہ ناک سازندہ تر ازینجا
و منقول ہست از ابن مسعود کہ گفت ندیدم ما آنحضرت را صلعم گریہ کنندہ تر ہرگز سخت
تر از گریہ وی بر حمزہ بن عبد المطلب ایستادہ بر جنازہ وی و گریہ کرد و بر داشت
آواز تا بیہوش شد و فرمود کہ یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ و اسد رسولہ
یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ صلعم و ازینجا
معلوم می شود کہ درندبہ و بیطاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجوہ آمدہ ہست و اللہ اعلم انتہی
او صفحہ ۵۱ سے ۵۳ تک جنگ امیر حمزہ کا حال کچھہ تفصیل لکہا ہے اوسمین لکھتے ہین
و مروی ہست کہ بعد از آنکہ کافران رفتند و مسلمانان در میان میدان در آمدن تفحص
کشتگان خود میکردند فرمود آنحضرت ما فعل عمی ما فعل حمزہ علی کرم اللہ وجہہ بتفحص مشغول
شدہ بر سر حمزہ رسید و او را بدان ہیئت مشاہدہ کرد و در گریہ شد و مراجعت نمود

حمیت یا الفضیح و حاصل میخ...
بعض گریہ کا حکم و ادا آواز
و فغان و عذاب از
و اطلاقت...
... و ...
۱۴
۱۵

انحضرت صلعم را از صورت واقعہ واقف گردانید سید عالم با علی ہمراہ آمد بر سر حمزہ
ایستاد و فرمود ما وقفت متوقفا اغیظ من ہذا انتہی اور بعد اسکے مثبوت سے ہے
و در روضۃ الاحباب میگوید کہ آخر صفیہ بر سر حمزہ آمد و وی و فاطمہ می گریستند
و بگریہ ایشان آنحضرت نیز بگریہ در آمد انتہی اور مدارج النبوۃ ہی مین صفحہ ۱۶۵ پر
لکھا ہے آوردہ اند کہ چون مصیبت زدگان باستقبال آنحضرت بیرون آمدہ بودند
فاطمہ دختر حمزہ بر سر راہ آمدہ بود لشکر رسول را دید کہ جوق جوق مے آیند ہر چند
تفحص نمود پدر خود را در میان ندید صدیق را پرسید پدر من کجاست کہ او را در لشکر
نمی بینیم دل صدیق سوخت و آب در دیدہ گردانید فرمود اینک آنحضرت می رسد چون
خواجہ رسید پدر خود را ندید پیش آمد و عنان مرکب خواجہ را بگرفت و گفت یا رسول اللہ
پدر من کو خواجہ فرمود کہ پدر تو من باشم گفت یا رسول اللہ ازین سخن بوئے
خون می آید و اشک از دیدہ وے ریزان گشت و یاران نیز بموافقت او در گریہ
در آمدند بعد ازان گفت فاطمہ یا رسول اللہ کیفیت شہادت پدرم تقریر فرمای
گفت ای فرزند اگر انرا صفت کنم دل تو طاقت نیارد خروش و نالہ آن ضعیفہ
زیادہ گشت انتہی پس ان روایات سے میت اور شہید پر رونا اور صیحہ مارنا
درست ثابت ہوتا ہے جناب فاطمہ علیہا السلام نے بعد وفات اپنے پدر
بزرگوار کے نہایت گریہ و زاری کی حتی کی ہمسایہ مدینہ نہایت تنگ آگئے
اور اگر خدمت با برکت جناب امیر ع مین عرض کی کہ یا علی ع فاطمہ ع سے فرمای یا تو
دن کو رولیا کرین اور رات کو ہم لوگونکو آرام دین اور یا رات کو مشغول زاری
ہوا کرین تا کہ ہم دن مین راحت پاوین اور علی ہذا ایسیون مثالین ہین جن سے
ثابت ہوتا ہے کہ رونا میت پر کچھ مضائقہ نہین رکھتا شیخ عبد الحق متاع البدا

بعد ذکر وفات نبی صلعم فرماتے ہین ونصیحت رسیدہ کہ چون آنحضرت صلعم رحلت نمود فاطمہ
زہرا اندبہ گریہ دراز ی نمود و فرمود یا ابتاہ دعوت حق را اجابت فرمودی وا ابتاہ
بجنت الفردوس نزول نمودی الخ اور دو سطر کے فاصلہ سے لکھتے ہین کہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نیز زاری میکرد انتہی اور اسی کتاب مین صفحہ ۲۳۵ پر مذکور ہے
نقل ہست کہ دران ساعت ابوبکر در خانہ خود بود کہ در محلہ شیخ غوالی مدینہ بود چون
ازین واقعہ خبر یافت سوار شدہ و بہ تعجیل روی بہ حجرہ عائشہ آوردہ در راہ میگریست
ومیگفت واانحمداہ واانقطاع ظہراہ تا بہ مسجد شریف در آمد دید کہ مردم پریشان حال
اند بہ ہیچ کس ملتفت نہ شد و سخن نکرد و بہ حجرہ عائشہ در آمد و ردا مبارک از روی
شریف برداشت و بر پیشانی نورانی بوسہ داد و در روایتی کہ نہاد دہن خود را
بدہن مبارک و بوئید مشک را و گفت واابتاہ و بعد ازان سر بر آورد و بگریست
بار دگر بوسہ داد و گفت وااصفیاہ باز سر بر آورد و بگریست بار دگر تقبیل کرد و گفت
واخلیلاہ انتہی اسسے ظاہر ہے کہ جناب ابوبکر بھی روی بلکہ عادت صحابہ کی تھی
کہ جب حضرت کو یاد کرتے تھے روتے تھے چنانچہ رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۲۶ پر
لکھا ہوا ہے وقال القاضی ابو الفضل العیاض و فی فصل الخطاب صحابہ رضی اللہ عنہ
چون یاد پیغمبر میکردند خاشع و خاضع مے بودند و پوست برتن ایشان مے برخاست
و گریہ میکردند الخ اور کتاب مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۲۵ پر مسطور ہے چون از دفن
آنحضرت فارغ شد صحابہ خاک حسرت و ندامت بر سر وقت و حال خود می ریختند
و از آتش فراق آن محبوب دو جہانی می سوختند و گریہ و زاری میکردند خصوصًا
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کہ از ہمہ مصیبت زدہ و بیکس تر و زار و نالان تر بود و در روی
حسن و حسین رضی اللہ عنہما نگاہ میکرد و بر یتیمی خود و نامرادی فرزندان میگریست

از انجانب عائشہ صدیقہ در ہمان حجرہ کہ آن سرور وصال یافتہ بود بیت الحزن و الفراق

وشد ہمچنان شدہ روز و شب میگریست انتہی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

جنکے اوصاف حاجت بیان نہین رکہتے اپنے تحفہ مین فرماتے ہین عن عبد اللہ

بن الحسن و قد ذکر عندہ قتل عثمان جنکی ستی بل لحیتہ یعنے عبد اللہ بن حسن قتل عثمان کی

خبر سنکر اشکبار ہوئے کہ ڈاڑہی تر ہوگئی اور امام غزالی جنکے مناقب و اوصاف کچہہ آگے

بیان ہونگے احیاء العلوم مین روایت کرتے ہین عن النبی قال قال لی جبرئیل

لیبک الاسلام علی موت عمر یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ مجہہ سے جبرئیل نے بیان کیا

کہ اسلام کو موت پر عمر کے رونا چاہیے اور جناب عائشہ صدیقہ ام المومنین زوجہ

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے بہائی محمد بن ابی بکر پر زار زار روئین

چنانچہ سبط ابن جوزی جنکے محامد زاہرا اور مناقب باہرہ ناظرین مراۃ الجنان یافعی

وکفایۃ المتطلع تاج الدین دہان و مدینۃ العلوم و مسند خوارزمی و کشف الظنون

وغیرہا پر مخفی نہین ہے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامۃ فی معرفۃ الائمہ مین بعد ذکر

قتل محمد بن ابی بکر اور ڈالی جانے اونکی لاش کے پیٹ مین حمار مردہ کے اور

جلائی جانے کی لکہتے ہین فلما بلغ ذلک عائشۃ بکت بکاءً شدیدا یعنی جبکہ

عائشہ کو اس معاملہ کی خبر پہنچی تو بہت شدت سے روئی اور بعد چند سطر اسکے

اوسی عبارت مین ہے و بلغ علیا قتل محمد فبکی بکاءً شدیدا و تاسف علیہ و لعن

قاتلہ یعنے جب جناب علی مرتضی کو محمد کے قتل ہونیکی خبر پہنچی تو حضرت بہت روئے

اور افسوس کیا اور اوسکے قاتل پر لعنت فرمائی اور ایسی ہی بہت مثالین ہین

جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ خود صحابہ رسول وغیرہم بھی روئے اور رونیکی اجازت

دی چنانچہ مدارج النبوۃ مین ثبوت ہے کہ حضرت عمر نے اپنی ایام خلافت مین

بوقت شب ایک پیرزن کی اواز کو سنا کہ کہتی تہی علی محمد صلوۃ الابرار صلی علیہ

الطیبون الاخیار کنت قوام بکار بالاسحار یالیت شعری والمنایا اطوار ہل تجمعنی وحبیبی الدار

اور آنحضرت کو یاد کرتی تہی پس عمر بیٹہ گئے اور کہا کہ پہر اسی قول کو کہہ پس اوسنے

صوت حزین سے اوسکا اعادہ کیا اور روئی انتہی ظاہر ہے کہ خود خلیفہ صاحب نے

رونے اور چلا کر گریہ کرنے اور نوحہ کی اجازت دی اب بعض روایات

اہلسنت مین جو نہین مروی پر رونے سے وارد ہوی ہے وہ جودت ذہن

وذکاے طبع ملازمان عالی جناب خلیفہ ثانی سے ہے حضرت رسالت پناہ سے

کچہ اوسکا اثر نہین ہان اگر اہلسنت بلحاظ سنت عمریہ اوسکے مانع ہین تو کچہ ضرر نہین

مگر خود عمر صاحب بھی تو بعض جا اسکے مرتکب ہوئے مشکوۃ مین ابی ہریرہ سے

مروی ہے قال مات میت من آل رسول اللہ فاجتمع النساء یبکین علیہ فقام

عمر ینہاہن ویطردہن فقال رسول اللہ دعہن فان العین دامعۃ والقلب

مصاب والعہد قریب یعنے ایک موت آل رسول خدا مین ہو گئی عورتین جمع

ہو کر اوسپر رونے لگین جناب عمر کہڑے ہوے اور منع کیا اور بہگانے لگے

جناب رسول خدا نے فرمایا انکو چہوڑ دے کیونکہ یہہ آنکہہ رونے والی ہے

اور دل مصیبت زدہ ہے اور زمانہ قریب ہے انتہی اور بھی اوسی کتاب مین

ابن عباس سے مروی ہے قال ماتت زینب بنت رسول اللہ فبکت النساء

فجعل عمر یضربہن بسوط فاخرہ رسول اللہ بیدہ وقال مہلا یا عمر الخبر یعنی

ابن عباس کہتے ہین کہ زینب دختر رسول خدا نے جب انتقال کیا تو عورتین

روئین پس عمر اونکے کوڑی مارنے لگے رسولخدا نے اونکا ہاتہہ روکا اور فرمایا

کہ چہوڑ دے انتہی ہمین احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ میت پر بکا کرنا درست ہے

اور وہ روایت جو جناب خلیفہ ثانی نے عدم بکا بر میت مین بیان کی ہے
بقول عائشہ صدیقہ سنیان غلط ہے صحیح بخاری مین جو باعتراف شاہ ولی اللہ
وعبد العزیز وجمیع اہلسنت نہایت مستند ہے اور بعد کتاب باری شمار ہوتی ہے
یہہ حدیث موجود ہے حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا ابن جریج
قال اخبرنی عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ قال توفیت بنت لعثمان
بمکۃ وجئنا لنشہدہا وحضرہا ابن عمر وابن عباس وانی لجالس بینہما او قال
جلست الی احدہما ثم جاء الآخر فجلس الی جنبی فقال عبد اللہ بن عمر لعمرو بن
عثمان الا تنہی عن البکاء فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت
لیعذب ببکاء اہلہ علیہ فقال ابن عباس قد کان عمر یقول بعض ذلک ثم حدث
قال صدرت مع عمر من مکۃ حتی اذا کنا بالبیداء اذا ہو برکب تحت ظل سمرۃ فقال
اذہب فانظر من ہولاء الرکب قال فنظرت فاذا صہیب فاخبرتہ فقال ادعہ
لی فرجعت الی صہیب فقلت ارتحل فالحق امیر المومنین فلما اصیب عمر دخل صہیب
یبکی یقول وااخاہ واصاحباہ فقال لہ عمر یا صہیب اتبکی علی وقد قال رسول اللہ
ان المیت لیعذب ببعض بکاء اہلہ علیہ قال ابن عباس فلما مات عمر ذکرت ذلک
لعائشۃ فقالت یرحم اللہ عمر واللہ ما حدث رسول اللہ ان اللہ لیعذب المومن ببکاء
اہلہ علیہ ولکن رسول اللہ قال ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اہلہ علیہ وقالت
حسبکم القران ولا تزر وازرۃ وزر اخری قال ابن عباس عند ذلک واللہ ہو
اضحک وابکی قال ابن ابی ملیکۃ واللہ ما قال ابن عمر شیئا انتہی ترجمہ بخوف
طوالت متروک ہوا لیکن اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے تو کچھہ
اور ہی فرمایا تہا یعنے کافر اپنی اہل کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے

له اول صحیح بخاری کا ... [illegible]

جناب خلیفہ جی نے اوسکو یون فرمادیا کہ مسلمان بھائی کا واسطے اہل کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے اور یہی قول بیشک اہل سنت مانتے ہیں لیکن اب کیا ہوسکتا ہی جناب صدیقہ عائشہ زوجہ رسول نے صاف کہدیا کہ قسم ہے خدا کی رسول نے کبھی یہہ حدیث بیان نہین کی بلکہ وہ اور ہی ہے خلاصہ یہہ کہ مومن کے میت پر گریہ وزاری کرنا کچھہ ہرج نہین رکھتا اور مشکوۃ کی احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت نے خود خلیفہ ثانی کو منع کرنے سے گریہ وزاری کے منع فرمایا اور کہا کہ دل مصیبت زدہ ہے یعنے یہہ تو رونا ہی ہے اور فی الحقیقت جسکے دل پر چوٹ لگتی ہے اور مصیبت پڑتی ہے اوسے ضبط گریہ مشکل بلکہ اشکل ہے کیونکہ اپنے اوپر جبر کرے میت وشہید مومن پر تو رونیکی یہہ کیفیت تھی کہ اوسپر رونا جائز ٹھہرا اور وہ عام ہے کیسا ہی مومن ہو لیکن امام حسین علیہ السلام کو خیال کرنا چاہیے کہ وہ خاص قرۃ العین رسول ناز پروردہ بتول تسکین جان مرتضیٰ گوشوارۂ عرش معلے ہین اونپر کیونکر رونا جائز نہ ٹھہریگا جبکہ مومن تک پر رونا درست ہے دوسرے یہہ کہ محمد بن ابی بکر پر ایک ذرا سی مصیبت تھی کہ قتل کرکے جلادیئے گئے تھے مگر پھر بھی عائشہ نہایت شدید روئین اور تمام عمر کلہ گوسفند نکھایا جیسا خواص الامتہ سبط ابن جوزی مین ہے اور اتناریخ اوسوقت مین تہا جب وہ دوستدار جناب امیرع تہا اور جناب امیر بھی اسپر نہایت روئے حالانکہ وہ ابوبکر کا بیٹا تہا اور انسے بہت کچھہ تعلق نہ رکھتا تہا بھلا کیونکر ضبط ہو گا کہ اونہین جناب امیرع کی بیٹی - پوتی - نواسے چہوٹے چہوٹے خنجر آبدار سے گلا کٹا دین اور بعد اسکے اوسکی بیٹیان اور پوتیان سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار

دیار بدیار ہوئے مونس وغمگسار مع سرہای شہدا پہرائی جاوین کب تاب ہوسکیگی
محمد بن ابی بکر کا ماجرا ایک شمہ بہی اسکے سامنی نہین تیسرے یہہ کہ جناب رسالتمآب
کی وفات پر صحابہ اور حضرت فاطمہ اور جناب عائشہ نہایت روئین بلکہ حضرت
عائشہ نے تو ایک حجرہ علیحدہ رونیکا کرلیا تہا اور ونرات حضرت پر رویا کرتے
ہتین چنانچہ مدارج النبوہ شیخ عبدالحق دہلوی مین صفحہ ۵۲۵ پر مسطور ہے از انجا
عائشہ صدیقہ در ہمان حجرہ کہ آن سرور وصال یافتہ بود بیت الحزن والفراق
او شد بے خانمان شدہ روز و شب میگریست انتہی پس جبکہ حضرت پر ایسے
ایسے کرام روئے اور رونا درست ٹہرا تو بمفاد الحسین منی وانا من الحسین جناب
امام حسینؑ پر رونا کیونکر درست نہوگا ایک کو درست اور دوسرے کو ناجائز بتانا
مکابرہ ہے چوتہے یہہ کہ باعتراف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے رسالہ سر
الشہادتین مین شہادت حضرت امام حسینؑ کی شہادت جناب رسالتمآبؐ کی ہے
چنانچہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۴ پر یہہ عبارت مسطور ہے فتوجہت عنایۃ اللہ تعالی
بعد انقضاء ایام الخلافۃ الی ہذا الالحاق فاستنابت الحسنین علیہما السلام منابہ
بعد گذرنے دنون خلافت کے اس معاملہ کو ملانے پر متوجہ ہوئی عنایت الہی تو نائب بنایا حسنین علیہما السلام کو مقام جد کے
جدہما الخ اور جبکہ یہہ شہادت فی الحقیقت شہادت رسولؐ ہے اور رسول پر رونا
جائز جیسا کہ ثابت ہوا تو امام حسینؑ پر کیونکر گریہ وزاری اور حزن و بیقراری کرنی
جائز نہ ہوگی پانچوین خود کتب موافقین و مخالفین سے بصراحت واضح ہے کہ ندبہ
وزاری اور گریہ و اشکباری خاص جگر گوشہ و فرزند رسولؐ نور دیدہ بتول جنکی چشم
جناب امیر المومنین ابو عبد اللہ الحسین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر کرنا نہایت حسنات
اور بیحساب ثواب رکہتا ہے احادیث صحاح شاہد صادق ہین کہ بکاء حسین باعث
دخول جنات النعیم ہے اور موجب اجر عظیم ہے رونیوالا حضرت محسن رسالتمآب

باکی اسکا ما جو رہے مشابہ ہے چنانچہ وارد ہوا ہے من بکی علی الحسین اوبکی او
تباکی وجبت له الجنة یعنی جو بندہ مومن کہ حسین ؑ پر رووے یا رولاوے یا بہ تکلف
رووے تو جنت اوسپر واجب ہوتا ہے اور بھی بہت سی حدیثون سے ثابت ہوتا ہے
کہ غم حسین مین جو کوئی رووے اور اگرچہ آنکھون سے اوسکی پر مگس کے برابر آنسو نکلے
وہ بخشا جائیگا اور کیونکر نہ رووین خود کشتۂ راہ خدا جناب سید الشہدا فرماتی
ہین انا قتیل العبرة ما ذکرت عند مومن الا فقد استعبر یعنی وہ کشتۂ گریہ وزاری ہون
نہ ذکر کیا جاؤنگا آگے کسی مومن کے مگر یہہ کہ رووے فی الحقیقت حضرات مصیبت جو
کہ امام حسین علیہ السلام پر گذری وہ کسی فرد بشر پر از ابتدای آدم تا ایندم نگذری
چنانچہ اسکے سب مقر ہین جیسا کہ بیان ہوگا احادیث گریہ وبکا و روایات حسنات
باکی سید الشہدا نہ ایسے ہین کہ صرف کتب شیعہ ہی مین پائی جاوین بلکہ بطریق
حضرات اہلسنت بہت سے حدیثین اس معاملہ مین وارد ہوئی ہین اور کوئی
اسکا انکار نہین کر سکتا اور اگر منکر ہوا و رخلاف قدمائیہ وعلمائے اپنی مسلک کو
اختیار کرے بوجہ صحاح وموثق کا انکار کرے اوسکا علاج نہین سب یا اکثر تو یہان
بیان کرنے مین خوف طوالت کلام اور خروج مرام ہے لیکن بپاس خاطر محققین
اور بنا بر افحام منکرین اول یک روایت اوس شخص سے نقل کرتا ہون جو
اہلسنت کے ہان مستندین عظام اور معتمدین کرام اور مجتہدین فخام سے تہے یعنے
امام احمد بن حنبل جو چار امامون سے ایک ہین یقین ہے کہ اسکو دیکھنے کے حضرات
اہلسنت کسی قسم کا شک گریہ وزاری مین امام حسین علیہ السلام کے تئین نفرماوینگے
خود بھی رووینگے اور اونکو بھی رولاوینگے اور بسبب تحریر اپنی امام والامقام
ثواب عظیم اور جنت نعیم پاوینگے ان امام مذکور کے نسبت کوئی شخص شک نہین کرسکتا

کیونکہ باعتراف علماء کبار و مشائخ ذوی الاعتبار یہہ امام نہایت والاشان اور
رفیع مکان ہین چنانچہ لکہا ہے کہ اگر یہہ نہوتے تو اسلام بھی دنیا سے اوٹھہ جاتا
پہر کوی شرع متین کا راستہ نہ پاتا بلکہ بعض انکو خلیفہ اول حضرت ابو بکر سے
زیادہ جانتے ہین اپنی وقت کا یکتا و یگانہ مانتے ہین ای حضرات ناظرین پر تمکین
چونکہ ہمکو حدیث من بکی علے الحسین وجبت لہ الجنۃ کا اہلسنت کی ہان سے
بواسطہ معتمدہ و معتبرہ ثابت کرنا منظور ہے لہذا امام احمد بن حنبل افقہ و افضل کے
کچہہ مناقب اور محامد بیان کرتے ہین کیونکہ بالاستیعاب کا لکہنا کوزہ مین دریا
بند کرنا ہے اور وجہ اس توثیق کی بھی یہہ ہے کہ ہمنی اکثر حضرات انکو اس حدیث
مذکور کو معاذ اللہ واہی اور موضوع کہتے سنا ہے اور امام حسین علیہ السلام
پر رونا محض بے سود اور بے فائدہ بعض اہلسنت نے جانا ہے مولانای
قمقام علام فہام صاحب استقصاء الافحام اداہم اللہ الملک العلام توثیق
امام احمد بن حنبل مین جو افادہ فرماتے ہین اوسکا ہم یہان ملخص اور ترجمہ مختصر
بیان کرتے ہین شیخ عبد الحق رجال مشکوۃ مین فرماتے ہین کہ وہ یعنے امام احمد بن
حنبل فقہ اور حدیث اور پرہیزگاری اور عبادت کے امام ہتے اور اونکی ہی
وجہ سے صحیح سقیم سے پہچانی جاتی ہے اور مجروح معدل سے علحدہ ہوتی ہے
انتہی اور یہہ بھی کہا کہ فضایل و مناقب اونکی کثیر ہین مآثر اونکی اسلام مین مشہور
ہین اور مقامات دین مین مذکور ذکر اونکا مستغنی عن البیان حمد اونکی ما بین جہان
سب کے بر زبان اور اون مجتہدون مین سے ہین جنکے قول اور رای و مذہب
پر بہت لوگون کا عمل ہے اونکی ثنا ائمہ اعلام اور علماء عظام نے کی ہے اور
بعد اسکے اسحق بن راہویہ سے نقل کیا ہے کہ احمد بن حنبل خدا اور بندونکے

توثیق امام احمد بن حنبل

درمیان زمین پر حجت خدا ہین خود امام شافعی سے اوسنی نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہین مین بغداد سے باہر آیا اور اوسمین نہایت متقی اور پرہیزگار اور فقیہ اور عالم کسیکو سوائی احمد بن حنبل کے نہچھوڑا اور احمد بن سعید دارمی کہتے ہین کہ مینی کسی شخص کو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث کا حافظ اور فقہ و معانی حدیث کا عالم زیادہ احمد بن حنبل سے نہ پایا اور ہلال بن العلا کہتے ہین کہ حق تعالی نے لوگون پر اس امر کا کہ احمد محنت مین ثابت رہا بڑا احسان کیا ورنہ لوگ کافر ہوجاتے اور ابن راہویہ کہتے ہین کہ اگر احمد بن حنبل نہ ہوتے اور اپنی نفس پر تکلیف نہ اوٹھاتے تو اسلام ہی جہان سے جاتا رہتا اور ترفہ ترسب سے یہ ہے کہ حضرت ابن المدینی امام احمد بن حنبل کو حضرت خلیفہ اول سے ترجیح دیتے ہین اور اونکی اسلام قایم کرنیکو قائم کرنے سے حضرت ابو بکر کی روت مین زیادہ رکہتے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق تحصیل الکمال مین فرماتے ہین جسکا محصل یہ ہے کہ میمونے کہتے ہین مجہہ سے بصرہ مین ابن مدینی نے کہا کہ ای میمونے کسے نے اسلام مین وہ شے قائم نہین کے جو احمد نے مین اس سے متعجب ہوا اور کہا کہ ابو بکر نے روت مین قائم کیا مینی کہا کہ کیون جوابدیا کہ ابو بکر کے پاس انصار تہے اور احمد بے انصار تہا اور ابوداؤد کہتے ہین کہ دو سو شخص کبار مشائخ حدیث سے مجکو ملی مینے کسیکو مثل احمد بن حنبل نہ پایا انتہے کلامہ الشریف پس ای حق بین انہین امام احمد بن حنبل کے تصنیف سے ایک کتاب مسند بالا ہے جسکے نسبت شاہ عبدالعزیز دہلوی بستان المحدثین مین فرماتی ہین امام احمد چون از مسودہ این مسند خود فارغ شد ہمہ اولاد خود را جمع کرد و بر ایشان خواند و گفت این کتابی ہست کہ من آنرا جمع کردہ ام و چیدہ ام از ہفت لکھ و پنجاہ ہزار حدیث یعنی طرق پس اگر مسلمانان را اختلافی واقع شود در حدیثی از احادیث

اول مسند ابن حنبل کا یہ ہے اخبرنا الشیخ ابو القاسم ہبۃ اللہ بن محمد بن عبد الواحد بن احمد بن الحصین الشیبانی قراءۃ علیہ و انا اسمع فاقر بہ قال اخبرنا ابو علی الحسن بن علی بن محمد التمیمی الواعظ الخ

پیغمبر باید کہ باین کتاب رجوع آرند پس اگر درین کتاب اصل وی بیابند فبہا
والا نا معتبر شناسند انتہے اس کتاب معتبر او ر مستند او ر معتمد مین منقول ہے

عن النبی صلعم من دمعت عیناه لقتل الحسین ودمعته او قطرت قطرة بواه الله الجنة
یعنے رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ جس شخص کے آنکھونمین قتل امام حسین علیہ السلام
سے آنسو آوی یا ایک قطرہ اشک کا نکلے تو حق تعالی اوسکو بہشت مین جگہہ دیتا ہے
انتہے اب صاحبان انصاف و تارکان لدد و اعتساف دیکہین اور ملاحظہ فرماوین
کہ جب شہادت امام حسینیان گریہ فرزند رسول الثقلین وجان کیا رتبۂ علیا اور
درجۂ قصوی رکہتا ہے کیا اب بھی انکار ہے کہ رونا بجا ہے جبکہ تصحیح ہو چکی اس حدیث شریف کی
صاحب ذخائر العقبی نے بھی لکھا ہے اور یہہ خاص حضرت کا کلام ہے کیا مجال ہے
کسی کی جو اسمین دخل دے اور کیا طاقت جو دم مار سکے اور ملا حسین روضۃ الشہدا مین
فرماتے ہین گریہ درین ماتم موجب حصول رضای ربانی وسبب وصول ریاض
جاودانی است چنانچہ در حدیث آمده من بکی علی الحسین او ابکی وجبت له الجنة یعنی
ہر کہ بر حسین بگرید یا دیگری را بگریاند سزاوار باشد کہ او را در بہشت برند و جار الله زمخشری
فرماید کہ ہر کہ بگرید بہشت مر او را واجب می شود و ہر کہ خود را گریان فرا نماید بحکم من
تشبه بقوم فهو منهم در وعده وجبت له الجنة داخل است انتہے رسالتمآب نے
اتنا شرف گریہ و بکا کا فرمایا ہے آپ بھی روے ہین اور رونکو بھی رولایا ہے
اور ایک نبی ہی کا رونا کیا امام اور اتقیا اور ملائکہ اور اجنہ اور شاہد و سامع
معرکہ کربلا و جمادات و حیوانات و طیور و وحوش اس مصیبت کبری اور داہیۂ
عظمی مین روئے ہین شواہد اسکے محتاج بیان نہین تفصیل و بسط کا بیان امکان نہین
لیکن بنا بر خاطر احباب خوفا عن الاطناب و الاسہاب کچھہ تہوڑے سے مرقوم ہوتے

معتمدہ واحادیث مستندہ اس مقام پر لائی جاتی ہین اول گریہ وزاری وحزن
وبیقراری فخر عالم رسول اکرم شرف آدم جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے
بطریق اہلسنت دیکھنی چاہیئی شیخ الاسلام ابن حجر مکی ہیثمی جو نہایت متعصب ہین
اور شیعونکو کافر جانتی ہین یزید کو مسلمان کلمہ گو عالکا مستحق مانتی ہین حضرات اہلسنت
کے نزدیک نہایت مستند اور معتمد وثقہ ہین انکی محامد واوصاف کتب رجال اہل
سنت سے واضح اور کلام عمائد سے لائح ہین شہاب الدین خفاجی توریحانۃ الالبا
مین بی انتہا ہی تعریف کرتی ہین اور علامہ دہر اور مرجع فضلاء وعلماء لکھکر کہتی ہین
کہ ولو دا للیالی عن مثلہ عقیم وتریاق نفثات طبیعۃ السلیم شفاء کل سلیم پوری عبارت
بخوف طوالت قلم انداز ہوی اور جناب شیخ عبد الحق دہلوی رسالہ ماثبت بالسنۃ
کے ذکر روز عاشورہ مین اسی ابن حجر کو نہایت تعظیم وتکریم سے یاد کرتے ہین اور
فرماتی ہین قال الشیخ شہاب الدین بن حجر الہیثمی المصری مفتی بلد اللہ الحرام وشیخ
الفقہاء والمحدثین فی آوانہ بذلک المقام فی الصواعق یعنے شیخ شہاب الدین
بن حجر ہیثمی مصری مفتی بلد اللہ حرام وشیخ فقہاء ومحدثین بزمان خود اس مقام پر
صواعق محرقہ مین لکھتی ہین اور صاحب کشف الظنون ذکر شرح اربعین نووی
مین فرماتی ہین شرح الامام الحافظ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المکی المتوفی
سنۃ اربع وسبعین وتسعمائۃ وہو شرح ممزوج اسمہ فتح المبین اور شیخ ہذا
تاج الدین مکی کفایۃ المتطلع مین ذکر شروح شمائل مین تعظیم یاد کرتے ہین پس
یہی ابن حجر ہیثمی مکی جنکے نسبت اتنی علماء اہل سنت نے گواہی دی کہ مفتی بلد اللہ
الحرام اور مرجع علماء وفقہاء کرام تھی اپنی صواعق محرقہ مین جو بسبب شیعونکے
کثرت کے اونکی رد مین لکھی ہین فرماتی ہین اور یہہ روایت نسخہ حاضرہ سے

کہنہ کے صفحہ ۴۵۴ پر موجود ہے واخرجہ الترمذی ان ام سلمۃ رات النبی صلی اللہ علیہ وسلم باکیًا وبراسہ ولحیتہ التراب فسالتہ فقال قتل الحسین انفا وکذلک راہ ابن عباس نصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم یلتقطہ فسالہ فقال دم الحسین واصحابہ لم ازل اتتبعہ منذ الیوم فنظروہ فوجدوہ قد قتل فی ذلک الیوم یعنی ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے خواب مین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال سے دیکھا کہ روتے ہین اور خاک سر وریش مبارک حضرت پر پڑی ہوی ہے ام سلمہ کہتی ہین کہ مینے حضرت سے اس حال کا باعث پوچھا فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام اسوقت بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور اسیطرح ابن عباس نے دوپہر کو مو پریشان اور گرد آلودہ دیکھا اور دیکھا کہ دست مبارک مین ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہے ابن عباس نے اسکا سبب پوچھا فرمایا کہ یہہ خون حسین اور اوسکی اصحاب کا ہے مین آج اوسکی جمع کرنے مین مشغول تھا جب لوگون نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ اوسی روز امام حسین علیہ السلام شہید ہوے۔ انتہی اور سر الشہادتین مصنفہ شاہ عبد العزیز خاتم المحدثین مین یہہ دونون روایتین حضرت ام سلمہ اور ابن عباس کے صفحہ ۳۲ اور ۳۳ پر موجود ہین اور مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق دہلوی نے صفحہ ۵۵۹ پر لکھا ہے روایت کردہ است ترمذی از سلمی قرۃ القاری گفت درآمدم برام سلمہ ودیدم اورا میگریید گفتم چہ چیز درگریہ آورد ترا یا ام سلمہ گفت الان رسول خدا صلعم را در منام دیدم کہ برسر ولحیہ شریف وی خاک است ومیگریید گفتم چہ شدہ است ترا یا رسول اللہ گفت حاضر شدم قتل حسین را کہ واقع شدہ است انتہی اور علامہ شیخ محمد صبان کتاب اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفی وفضائل اہل بیتہ الطاہرین مین ابن عباس سے روایت کو

جو نسخہ مطبوعہ حاضرہ کے صفحہ ۱۹۱ پر ہے اسطرح سے بیان کرتے ہین وقال ۔

ابن عباس رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام نصف النہار اشعث

اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم قلت یا رسول اللہ ما ہذا قال دم الحسین ارفعہ الی اللہ

عزوجل فجاء الخبر بعد ایام انہ قتل ذالک الیوم و فی تلک الساعۃ رواہ البیہقی یعنے

ابن عباس نے بیان کیا ہے کہ مینے دوپہر کو خواب مین جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ حضرت کے بال پریشان ہین اور خاک پڑی ہوی ہے
ہاتھ مین ایک شیشہ ہے جسمین خون ہے مینے کہا ای رسول اللہ یہہ کیا ہی فرمایا حسین کا
خون ہے خدای تعالی کی جانب اسکو بلند کرتا ہون پس بعد چند دن کے خبر ای
کہ امام حسین علیہ السلام اُسی روز اور اوسی وقت شہید ہوے بیہقی نے اسکو روایت
کیا ہے انتہی اور رسالہ سر الشہادتین مین جو کہ تصنیف شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی سے ہے یہہ روایت صفحہ ۲۷ پر موجود ہے جسکو ہم ترجمہ کرکے بیان کرتے ہین
حاکم اور بیہقی نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ مین ایکدن
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حسین علیہ السلام کو لیگئی اور حسین کو
حضرت کی گود مین رکہدیا بعد اسکے مینے دیکہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے انکہون سے آنسو بہتے ہین فرمایا حضرت نے کہ مجکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میری
امت اس میرے بیٹے کو شہید کریگی اور اوسکے مقتل کی مجکو جبرئیل نے مٹی دی
انتہی اور پیر دستگیر پیروان خلیفہ ثانی شیخ عبد القادر جیلانی باوجود شدید التعصب
اور نہایت مخالف حزن وبکا بہ یوم عاشورہ وغیرہ ہونے کی اور روز عاشورہ کو
روز فرحت وسرور وسرمہ کشی وعید جاننے کے اور حکم کرنے کے اپنی
اوسی کتاب غنیۃ الطالبین مین جسمین یہہ امور لکہی ہین فرماتی ہین روسے

۲۷

اول غنیۃ الطالبین ... ...
... ...
... ...
... ...
... ...

عن ام سلمة انها قالت كان رسول الله في منزلي اذ دخل الحسين فطالعتها من الباب
واذا الحسين على صدر النبي انه يلعب وفي يد رسول الله قطعة من الطين و دموعه
تجري فلما خرج الحسين دخلت وقلت بابي وامي يا رسول الله طالعتك وفي يدك
طينة وانت تبكي قال لما فرحت به وهو على صدري يلعب اتاني جبرئيل وناولني الطينة
التي تقتل عليها فلذلك بكيت ۔ یعنی ام سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا
جناب رسول خدا صلعم میری گہر مین تشریف رکہتے ہتے کہ ناگاہ حسین دروازہ مین سے
آئے مین اون دونو کو دیکہتی ہتی ناگاہ دیکہا مینی کہ حسین سینہ مبارک پیغمبر خدا
پر بیٹہکر کہیلتے ہین اور ہاتہہ مین رسول خدا صلعم کی تہوڑی سے مٹی ہے اور اشک
جاری ہین جبکہ حسین اپنے جد امجد کے پاس سے چلے گئے تو مین انحضرت کے
پاس گئی اور کہا کہ میرے مان باپ آپ پر سے فدا ہون ای پیغمبر خدا مینی آپکو
دیکہا کہ آپ کے ہاتہہ مین مٹی ہے اور آپ روتی ہین حضرت نے فرمایا کہ جب
مین حسین کے آنے سے اپنے پاس اور اوسکے کہیلنے سے اپنے سینے پر خوش ہوا
تو جبرئیل میرے پاس نازل ہوی اور مجکو یہہ مٹی اوس زمین کی دی کہ جہان حسین
شہید ہوگا پس اسوجہ سے مین رویا انتہی اور مدائح شیخ عبد القادر جیلانی نے
غوث ربانی کے غیر محصورہ مین مختصر تاریخ یافعی اور جذب القلوب اور
اخبار الاخیار شیخ عبد الحق دہلوی اور مفصلا کتاب بہجۃ الاسرار و معدن
الانوار نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی او ربہجۃ الاسرار بوصیری سے
معلوم ہوتی ہین سب بیان کرنے سے تو علحدہ ایک رسالہ ہوتا ہے لیکن
ذرا سا فقرہ یافعی کا جو مراۃ الجنان مین لکہا ہے بیان کرتا ہون شیخ جیلانیکے
شان مین کہتے ہین کہ قطب الاولیاء الکرام وشیخ المسلمین والاسلام

رکن الشریعۃ وعلم الطریقۃ وموضح الاسرار الحقیقۃ حامل لوائر المعارف والمفاخر شیخ الشیوخ وقدوۃ الاولیاء العارفین اور کتاب غنیۃ الطالبین باعتراف شاہ ولی اللہ کے قرۃ العینین تفضیل الشیخین مین اور ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر مین اور سوا انکی مصنفات شیخ جیلانی سے ہے اور تقریبہ وزارے جناب رسول مختار اور نیز حیدر کرار کی روایت ذیل سے بھی ظاہر ہے ہوکر صواعق محرقہ مین ابن حجر نے لکھی ہے اور نسخہ حاضرہ کے صفحہ ۱۵۳ –

پر درج ہے واخرج ابن سعد عن الشعبی قال مر علی رضی اللہ عنہ بکربلا عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الشط فوقف وسال عن اسم ہذہ الارض فقیل کربلا فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یبکی فقلت مایبکیک قال کان عندی جبرئیل آنفا واخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال لہ کربلا ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب اشمنی ایاہا فلم املک عینی ان فاضتا ورواہ احمد مختصرا عن علی قال ودخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث یعنے ابن سعد نے شعبی سے روایت کی ہے کہ جناب علی بن ابیطالب جب صفین کی جانب تشریف لئے جاتے تھے تو زمین کربلا مین ہوکر گذرے جب برابر اوس قریہ کے پہنچے جو لب فرات پر واقع ہے اور اوسکو نینوی کہتے ہین کہڑے ہوگئے اور پوچہا کہ اس زمین کا کیا نام ہے عرض کیا گیا کہ اسکو کربلا کہتے ہین یہ سنکر حضرت روئے یہانتک کہ وہان کے زمین انکے آنسوؤن سے تر ہوگئے پہر فرمایا کہ ایک روز مین رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا دیکہا کہ آپ روتے ہین مینے عرض کیا کہ کس چیز نے آپکو رولایا ہے فرمایا کہ ابھی جبرئیل میری پاس تھے

اور خبر دی کہ میرا فرزند حسین کنارہ پر فرات کے اوس زمین پر جسکو کربلا کہتے
ہین قتل کیا جاویگا پہر جبرئیل نے ایک مٹی خاک وہان کی اٹھائی اور مجکو دی
یعنی اوسکو سونگھا پس مجھہ سے نہ ہوسکا کہ گریہ و زاری کو ضبط کرون آنسو آنکھہ
سے بے اختیار جاری ہوئے اور احمد نے اس حدیث کو مختصر اجناب ام سے
نقل کیا ہے کہ مین رسول خدا کے پاس گیا الی آخر الحدیث جناب خاتم المرسلین
جنکا قول و فعل تابعین دین مین کے واسطے عین شرع متین اور قابل
اذعان و یقین ہے اور جنکی اطاعت حسب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول لازم اور جنکے
قول پر موافق ان ہو الا وحی یوحی عمل واجب و متحتم معصیت کبرا اور داہیہ عظمی مین
روئی اور رونے کا حکم فرمایا بلکہ رونا در کنار بعد انتقال از عالم فانی بعالم
جاودانی جنت مین بھی ارام نفرمایا روایت حضرت ام سلمہ اور ابن عباس
شاہد صادق ہین اور بینہ واثق اور فضائل ام سلمہ و ابن عباس نہ ایسی
ہین کہ محتاج بیان ہون انکی سچی ہونی مین کسی کو شک نہین اور یہہ بھی متفق علیہ ہے
کہ جسنے حضرت کو خواب مین دیکھا اوسنے ٹھیک حضرت ہی کو دیکھا کوئی اس صورت پر
متمثل ہین ہو سکتے قطع نظر اسکے یہہ رویا بوجہ صدق تعبیر صادق و صحیح
ہین پہلی روایت مین رونا حضرت محمد مصطفی صلعم اور علی مرتضی کا ظاہر ہے
اب شیعہ اگر حسب اطاعت کلام ربانی اور اطاعت فعل حضرت محبوب
سبحانی سر گرم بکا ہون تو کیا ہرج ہے ای حضرات تم سب پر واجب ہے
کہ جب رسول خدا صلعم گریہ و زاری ضبط نکر سکے اور علی مرتضی اتنا روئے
کہ زمین تر ہوگئی تو تم بھی غمناک اور محزون ہو گریہ و زاری اوس کشتہ تیغ
جفا روحی لہ الفدا پر کرو قرآن جو خدا تعالی کا کلام ہے جسمین نہ شک

و تزئیب کا مقام ہے اوسمین موجود ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنے
تمہاری سلئے رسولخدا کے پیروی نیک ہے پس اسی آیت سے وجوب
گریہ وزاری ظاہر و باہر ہے دوسری وجہ حزن وبکا قول حضرت رسالتمآب
ہے جو مسند احمد بن حنبل سے سابق مین بیان ہوا دیکھو اگر ہم مین سے کوئی
رسول کی اطاعت کرکے امام حسین پر جو بڑی بڑی مصیبتونمین اور سخت سخت
تکلیفونمین گہر کر شہید ہوے رووی گا تو کیا سنت نہوگے اور پیروی رسول
نہ کہلاوی گی اوسبدعت ہوجاوے گی ہرگز نہ ہوگا بلکہ خاص پیروی اور متابعت ہے
بدعت کیسی خود رسول سے گریہ کا ضبط نہو سکا اور آنکہون سے آنسو جاری ہوگئے
اور کیون جاری نہوتے امام حسین علیہ السلام کو اونہون نے بڑی ناز و نعمت سے
پالا تہا اور گو کہ حقیقت مین حضرت کے نواسے ہین لیکن جناب رسالتمآب اونکو
بیٹا ہے بتاتے تھے جیسا کہ صواعق مین بائیسوین حدیث ہے کہ اولاد فاطمہ کا مین باپ
ہون اور فرماتے تھے کہ حسین مجہہ سے ہے اور مین حسین سے ہون اللہ اکبر
کیا جلالت شان تہی علامہ صبان نے اسعاف الراغبین مین یہہ روایت نقل کی ہے
جو نسخہ چاپ شدہ کے ۱۸۳ صفحہ پر ہے اخرج الحاکم و صححہ عن یحیی العامری ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسین منی وانا من الحسین یعنے رسول خدا صلی اللہ
علیہ والہ وسلم نے فرمایا حسین مجہہ سے ہے اور مین حسین سے ہون انتہی
جناب رسول مقبول تو لعاب دہن حسین کو چوستے اور کوفیان بیحیا اوسے دہن مبارک
و مطہر و مقدس پر تیر مارا کرین اوسے کتاب مذکور اسعاف الراغبین مین اسی
صفحہ پر مذکور ہے روی ابو الحسن بن الضحاک عن ابی ہریرۃ قال رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یمص لعاب الحسین کما یمص الرجل التمرۃ یعنے

ابوہریرہ بیان کرتی ہین کہ مینی رسول مقبول صلعم کو لعاب حسین کا اسطرح چوستی دیکہا جیسی کوئی شخص خرمہ کو چوستا ہے وا اسفاہ یوم عاشورا کے خشک دہنی اور تشنہ لبی اگر رسالتماب ملاحظہ فرماتی کیا ہوسکتا تہا کہ چپ رہ جاتی صرف جبرئیل سے خبر شہادت کی سنتی سے ضبط گریہ و زاری نہ ہوسکا کیونکر ممکن ہوتا کہ اسکو دیکہتی بلکہ تعجب نہ تہا کہ روتی روتے ایسی وقت مین روح مبارک جسم اطہر سے پرواز فرماجاتی چنانچہ ابن جوزی نے کہا ہے کہ انین العباس وہو ماسور ببدر منع النبی النوم فکیف بانین الحسین ولما اسلم وحشی قاتل حمزۃ قال لہ النبی غیب وجہک فانی لا احب ان اری من قتل الاحبۃ قال وہذا الاسلام یجب ما قبلہ فکیف بقلبہ ان یری من ذبح الحسین وامر بقتلہ وحمل اہلہ باقتاب الجمل یعنے نالہ و فریاد عباس نے جبکہ وہ بدر مین اسیر ستہے حضرت رسول اللہ کو سونے ندیا پس حسین کے فریاد سے کیا حال ہوا ہوگا اور جب کہ وحشی قاتل امیر حمزہ کا اسلام لایا تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اپنی موںہہ کو مجہی مت دکہلا کیونکہ مجہی یہہ پسند نہین ہے کہ اپنی دوستونکے قاتل کو دیکہون اور یہہ بہی کہا کہ بسبب اسلام کے پہلے گناہ عفو ہوجاتی ہین پس کیونکر خاطر مبارک جناب رسول خدا کی گوارا کریگی کہ اوس شخص کو دیکہی جسنی امام حسین علیہ السلام کو ذبح کیا اور اونکے قتل کا حکم دیا اور اونکے اہلبیت کو اونٹونکی پشت پر سوار کرنیکا امر کیا انتہی ابن جوزی نے اس مقام پر انصاف کیا ہے اب اسطرح سے کہہ سکتی ہین کہ کیونکر رسول اون لوگون کے دیکہنی سے خوش ہونگے جو گریہ و بکا سے اوس کے جگر گوشہ و قرۃ العین امام حسین کے منع کرتے ہین کیا آج روح پر فتوح رسول مقبول اون لوگون سے خوش نہوتے ہونگے

جواوسکی راحت دل ارام جان رسول اللہ وجان جناب امام حسین علیہ السلام ہے

روتے ہین اور پیروی مین اپنی رسول کی محزون و اشکبار ہوتے ہین خیال کرو
امیر حمزہ حضرت کی چچا ہتے اور جناب عبد اللہ والد رسالتمآب کے باپ مین شریک
نہ کہ مان مین جیسا کہ کتب سیر مین منقول ہے کہ والاشقاء لعبد اللہ والد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من ہولاء ثلاثۃ ابو طالب والزبیر وعبد الکعبۃ لیکن پہر بہی حضرت رسول
مقبول نے جب وہ شہید ہوی تو اون پر رونیکا حکم فرمایا اور نہ رونے پر کسی رونیوالے کے
افسوس کیا اور خود روی دیکہو ماوردی نے اپنی سیر کے بیان غزوہ احد مین
لکہا ہے لما انصرف رسول اللہ الی المدینۃ مر بدار من دار الانصار فسمع لبکاء
النوائح علی قتلاہم فذرفت عینا رسول اللہ بکی ثم قال لکن حمزۃ لا بواکی لہ وامر
سعد بن معاذ واسید بن حضیر نساءہم ان یتحزمن ثم یذہبن ویبکین علی عم رسول اللہ
فلما سمع رسول اللہ بکاءہن علی حمزۃ خرج الیہن وہن علی باب مسجدہ فقال ارجعن یرحمکن اللہ فقد
اسیتن بانفسکن انتہی اور اسکا ترجمہ قریبا قریبا وہ ہی جو جمال المحدثین نے روضۃ الاحباب
مین ترجمہ غزوہ احد مین لکہا ہے اور جمال محدثین بتصریح شاہ عبد العزیز کے رسالہ اصول
حدیث مین اور ملا علی قاری کے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین مشائخ کبار سے ہین
اور اونکی کتاب روضۃ الاحباب سے ملا علی قاری مرقات شرح مشکوۃ مین اور ملا یعقوب
لاہوری خیر جاری شرح صحیح بخاری مین اور حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری
تاریخ خمیس نے احوال النفس النفیس مین اور عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ اور
رجال مشکوۃ مین اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین استدلال کرتے ہین اور اوسکو
معتبر جانتی ہین پس اسے روضۃ الاحباب مین یہہ مرقوم ہے چون روز دیگر بمدینہ رسید
از اکثر خانہا آواز گریہ زنان شنید الا خانہ حمزہ فرمود ولکن حمزۃ لا بواکی لہ

اول روضۃ الاحباب کی عبارت
الحمد للہ الذی من علی المومنین
بانہ بعث فیہم رسولا
علیہم آیاتہ
الصدق والصواب
لوامع سنتہ و بوارع
کلمات

اہہنا حمزہ اینجا زنانی کہ بروی گریند ندارد انصار بجاہہای خویش رفتند وزنان
خویش را گفتند کہ اول بخانہ حمزہ عم رسول خدا روید و بروے بگریید وبعدازان
بخانہ آیید و بر قتلے خویش گریہ کنید زنان انصار ہمہ بخانہ حمزہ آمدند بین العشائین
تا قریب بہ نیم شب بروے میگریستند و سید عالم بخواب رفتہ بود چون بیدار شد
آواز گریہ زنان از خانہ حمزہ شنید پرسید اینچہ آواز یست گفتند زنان انصار اند
کہ برعم تو میگریند حضرت فرمود رضی اللہ عنکن وعن اولادکن و اولاد اولادکن
انتہے چونکہ عبارت زیادہ مشکل نہین ہے لہذا ترجمہ اردو مین قلم انداز ہوا
یہی روایت شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین معارج النبوۃ سے
نقل کی ہے ای حیلہ جویان بروایات بعیدہ وای مانعین بکا باحتمالات
غیر سدیدہ از راہ انصاف اس روایت کو ملاحظہ فرمای اور حد نصفت سے
باہر تشریف نہ لیجای جبکہ رسالتمآب حضرت حمزہ کی نہ رونیوالی کا تاسف
فرماوین اور حمزہ لا بواکی لہ کا جملہ از روی الم زبان پر لاوین اور زنان انصار کے
گریہ سے اونکو دعا دین اور خطاب رضی اللہ عنکن وعن اولادکن واولاد اولادکن
ارشاد کرین جسکے معنے یہہ ہین کہ خدا تمسے اور تمہاری اولاد کے اولاد سے خوش
ہووے تو بہلا سوچو تو سہی کیون کر آنحضرت نوحہ وبکا سے مصیبت سید الشہدا کے
راضی نہوونگے اور آن رونیوالون کی حق مین وہ نہ فرماوینگے جو حمزہ کے
رونے والون کے حق مین فرمایا کیونکہ بالاتفاق حضرت رسالتمآب صلعم کو جناب
حمزہ سے اتنی محبت نہ تہی جتنی کہ امام حسین علیہ السلام سے تہی اور نہ پیش
خدای جلیل حضرت امیر حمزہ کا اتنا مرتبہ تہا جتنا کہ جناب سید الشہدا امام حسین علی
روحی لہ الفدا کا تہا یہہ اہلبیت مین داخل ہین آیہ قربی انکی شان مین نازل ہے

هل اتی سے صاف حقیقت ظاہر ہے انکی محبت جز و ایمان ہے انکا دشمن
داخل جہنم ہے یہہ باعث نجات ابراہیم از نار نمرود و باعث عفو ترک اولی آدم
و باعث قرار کشتی نوح ہین یہہ گوشوارہ عرش ہین انکا بغض دلیل کفر نفاق ہے
چنانچہ سب امور بالتصریح صواعق محرقہ وغیرہ مین مسطور ہین علاوہ بران حمزہ ہے
تو شہید ہوے لیکن وہ آیات عجیبہ اور مشاہدات غریبہ کہان پیش آئے جو امام حسین کے
شہادت سے قیامت ائی فلکو حضرت نے حمزہ پر رونی والا ہونے کا نہایت
افسوس کیا اور خود رونے لگے اور جب رونے والیونکی آواز سنی تو اونکو
دعا دی اب بہی جب حضرت دیکہتی ہونگے کہ میرے فرزند پارہ جگر حسین پر کوئی
رونیوالا نہین تو کیسی روتے ہونگے اور متاسف ہوتے ہونگے لیکن جب
دیکہتی سنتی ہونگے کہ ایک گروہ کے مرد تو آپ کے حسین پر اور اوسکے اقا
رب و اعزا پر روتے ہین اور اونکی عورتین آپکی نواسیونکی مصیبت مین جگر چاک
غمناک ہوتی ہین اونکی بچے مثل یتیمونکے مصیبت زدہ ہوکر آپکی ایتام کو یاد کرنے
اور کراتی ہین اور یہہ لوگ آپ بہی روتی ہین اور ونکو بہی رولاتی ہین ایام
شہادت مین لذات کو ترک کرتے ہین عزاخانہ مکان کو بناتی ہین تو کیا کیا دعا حضر تکے
دل سے نکلتی ہوگی۔ کیونکر ہوگا کہ حمزہ کی رونیوالیون کو تو حضرت دعا دین اور
نہ رونے پر تاسف فرمادین اور اپنی دل کے آرام و چین امام حسین علیہ السلام پر
رونیوالے کو نفرین کرین اور رونے پر عذاب دلاوین صاحبو امام حسین علیہ السلام کو
حضرت رسالت پناہ کے نزدیک وہ مرتبہ تہا کہ اپنی بیٹی ابراہیم کو اون پر سے
نثار کردیا اور کچھہ پرواہ نہ کی لیکن حسین علیہ السلام کے جدائی اور مفارقت کو
گوارا نہ کیا سنئے رسول مقبول تو اپنا بیٹا تک نثار اور صدقے کردین اور اگر ہم

اگر ہم دو چار روپیہ جو کرور ہا درجے اوس سے کم ہین بلکہ کچھ نسبت ہی نہین رکھتی
تصدق کرین تو لوگ بدعت بتاوین اور اوس سید الشہدا ذبیح راہ خدا کی رونے پر
مانع آوین اوسکی شہادت کے دنکو جسمین آثار قیامت ظاہر ہوی یوم عید شمار کرین
چنانچہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی جنکے مدائح سابق مین بیان ہوی غنیۃ الطالبین
مین فرماتی ہین وکذالک عاشورا لا یتخذ یوم مصیبۃ ولان یوم عاشوراء ان یتخذ یوم مصیبۃ
لیس باولی من ان یتخذ یوم عید وفرح وسرور لما قدمنا ذکرہ وفضلہ من انہ
نجی اللہ فیہ انبیائہ من اعدائہم واہلک فیہ اعدائہم الکفار من فرعون وقومہ وغیرہم
وانہ خلق السموات والارض والاشیاء الشریفۃ وآدم وغیر ذلک وما اعد اللہ
لمن صامہ من الثواب الجزیل والعطاء الوافر وتکفیر الذنوب وتمحیص السیات
فصار عاشورا مثل بقیۃ ایام الشریفۃ کالعیدین والجمعۃ والعرفۃ وغیرہا انتہی
ملا عبد الحکیم نے جو مشاہیر علمای اہلسنت سے ہین اس عبارت کا ترجمہ فارسی
مین اس طرح کیا ہے وہمچنین روز عاشورا گرفتہ نشود روز ماتم از جہت
اینکہ بدرستیکہ روز عاشورا گرفتہ شود روز ماتم نیست سزاوار اینکہ گرفتہ شود
روز خوشی از جہت چیزیکہ بالا ذکر کردیم از فضل او از اینکہ بدرستیکہ شان اینست
نجات داد خدا تعالی در آن روز عاشورا پیغمبران را از دشمنان ایشان از
فرعون وقوم او وغیر ایشان واینکہ بدرستیکہ خدائی تعالی آفرید آسمانہا و زمین
و چیزہای بزرگ در آن روز و آدم علیہ السلام و جز آن و چیزی کہ آمادہ کردہ است
خدائی تعالی دکسے را کہ روزہ داشت آنرا از ثواب بزرگ و بخشش بسیار
و دور کردن گناہان و محو کردن بدیہا پس روز عاشورا بجای باقی روزہای
بزرگ است چنانچہ ہر دو عید و جمعہ و عرفہ و جز آن انتہی سبحان اللہ حضرت

جیلانی کی رای کو خیال کرنا چاہی کہ روز عاشورا کی نسبت کہتی ہین کہ روز عاشورا کو
مصیبت کا دن ماننا اسے بہتر نہین ہے کہ اوسکو عید کا دن اور فرحت و سرور کا
روز سمجھا جاوی اور پہر دوسری مقام پر کہتی ہین کہ روز عاشورا مثل
باقی ایام شریفہ جیسی دونو عید اور جمعہ اور عرفہ کے ہوگیا ای شیخ جیلانی
مصرعہ بھی ہم ولی سمجھتی جو نہ ایسے بات کہتا ٧ رسالۃ التماب اور جمیع اہلبیت
اطیاب صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے لئے تو وہ دن ہو کہ خدای تعالی کسی فرد بشر کو
نصیب نکری اور باعتراف عالم متعصب جناب ابن حجر ہیثمی مکی کے جنکی مدائح
علیہ اور مناقب سنیہ سابق مین گذری یہہ مصیبت ایسی ہو کہ کوئی مصیبت
اوس تک نہ پہنچ سکے اور یہہ بہی اونکی نزدیک ہو کہ ہر مسلمان کو سزاوار ہے
کہ اوس پر محزون ہووی اور تاسف کری اور لوگون کو اسکا حکم دی اور ترغیب
دلاوی لیکن حضرت شیخ جیلانی قطب ربانی اپنی رای صائب سے اسکو
حرام فرماوین اور یوم عید و فرح و سرور بتلاوین وہل ہذا الا تبیعۃ من کان
یخالف الرسول لما ثبت وجوب البکاء من ادلۃ العقول و النقول و مرویات العلماء
الفحول و قیاسہ لا یلیق ان یجعل علی مناط القبول علی ان القیاس فی شریعۃ الرسول
محذور و ممنوع کما ورد عن الائمۃ العدول صلوات اللہ علیہم ما دام للشارق
الذرور و الافول اب حقیر بعد اسکی اس مقام پر دست بستہ خدمت مین حضرت غوث
صمدانی و قطب ربانی جناب شیخ عبد القادر جیلانی کے التماس کرتا ہی کہ ای شیخ
آپ ہی نے یہہ کشتی ڈبوئی ہے غور نہ بعین انصاف نہ براہ اعتساف ملاحظہ
کرنا چاہئی کہ یہہ دعوی محبت اور مودت اہلبیت علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے
کیا یہہ مقتضا محبت کا نہین ہے کہ دوست کی خوشی مین خوش ہو اور رنج مین غمگین

ہم دیکہتی ہین کہ اگر کوئی شخص کسی دوست کی شادی مین شادان اور غمی مین گریان ہوتا ہے وہی بڑا خریدار اور غمخوار کہلاتا ہے علاوہ بران تمہین سے حلفاً پوچہتا ہون کہ تم تو مرگ پسر یا پدر سے ایک روز رنجیدہ اور محزون ہوا اور تمہارا کوئی دوست پوشاک بدلی عطر لگاوے زینت کرے اور آپکے پاس اگر فرح و سرور کے باتین آغاز کردے اور جانتا بھی ہو کہ آج اسپر صدمہ عظیم طاری ہے کیا تمکو ناگوار نہ ہوگا اور کیا تم اوسسے بیزار اور ناخوش نہو جاؤگے وہ تمکو دوست معلوم ہوگا یا دشمن للہ یہی فرماؤ کہ تمنے کسی کی تعزیت کو جاکر تہنیت دی ہے اور مردے کے سوگ کا پرسا دیا ہے یا خوشی اور سرور ظاہر کیا ہے اور اگر ظاہر کیا ہے تو تمکو اوسنے دوست جانا ہے اور اس تمہارے سرور سے وہ بہی خوش ہوا ہے یا ناراض کبھی نہوا ہے نہ ہوگا کہ جسکا مرجاوے وہ تمہاری خوشی سے خوش ہووے بلکہ تم تو عین اوسکی ناراضی کی باتین کرتے ہو دیکہو رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ لن یومن احدکم حتے اکون احب الیہ من نفسہ یعنے کوئی تم مین سے ہرگز مومن نہوویگا جبتک کہ مجہکو اپنی نفس سے زیادہ دوست نہ رکہے اور یہہ باتفاق ہے جیسا کہ بیہقی اور ابو الشیخ اور دیلمی وغیرہ نے لکہا ہے کیا تم یہی محبت کرتے ہو کہ اوسکے جگر بند نور چشم لخت جگر سید شباب اہل الجنۃ سبط رسول امام حسین علیہ السلام کی شہادت او مصیبت پر خوشی کرتے ہو تم اپنی نفسون سے رسول کو زیادہ دوست رکہو نہین کوئی مومن نہوگا اب تم دیکہو کہ تمہارا کوئی عزیز قریب کنبہ والا مرجاوے تو تم چہیتون اوسکو یاد کرکے روؤ بلکہ برسون اور لوگ تمہاری پاس پرسے کو آوین اور تم اونکو اپنا غمخوار اور شادی غمی کا شریک سمجہکر دوست جانو لیکن تم رسول کو اپنی نفسون سے زیادہ کیا برابر بھی نہین جانتی اوسکے نواسے کی مصیبت مین

تم گریہ کو منع کرو اور بالکل اولٹی بات اوس ونکو عید بتاد یتے ہے مقتضائے
محبت سے ہے بڑا تاسف سے ہے آسمان رووی جہان رووی جانور گریہ کرین پہر
رووین مگر تم ہنسو خوش ہو چنانچہ تصریح سے شیخ جیلانی کے ظاہر ہوا مد اب
بتاو اگر شیعہ بسبب رفض و بدعت کے روتے ہین تو ان چیزون کو کسنے رولایا ہے
سوای خدا کے کسکے یہہ امر ونہی کے پابند ہین رافضیون سے ساتہہ فرشتے
اور جن وطیور وحوش بہی رافضی ہین ای حضرات اگر ایسے ہی امور سے
شیعہ رافضی ہین تو پس خدا و جبرئیل و ہم محمد صلعم رافضی لیکن باقی رہا یہہ امر
کہ وجہہ سرور بروز عاشورا جو عبد القادر نے بیان کی ہے وہ قابل قبول عقل
سلیم ہے یا نہین پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ سب دلائل پوچ ہین اول تو یہہ
ان قیاسات کا کرنا جو قبل از بعثت رسالت پناہ واقع ہوی اور اونکی وجہ سے
آج تک قیام سرور کا رہنا خلاف عقل و نقل ہے ہان ایک صورت سے
تو بقا سرور رہ سکتا ہے جب کہ شہادت امام حسین علیہ السلام بالکل نسیاً منسیاً
اور خلاف شریعت مانی جاوے اور یزید کو خلیفہ برحق اور معاذ اللہ قاتل خارجے
شمار کیا جاوے جیسا کہ اکثر علماء اہلسنت نے لکہا بہی ہے دیکہو بقاء سعادت ایام
جب ہی تک ہے کہ کوی نحوست بعد مین ایسی غالب نہ ہو جاوے کہ اوس سعادت
کو زائل کر دی یا تو غرق فرعون وغیرہ زیادہ ہے یا شہادت حسین معرکہ عظیم ہے
علاوہ بران یہہ سب وجوہات بنابر تصریح ابن حجر کے محض موضوع اور غلط ہین
پہر استدلال کیسا پس جیلانی صاحب کی توجیہ تو غلط ٹہری اب ایک اور سنی
میان اسمعیل دہلوی جنکو اہلسنت شہید کہتے ہین ایک اور ہی مضمون تحریم
بکا مین پیش کرتے ہین اور صراط المستقیم مین فرماتے ہین کہ جب حسنین علیہما السلام

رتبہ شہادت پر فائز ہوے تو داخل جنت ہوے پس یہہ محل سرور کا ہے نہ کہ غم کا
انتہی خلاصہ کلامہ من موضع الحاجتہ نہایت تعجب اور غایت حیرت کا امر ہے کہ اسمعیل
باوجود اہلسنت کے نزدیک باعلم اور صاحب تصانیف و دقیق النظر ہونے کے ایسا پوچ
اور لچر کلام جسسے خاص عداوت خاندان رسالت اور صاف محبت دودمان یزید
بن معاویہ منکشف ہے کہتا ہے چونکہ یہہ قول بالبداہت باطل ہے اور حلیہ صحت سے
عاطل بلکہ محض خلاف آیات و احادیث لہذا التطویل جواب و اثبات سخن سارے
اسمعیل کا متصدی ہونا مناسب نہ سمجھا اور اختصار پر عمل کیا۔ ای پیروان
اسمعیل ہدانا وایاکم الرب الجلیل الی سوار السبیل اگر روز شہادت حسنین
علیہما السلام باعث سرور ہے تو حزن و بیقراری رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے کما فی روایتہ ام سلمہ و ابن عباس و قیام ملیکہ برای گریہ بر قبر حسین علیہ السلام
کما فی غنیتہ الطالبین للشیخ عبد القادر جیلانی بالکل بیجا اور مخالف دلائل
اسمعیلیہ اور آج تک جن علمار اہل سنت نے محزون و مغموم ہونی کی اجازت دے
کتابین تصنیف کین سے خود مجالس ۶۔۱ قائم کرین وہ کس مدمین شمار ہوسنگے
ایک اسمعیل صاحب کا قول احادیث متواترہ اور اقوال علمار اہل سنت کو رد کرسکتا
دوسری اگر یہہ قیاس جناب اسمعیل صاحب کا درست ہو کہ شہادت حسین باعث
حصول مراتب ہے اور یوم عاشورا حسین علی علیہ السلام شہادت پاکر فائز بدرجات
علیہ ہوے اسلئے خوشی کرنی چاہیے تو جناب رسالتمآب کی شہادت حمزہ پر
بیقراری و ندبہ و زاری سیلئے چہ اور ثالث بالخیر میان عثمان کی شہادت پر
گریہ کرنا ثقات کا کیا معنے روز عاشورا اہل سنت کے نزدیک بنا سے
فرقہ یزیدیہ اگر محل سرور ہے تو اس تقریب کو پورا کرین اور ہم کہتے ہین کہ شہادت

عمر بن خطاب و شہادت عثمان بن عفان باعث حصول مراتب ہوی یا نہوے
جب شہادت ہے تو ضرور باعث حسنات ہو پس اوس روز بھی عید تم کرنی
چاہیے خلاصہ یہہ کہ اگر روز عاشورا عید ہے تو روز قتل عمر و عثمان کو عید کرنا
اہلسنت پر واجب اور لازم ہے اور اگر عید ان دنون مین واجب و لازم نہین
تو شہادت عثمان و عمر محض غلط ہے بلکہ نہ اونکو کوی مرتبہ ملا نہ کوی عزت بلکہ
قتل ہونا اونکا محض بیجا قاعدہ سے ہوا اور بعض صاحب اسطرح اوراق تحریر
کہ اگر روز شہادت حسین علیہ السلام باعث حزن و ملال ہے تو رسالت پناہ
وفات کا دن اسقدر زیادہ حزن ہونا چاہیے ہم کہتے ہین کہ فرقہ حقہ مین تو روز وفات
رسالت پناہ یوم حزن و ملال ہے مگر اہل سنت مین ایک بڑی عید اور خوشی کا دن
گر معترض غور کرے تو یہہ عقدہ حل ہو جاوے کہ اس کا کیا مطلب ہے اور حسینی بکار
حسین علیہ السلام کے علت یہہ ٹھہرائی ہے کہ یوم وفات رسول اللہ حزن غم کے
ہوی ہے وہ نافہمی اور کم علمی سے ہے بلکہ عاقل اور منصف پر پوشیدہ نہ ہے
میت و شہید وغیرہ پر جو حزن و زاری ہوتی ہے وہ بنظر اوسکے تحصیل ثواب
و اکتساب حسنات نہین ہوتے اور نہ دوسری جہان کے بابت کوی امر سوچا جاتا ہے
وہ گریہ و زاری محض اس جہان کے تکلیفون اور اس جہان کے حالات کے باعث
ہوتی ہے اوسکے زندگی کے برتاؤ حالات یاد کرتے ہین یا مرتے دم کی تکلیفین
واقع ہوئے یا رنج سہنے وہان مین ہوا کرتے ہین اور اسی قیاس سی رسالت مآب
پر ہم روئے ہین پس اسے منکرین بکاجان لو اور اگر پسند آوی تو مان لو کہ یہہ جو
شیعہ فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کے مصیبت مین نوحہ و زاری
گریہ و بیقراری کرتے ہین اور عورات انکی ترک زینت کرتے ہین مرد اور بچے

اسکے مثل یتیمون اور غریبون کے اندوہناک اور محزون ہوتے ہین بالکل اطاعت
اور محبت اہلبیت علیہم السلام کی ہے اور جو لوگ حزن و اندوہ کو بدعت جانتے ہین عید
کو فرح و سرور کو لازم اور واجب مانتے ہین سراسر چشم پوشی ہے براے خدا دیکھو
ابن حجر باوجود شیعون سے نہایت متعصب ہونیکے انصاف کرتا ہے اور عید کرنیکو بدعت
اور عمل جہال بتاتا ہے صواعق محرقہ حاضرہ کے صفحہ ۳۳۴ پر یہہ عبارت ہے اور گو کہ
طویل ہے لیکن بنابر توضیح حال و ابطال مقال شیخ عبداللہ در اس مقام پر نقل
کرتے ہین وایاہ ثم ایاہ ان یشتغل ببدع الرفضة ونحوہم من الندب والنیاحة
والحزن اذ لیس من اخلاق المومنین والا لکان یوم وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم اولی
بذالک واحری او ببدع الناصبیة المتعصبین علی اہل البیت او الجہال المقابلین
للفاسد بالفاسد والبدعة بالبدعة والشر بالشر من اظہار غایة الفرح والسرور
واتخاذہ عیدا واظہار الزینة فیہ کالخضاب والاکتحال ولبس جدید الثیاب وتوسیع
النفقات وطبخ الاطعمة والحبوب الخارجة عن العادات واعتقادہم ان ذلک
من السنة والمعتاد والسنة ترک ذلک کلہ فانہ لم یرد فی ذلک شی یعتمد علیہ
ولا اثر صحیح یرجع الیہ وقد سئل بعض اہل الائمة والنقة عن الکحل والغسل
والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجدید واظہار السرور یوم عاشورا فقال لم یرد
فیہ حدیث صحیح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من الصحابة ولا استحبہ
احد من ائمة المسلمین لا من الاربعة ولا من غیرہم ولم یرد فی الکتب المعتمدة
فی ذالک صحیح ولا ضعیف وما قیل ان من اکتحل یومہ لم یرمد ذالک العام
ومن اغتسل لم یمرض کذالک ومن وسع علی عیالہ فیہ وسع اللہ علیہ سائر
سنتہ وامثال ذالک مثل فضل صلوة فیہ وانہ کان فیہ توبة ادم واستوا السفینة

على الجودي ونجاة ابراهيم عليه السلام من النار وفداء الذبيح عليه السلام بالكبش ورد يوسف
عليه السلام على يعقوب عليه السلام فكل ذلك موضوع الاحاديث التوسعة على العيال لكن
في سنده من تكلم فيه فصار هؤلاء لجهلهم يتخذونه موسما واولئك لرفضهم يتخذونه ماتما
وكلاهما مخطئ مخالف للسنة كذا ذكر جماعة لبعض الحفاظ وصرح الحاكم بان الاكتحال
يومه بدعة مع رواية خبر من اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم ترمد عينه ابدا لكنه
قال انه منكر ومن ثم اورده ابن الجوزي في الموضوعات من طريق الحاكم
قال بعض الحفاظ ومن غير تلك الطريق ونقل المجد اللغوي عن الحاكم ان سائر
الاحاديث في فضائل غير الصوم كفضل الصلوة فيه والانفاق والخضاب والادهان
والاكتحال وطبخ الحبوب وغير ذالك كله موضوع ومفترى انتهى محتسب اسلامیہ میں ہے
کہ بدعتہای روافض سے مثل حزن ونوحہ وندبہ وغیرہ کرنے کے روز عاشورا
کو پرہیز کرنا چاہئی کیونکہ یہہ اخلاق مومنین سے نہین ہے ورنہ روز وفات
رسول صلعم اسسے اولی تہا اور بدعتون سے فرقہ ناصبیہ متعصبین کے بہی پرہیز کرنا
چاہیے مثل اظہار نہایت فرح وسرور کے اوسدن اور اوسکو عید مقرر کرنے
اور اوس روز زینت کرنے مثل خضاب اور سرمہ لگانے اور نئے کپڑے
پہننی اور اطعمہ وحبوب پکانے اور امثال اسکے کہ لوگونکا اعتقاد یہہ ہے
کہ یہ سنت ہین حالانکہ ان سب کا ترک کرنا سنت ہے کیونکہ اسمین کوئی ایسی شے
جس پر اعتماد کیا جاوے اور کوئی ایسا اثر صحیح کہ جسکے جانب رجوع کیا جاوے
وارد نہین ہوا بعض علماے حدیث وفقہ سے سرمہ لگانے اور غسل کرنے
اور حنا لگانے اور کہانے لذیذ پکانے اور نئے کپڑے پہننی اور خوشی کے
ظاہر کرنیکا روز عاشورا کو سوال کیا گیا پس کہا کہ کوئی حدیث اسمین نہ

آنحضرت سے وارد ہوی نہ کسی سے صحابہ مین سے اور اوسکو نہ کبھی سنے ائمہ اربعہ سے
نہ سوا اسکے سے مستحب جانا اور کتب معتمدہ مین اسبارہ مین کوئی روایت نہ صحیح
نہ ضعیف وارد ہوئی اور یہہ جو حدیثین نقل کرتے ہین کہ جو شخص اوس روز سرمہ لگاوے
اوسکے آنکھہ اس برس درد نکرینگے اور جو غسل کرے وہ مریض نہ ہوگا یہ سب
موضوع ہین اور ایسی ہے یہ امر کہ اوس روز مین اگر اپنی عیال پر وسعت کرے تو ساری سال اللہ اوسپر وسعت کریگا
اور یہہ کہ نماز اسکی افضل ہے اور اسیدن توبہ حضرت آدم علیہ السلام قبول ہوئی تھی اور اسیدن سفینہ
نوح نے جودے پر قرار پکڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نار نمرود سے اسیدن نجات پائی اور
اور خدائی ذبیح بکبش ہوا اور یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے پاس پھرکر آئے پس یہ سب اخبار
موضوع ہین مگر توسع عیال لیکن اسکی بہی سند مین بعض علمانے کلام کیا ہے
پس ان ناصبیون نے بسبب جہالت کے عید مقرر کے اور رافضیون نے روز ماتم
اور دونو خطا پر ہین اور مخالف سنت کے اسیطرح سے اس سب کو بعض حفاظ نے
بیان کیا ہے اور حاکم نے تصریح کی ہے کہ اسدن سرمہ لگانا بدعت ہے باوجودیکہ
اوسنے اس روایت کو لکھا ہے لیکن کہا ہے کہ یہہ منکر ہے اور اسی وجہ سے
ابن جوزی نے بطریق حاکم اسکو موضوعات مین داخل کیا ہے بعض حفاظ نے
اسکو غیر سے اسطریق کے نقل کیا ہے اور مجدالدین لغوی نے حاکم سے نقل کیا ہے
کہ ساری حدیثین فضل روز عاشورا مین سوای روزہ کے مثل فضل نماز و انفاق
و خضاب کے اور تیل ڈالنے اور سرمہ لگانے اور کہانے پکانے وغیرہ کے
موضوع ہین اور مفتری انتہی سے کجاست انصاف جویان ولاء بیایند بنبیند تحریرا
ابن حجر باوجود اسکے کہ ابتداء صواعق مین شیعون پر لعنت کرتا ہے اور جسکے
شدید التعصبی اپنی خود اس تحریر سے ظاہر ہے روایات اکتحال وسرور عید

کو موضوع و مفتری بتاتا ہے اور حضرت شیخ عبد القادر کو ناصبیت کے خانہ مین لاتا ہے
لیکن یہہ بیان ابن حجر کا کہ نوحہ و ندبہ و حزن کرنا نہ چاہئے پس اسکو ہم سابق مین
مسند احمد بن حنبل وغیرہ سے ثابت کر چکے اور خود حضرت رسول مقبول کا حزن
وگریہ اور علی مرتضی کی زاری بہ بیقراری بیان ہو چکی پس اس تقریر کا کچہہ
حاصل نہین ہے طرفہ یہہ کہ خود ابن حجر شرح قصیدہ ہمزیہ مین ذیل شرح اشعار
وقست قلوبھم الخ مین لکھا ہے کہ حق یہہ ہے کہ ہر شخص اس مصیبت مین امام حسین کے
محزون ہووے اور تاسف کرے اور غیر کو حکم کرے انتہی جیسا کہ آگے مفصلاً
بیان ہوگا ان مختلف روایات کے بیان کرنے سے دو نتیجے نکلتی ہین ایک تو
یہہ کہ امام حسین علیہ السلام پر محزون ہونا اور رونا باعث دخول جنت اور
موجب ثواب وحسنات ہے اور دوسرے یہہ کہ یوم عاشور البتہ یوم
حزن وملال ہے اور روز پریشانی رسول اللہ المتعال ہے اور جو اسکو عید
اور فرح کا دن بتاتا ہے وہ خلاف فعل رسول واقوال علمار معتمدین و ائمہ
ائمہ دین کہتا ہے سارے اقوال اکتحال واغتسال وتبدیل لباس کے موضوع
ومفتری ہین اب جبکہ بکار رسول مختار وحیدر کرار صاف ثابت ہو چکی تو کچہہ حاجت
بیان نہین ہے کہ اور لکہا جاوے لیکن یہہ مصیبت نہ ایسی ہے کہ صرف پدر ومادر
واقارب وعشائر ہی کو اسکا افسوس ہو بلکہ اسپر بہت سے رونیوالے ہین یہہ مصیبت
جسکے سامنے بیان ہو گی ممکن نہین ہے کہ آنسو نہ بہائے اشکبار نہ ہو الا من کان اشد قسا وہ دیکھو انس
اور زید بن ارقم سے ابن زیاد کے سامنے ضبط نہ ہو سکا اور اوسکا خوف کچہہ بہی نہ کیا
چنانچہ صواعق محرقہ مین صفحہ ۶۳ پر ہے ولما حملت راسہ لابن زیاد جعلہ فی طشت
وجعل یضرب ثنایاہ بقضیب ویحول بہ فی انفہ ویقول ما رایت مثل ہذا حسنا ان کان

حسن الثغر وکان عندہ انس فبکی وقال کان اشبہہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رواہ الترمذی حاصل اسکا یہ ہی کہ جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام آگے ابن زیاد

زنا زادہ کے گیا اور اوسنے اوسکو ایک طشت مین رکہا اور ایک لکڑی حضرت کے

دانتون پر مارتا تہا اور بینی مبارک مین پہراتا تہا اور کہتا تہا کہ کسی شخص کو اس سے

زیادہ حسین نہین دیکہا کیونکہ حضرت نہایت خوش دندان تہے اسوقت مین انس

ابن زیاد کے پاس موجود تہا اس حالت کو دیکہکر رو پڑا اور کہنے لگا یہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت مشابہ تہے اوسکو ترمذی نے روایت کیا ہے

انتہی اور بعد اسکے اوسی صواعق مین یہہ بہی لکہا ہے وروی ابن ابی الدنیا انہ

کان عندہ زید بن ارقم فقال لہ ارفع قضیبک فواللہ لطال ما رایت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقبل ما بین ہاتین الشفتین ثم جعل زید یبکی فقال لہ ابن زیاد

ابکی اللہ عینک فلولا انک شیخ قد خرفت لضربت عنقک الخ اسکا بہی حاصل یہہ ہے

کہ اسوقت مین زید بن ارقم ابن زیاد کے پاس موجود تہے کہنے لگے کہ ای شخص

اپنی لکڑی کو اوٹہالے قسم خدا کے اکثر مینے ان دونو لبون کو رسول خدا کو چومتے دیکہا ہے

اور یہہ کہکر زید رونے لگا الخ بہلا یہہ تو کلمہ گو تہے کہ کفار نے افسوس کیا چنانچہ صواعق

مین ہے کہ یزید جب ایک چہڑی سے سر مبارک کے ساتہہ بے ادبی کرنے لگا

کان عندہ رسول قیصر فقال متعجبا ان عندنا فی بعض الجزائر فی دیر حافر حمار عیسی

فنحن نحج الیہ فی کل عام من الاقطار وننذر النذور ونعظمہ کما تعظمون کعبتکم فا

شہد انکم علی باطل یعنے اسوقت مین قیصر کا ایک رسول یہان پر موجود تہا اوسنے

متعجب ہوکر کہا کہ ایک جزیرہ مین دیر کے حضرت عیسی کے گدہی کا سم ہے

ہم ہر برس دور دور سے اکر اوسکا حج کرتے ہین اور نذرین مانتے ہین

اور البسی ہاہے تعظیم کرتے ہین جیسا کہ تم کعبہ کی کرتے ہو پس مین گواہی دیتا ہون کہ تم باطل پر ہو انتہی واہ ری کلمہ گویو خوب اسلام کا نام بدنام کیا بعد اسکی لکھتا ہے

وقال وسئے اخر بینی وبین داؤد سبعون ابا وان الیہود لتعظمنی وتحرمنی وانتم قتلتم ابن نبیکم وابن سیدکم وابن رسولکم یعنے اور دوسری کافر نے کہا کہ میری اور داودؑ کے درمیان ستر پشت کا فاصلہ ہے پھر بھی یہود میری تعظیم اور تحریم کرتے ہین اور تم نے اپنے نبی کے بیٹی اور سردار اور رسول کے بیٹی کو قتل کیا اور انہین روایات کو اسعاف الراغبین مین صواعق سے نقل کیا ہے ان روایات سے ظاہر ہے کہ کفار تک کو الم و تاسف اسکا پہنچا اور رہا خیال تو کیجے کہ ہم لوگ تو درکنار جو بروقت محزون اور سردر ہو سکتے ہین لیکن وہ جنپر حزن اور سرور اثر ہی نہین کرسکتا کیسی اس مصیبت مین اشکبار ہین اور برابر قیامت تک روئی جائینگی اللہ اکبر ہم اونکی نسبت کچھہ بھی نہین روتے کیسی مصیبت گذری کہ جسنی قیامت تک رولایا اور وہ ملائکہ ہین جو قیامت تک روتے ہین دیکھو ملائکہ کو خدا تعالی نی شہوت نفسانی اور غلبہ شیطانی سے مبرا کیا ہے اور وہ صرف واسطی عبادت پروردگار کے پیدا ہوی ہین چنانچہ کوئی رکوع مین ہے کوئی سجود مین کوئی تسبیح کرتا ہے کوئی تہلیل غرض ہر ایک اپنی اپنی عبادت مین مشغول ہے ستر ہزار ملائکہ کو خداتعالی نے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام یہہ حکم دیا کہ تم قبر حسینؑ پر جاؤ اور قیامت تک اوسکی مصیبت یاد کرکے رویا کرو اگر رونا حسین علیہ السلام پر معاذاللہ ممنوع ہوتا تو کیون ستر ہزار فرشتے قیامت تک رویا کرتے اور کیون خود خدای تعالی کو منظور ہوتا اور پھر کیون آپ حکم کرتا بلکہ رونا عبادت ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالی کو اوس غریب الوطن مقتول بدرد و محن کے اوپر

رونا پسند ہے بھائیو اگر تمکو میری کہنے پر یقین نہ ہو تو تم غنیۃ الطالبین کو جو اہلسنت کے
بڑی مستند اور معتمد کے کتاب ہے اوٹھاؤ اور دیکھو کہ ابی نصر سے باسناد کیا روایت
مرقوم ہے اوسمین تم یہہ لکھا پاؤ گے قال ہبط علی قبر حسین بن علی علیہما السلام
یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیمۃ یعنے قبر حسین بن علی
علیہما السلام پر روز شہادت حضرت کے ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو کہ حضرت پر
روتے ہین اور روز قیامت تک روینگے انتہی بھلا کیا ملائکہ بھی رافضی ہین
کہان تک حزن و غم منع کیا جاویگا اور لطف یہہ ہے کہ آپ ہی صاحبون کے زبان سے
یہہ بہے ثابت ہوتا جاتا ہے کہ فرشتے روئی رسول روئی امام روئی رونیکا حکم ہوا
حیران ہین اور سرگردان کہ کیون رونا امام حسین علیہ السلام پر منع ہے ملائکہ کیا ایک جہان
مین تہلکہ پڑگیا آسمان رویا تمام دنیا مین خون ہی خون ہوگیا زمین سنے خون کا جوش مارا
پہاڑون سے پتھرون سے ایسا سانحہ پیش آیا چنانچہ صحیح مسلم مین جو اخت
صحیح بخاری سے ہے اور جسپر عمل کرنیکے واسطی رسول خدا صلعم نے حکم دیا ہے جیسا کہ رسالہ
درثمین فی مبشرات النبی الامین شاہ ولی اللہ دہلوی مین ہے اور بعض کے نزدیک
صحیح بخاری سے بھی بڑہ کر ہے جیسا کہ تدریب سیوطی مین ہے زیر تفسیر آیہ فما بکت
علیہ السماء والارض مین لکھا ہے قال لما قتل الحسین بن علی بکت السماء وبکاءہا حمرتہا
یعنے جب حسین بن علی شہید ہوی تو آسمان اون پر رویا اور رونا اوسکا سرخی اوسکی ہے
اور ایسی صواعق محرقہ ابن حجر مکی ہیثمی مین جسکے توثیق گذر چکے یہہ مرقوم ہے ذکر ابو نعیم
الحافظ فی کتاب دلائل النبوۃ عن نصرۃ الازدیہ انہا قالت لما قتل الحسین
بن علی امطرت السماء دما فاصبحنا وجبابنا وجرارنا مملوۃ دما وکذا روی من
احادیث غیر ہذا ومما ظہر یوم قتلہ من الآیات ان السماء اسودت اسودادا

۱۲ [illegible] اول [illegible] صلی اللہ علی [illegible] خاتم النبیین [illegible] جمیع الانبیاء [illegible] سیدنا [illegible] الحمد

غطیما حتی رایت النجوم نهارا ولم یرفع حجر الا وجد تحته دم عبیط ملخص اس
عبارت کا یہہ ہے کہ حافظ ابو نعیم نے کتاب دلائل نبوۃ مین بصرہ ازدیہ سے
نقل کیا ہے کہ جب حسین بن علی علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے
خون برسا پس صبح کو ہم نے دیکھا کہ برتن ہمارے خون سے بھری ہوئی ہین
اور ایسا ہی اور احادیث مین وارد ہوا ہے اور اون عجیب امرون سے
جو روز شہادت ظاہر ہوئے ایک یہہ ہے کہ آسمان نہایت تیرہ و تاریک
ہو گیا یہانتک کہ دن مین تارے نظر آنے لگے اوس روز جس پتھر کو اٹھاتے تھے
خون تازہ اوسکے نیچے پاتے تھے اور اوسی صواعق محرقہ مین یہ مرقوم ہے
واخرج الثعلبی ان السماء بکت وبکاؤها حمرتها وقال غیره احمرت آفاق السماء
ستة اشهر بعد قتله ثم لازالت الحمرة ترى بعد ذلك وان ابن سیرین قال
اخبرنا ان الحمرة التی مع الشفق لم یکن قبل قتل الحسین وذکر ابن سعد ان
هذه الحمرة لم ترفی السماء قبل قتله - یعنی ثعلبی نے روایت کی ہے کہ آسمان نے
گریہ کیا اور گریہ اوسکا سرخی اوسکی ہے - اور یہی روایت کی گئی ہے
کہ آفاق آسمان بعد شہادت حسینؑ چہہ مہینے تک سرخ رہا پھر ہمیشہ سرخی
بعد اسکے دیکھی گئی اور ابن سیرین نے کہا ہے کہ سرخی شفق کی قبل شہادت
آنحضرت نہ تھی اور سعد نے بھی کہا ہے کہ یہ سرخی آسمان مین قبل شہادت
حضرت نہین دیکھی گئی انتہی - اور صواعق مین یہہ ہے اخرج عثمان بن
ابی شیبه ان السماء مکثت بعد قتله سبعة ایام یری علی الحیطان کانها
ملاحف معصفرة من شدة حمرتها وضربت الکواکب بعضها بعضا خلاصه اسکا
یہہ ہے کہ بعد شہادت آنحضرت سات روز تک دیوارین شدت سرخی سے

رونا پسند ہے بہا ئیو اگر تمکو میری کہنے پر یقین نہ ہو تو تم غنیۃ الطالبین کو جو اہلسنت کے
بڑی مستند اور معتمد کے کتاب ہے او ٹہاؤ اور دیکہو کہ ابی نصر سے باسناد کیا روایت
مرقوم ہے اوسمین تم یہہ لکہا پاؤ گے قال ہبط علی قبر حسین بن علی علیہما السلام
یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیمۃ یعنے قبر حسین بن علی
علیہما السلام پر روز شہادت حضرت کے ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو کہ حضرت پر
روتے ہین اور روز قیامت تک روئین گے انتہی بہلا کیا ملائکہ بہی رافضی ہین
کہان تک حزن و غم منع کیا جاویگا اور لطف یہہ ہے کہ آپ ہی صاحبون کے زبان سے
یہہ بہی ثابت ہوتا جاتا ہے کہ فرشتے روئے رسول روئے امام روئے رونیکا حکم ہوا
حیران ہین اور سرگردان کہ کیون رونا امام حسین علیہ السلام پر منع ہے ملائکہ کیا ایک جہان
مین تہلکہ پڑگیا آسمان رویا تمام دنیا مین خون ہی خون ہوگیا زمین نے خون کا جوش مارا
پہاڑون سے پتہرون سے ایسا سانحہ پیش آیا چنانچہ صحیح مسلم مین جو اخت
صحیح بخاری ہے اور جسپر عمل کرنیکے واسطے رسول خداؐ نے حکم دیا ہے جیسا کہ رسالہ
درثمین فی مبشرات النبی الامین شاہ ولی اللہ دہلوی مین ہے اور بعض کے نزدیک
صحیح بخاری سے بہی بڑہ کر ہے جیسا کہ تدریب سیوطی مین ہے زیر تفسیر آیہ فما بکت
علیہ السماء والارض مین لکہا ہے قال لما قتل الحسین بن علی بکت السماء وبکاء ہا حمرتہا
یعنے جب حسین بن علی شہید ہوئے تو آسمان اون پر رویا اور رونا اوسکا سرخی اوسکی ہے
اور سنئے صواعق محرقہ ابن حجر مکی ہیثمی مین جسکے توثیق گذر چکے یہہ مرقوم ہے ذکر ابو نعیم
الحافظ فی کتاب دلائل النبوۃ عن نصرۃ الازدیہ انہا قالت لما قتل الحسین
بن علی امطرت السماء وما فاصبحنا فجبابنا وجرارنا مملوۃ دما وکذا روی من
احادیث غیر ہذا ومما ظہر یوم قتلہ من الآیات ان السماء اسودت اسودادا

۴۰ مسلم کا ترجمہ ... اول ... رسول ... علی ... صلی الله علیہ ... خاتم النبیین ... جمیع الانبیاء ... یعنی ... الله ...

عظيمًا حتى رايت النجوم نهارا و لم يرفع حجر الا وجد تحته دم عبيط ملخص اس
عبارت کا یہہ ہے کہ حافظ ابونعیم نے کتاب دلائل نبوۃ مین بصرہ ازدیہ سے
نقل کیا ہے کہ جب حسین بن علی علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے
خون برسا پس صبح کو ہم نے دیکہا کہ برتن ہمارے خون سے بہری ہوئی ہین
اور ایسا ہی اور احادیث مین وارد ہوا ہے اور اون عجیب امرون سے
جو روز شہادت ظاہر ہوئے ایک یہہ ہے کہ آسمان نہایت تیرہ و تاریک
ہو گیا یہانتک کہ دنمین تارے نظر آنی لگی اوس روز جس پتہر کو اوٹہاتی تہے
خون تازہ اوسکے نیچے پاتے تہے اور اوسی صواعق محرقہ مین یہ مرقوم ہے
و اخرج الثعلبی ان السماء بکت و بکاؤ ها حمرتها و قال غیرہ احمرت آفاق السماء
ستة اشهر بعد قتله ثم لازالت الحمرة ترى بعد ذلك و ان ابن سیرین قال
اخبرنا ان الحمرة التی مع الشفق لم یکن حتے قتل الحسین و ذکر بن سعد ان
هذه الحمرة لم ترى فی السماء قبل قتله یعنی ثعلبی نے روایت کی ہے کہ آسمان نے
گریہ کیا اور گریہ اوسکا سرخی اوسکی ہے اور یہی روایت کی گی ہے
کہ آفاق آسمان بعد شہادت حسین ع چہہ مہینے تک سرخ رہا پہر ہمیشہ سرخی
بعد اسکی دیکہی گئی اور ابن سیرین نے کہا ہے کہ سرخی شفق کی قبل شہادت
انحضرت نہ تہی اور سعد نے بھی کہا ہے کہ یہ سرخی آسمان مین قبل شہادت
حضرت نہین دیکہی گئی انتہی اور صواعق مین یہہ ہے اخرج عثمان بن
ابی شیبه ان السماء مکثت بعد قتله سبعة ایام یری علی الحیطان کانها
ملاحف معصفرة من شدة حمرتها و ضربت الکواکب بعضها بعضا خلاصہ اسکا
یہہ ہے کہ بعد شہادت انحضرت سات روز تک دیوارین شدت سرخی سے

سرخ چادرین معلوم ہوتے تہین اور ستارے باہم بگر ٹکراتی ہے اب ہے
غرضکہ عجیب عجیب آیات اور مشاہدات شہادت امام حسین علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے ظاہر ہوئے دو ایک روایتین اوراوسے صواعق وغیرہ سے
اسمقام پر نقل کرتا ہون جس سے بوضوح ثابت ہوگا کہ کتنی عبرت اور کتنا بڑا تہلکہ
ساری جہان مین پڑگیا صواعق مین ہے نقل ابن جوزی عن ابن سیرین
ان الدنیا اظلمت ثلثۃ ایام ثم ظہرت الحمرۃ فی السماء قال ابو سعید ما رفع
حجر من الدنیا الا وتحتہ دم عبیط ولقد مطرت السماء وما بقی اثرہ فی الثیاب
مدۃ حتی انقطعت یعنی ابن جوزی نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے
کہ دنیا تین روز تک تاریک رہے اور پہر آسمان مین سرخی ظاہر ہوئے
ابوسعید نے بیان کیا ہے کہ دنیان مین کوئی پتہر نہ اوٹہایا جسکے نیچے
خون تازہ نہ نکلا اور آسمان سے خون برسا اور مدت تک اوسکا اثر
لباس مین باقی رہا اور یہی اوسی مین ہے۔ واخرج الثعلبی وابونعیم
ما مر من انہم مطروا دما زاد ابونعیم فاصبحنا وحبابنا وجرارنا مملوۃ دما وفی روایۃ
انہ مطر کالدم علی البیوت والجدر بخراسان والشام والکوفۃ وانہ لما جیٔ
براس الحسین الی دار زیاد سالت حیطانہا دما یعنے اور ثعلبی اور ابونعیم نے
یہی روایت کی ہے کہ خون برسا اور ابونعیم نے یہہ بھی زیادہ کیا ہی کہ
صبح کو دیکہا تو پایا کہ ہمارے ظرف خون سے مملو تہے اور ایک روایت مین ہے
کہ گہرون اور دیوارون پر خراسان وشام وکوفہ کے خون برسا اور جب
سر مبارک کو زیاد کی گہر مین لیگئے تو اوسکے دیوارون سے خون جاری
ہوا تہا اور ایک یہہ بھی روایت ہی جو صواعق سے بیان کی جاتی ہے

ظہور امور عجیبہ پر دلالت کرتے ہیں و اخرج ابو الشیخ ان الورس الذی کان سفی
عسکرہم تحول رمادا وکان فی کافلۃ من الیمن یرید العراق فوافقہم حین قتلہ
وحکی عن ابن عیینہ عن جدتہ ان جمالا ممن انقلب ورسہ رمادا اخبرہا بذلک
ونحروا ناقۃ فی عسکرہم وکان یرون فی لحمہا مثل النیران فطبخوہا فصارت
مثل العلقمہ وان السماء احمرت لقتلہ وانکسفت الشمس حتی بدت
الکواکب نصف النہار وظن الناس ان القیمۃ قد قامت ولم یرفع حجر
فی الشام الا رئی تحتہ دم عبیط خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ ورس
جو ایک قسم کی سرخ گھاس ہے جتنی اونکی لشکر مین تھی خاک ہوگئی اور ابن
عیینہ نے بھی یہی روایت کی ہے اور یہی منقول ہے کہ لوگون نے
لشکر مین ایک ناقہ کو نحر کیا تو اوسکے گوشت مین چنگاریان اور شراری آگ کے
معلوم ہونے لگے اور جب اوسکو پکایا تو وہ کڑوا مثل اندرائن کے ہوگیا
اور آسمان حضرت کی شہادت سے سرخ ہوا اور آفتاب کو گہن لگا یہانتک
کہ دوپہر کو ستاری نظر آنی لگے اور گمان کیا گیا کہ قیامت قایم ہوئے
اور کوئی پتھر شام مین ایسا نہ پایا کہ اٹھایا ہو اور اوسکی نیچے سے خون تازہ
نہ نکلا ہوا نتہے اور شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین مین اسے
مضمون کی روایتین نقل کی ہین اور یہہ بھی لکھا ہے کہ اخرج البیہقی عن
علی بن مسہر قال حدثتنی جدتی قالت کنت ایام قتل الحسین جاریۃ شابۃ
فکانت السماء ایاما تبکی لہ یعنے بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی ہے
کہ وہ کہتا ہے مجھ سے میری اپنی دادی سے سنا کہ اوسنے بیان کیا مین جب کہ
امام حسین قتل ہوئے نوجوان لڑکی تھی سو چند روز آسمان امام علیہ السلام پر

خون رویا گیا انتہے علامہ صبان بھی اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفےٰ و فضائل اہل بیتہ الطاہرین مین یہہ روایت لکھتے ہین وکسفت الشمس وقت قتلہ کسفۃ ابدت الکواکب نصف النہار و احمرت افاق السماء ستۃ اشہر یری فیہا کالدم وقد قیل ان الحمرۃ التی فے الشفق من آثار ذلک وانہا لم تکن قبل قتل الحسین قیل وحکمتہ ذلک ان الغضبت لوثر حمرۃ الوجہ والحق منزہ عن الجسمیۃ فاظہر تاثیر غضبہ علی من قتل الحسین بحمرۃ الافق ومکثت الشمس سبعۃ ایام تری علے الحیطان کالملاحف المعصفرۃ والکواکب یضرب بعضہا بعضا وقیل انہ لم یقلب حجر ببیت المقدس یومئذ الا وجد تحتہ دم عبیط وکان فے عسکرہم ورس فصار رمادا ونحروا ناقۃ فے عسکرہم فصار وایرون فی لحمہا مثل النیران وطبخوہا فصارت کالعلقم ملخص یہہ ہے کہ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام آفتاب کو اتنا گہن لگا کہ ستارے دوپہر کو نظر آنے لگے اور آفاق آسمان چھہ ماہ تک سرخ رہا کہ اوسمین خون ہے خون معلوم ہوتا تہا اور کہا گیا ہے کہ سرخی شفق کی قبل شہادت امام حسین علیہ السلام کے نہ تھی یہہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت اس سرخی کی یہہ ہے کہ غصہ سے منہ پر سرخی آجاتی ہے اور خدائی تعالے جسمیت سے منزہ اور مبرا ہے اسلئے اپنا غصہ اوس شخص پر جسنے حسین علیہ السلام کو شہید کیا سرخی افق سے ظاہر کیا اور سات روز تک دیوارین مثل سرخ چادرون کے معلوم ہوتی تہین اور ستارے اپس مین ٹکراتی تہے اور کہا گیا ہے کہ بیت المقدس مین اوس روز کوئی پتہر نہ اوٹہایا گیا مگر یہہ کہ اوسکے نیچے سے خون تازہ نکلا اور اونکی لشکر مین ورس تہا

وہ خاکستر ہوگئی اور ایک ناقہ جو لشکر مین نحر کیا تو اوسکے گوشت مین شرارے
اگ کو دیکہے گی اور جب پکایا تو مثل اندرائن کے ہوگیا انتہے لیکن نوحہ کرنا
جنات کا پس وہ بہی بتصریح شیخ عبدالحق دہلوی سے رسالہ ماثبت بالسنۃ مین
ظاہر و باہر ہے اور علامہ صبان نے بہی اسعاف الراغبین مین لکہا ہے
وسمعت الجن تنوح علیہ کما اخرجہ ابونعیم وغیرہ یعنے جن کا نوحہ امام حسین ع پر
سنا گیا جیسا کہ ابونعیم وغیرہ نے روایت کی ہے انتہی اور تفصیل اسکے
دوسری فصل مین ہدیہ ناظرین ہوگے فانتظرہ لیکن اور آیات اور عجائبات
پس صواعق محرقہ مین ابن حجر مکی نے لکہا ہے اور عبدالعزیز نے بہی سر الشہادتین
مین باختلاف لفظ ذکر کیا ہے — ولما قتلوہ بعثوا براسہ الی یزید فنزلوا اول
مرحلۃ فجعلوا یشربون بالراس فبینا ہم کذلک اذ خرجت علیہم من الحائط
ید معہا قلم من حدید فکتبت سطرا بدم شعر اترجوا امۃ قتلت حسینا ¤ شفاعۃ
جدہ یوم الحساب ¤ فہربوا وترکوا الراس اخرجہ منصور بن عمار وذکر غیرہ
ان ہذا البیت وجد بحجر قبل مبعثہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلثمائۃ سنۃ وانہ مکتوب
فی کنیسۃ من ارض الروم لا یدری من کتبہ یعنے جب ملاعنہ نے حضرت کو
شہید کیا تو سر مبارک یزید کے جانب لیچلے اور پہلی منزل پر جا کر اوترے
اور سر مبارک کی لانیکی خوشی مین شراب پینے لگے کہ اتنی ہی مین دیوار مین سے
ایک ہاتہ نکلا کہ جسمین ایک لوہے کا قلم تہا اور ایک سطر خون سے لکہی جسکا
مضمون یہہ ہے — اری لوگو تم اسکا قتل کر کے شفاعت کی رکہتے ہو خواہش
پس اسکو دیکہہ کر بہاگ گئے اور سر مبارک کو چہوڑ دیا اسکو
منصور ابن عمار نے روایت کیا ہے لیکن ایک اور شخص نے یہہ بیان کیا ہے

کہ یہہ بیت ایک پتہر پر تین سو برس پیشتر بعثت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے
پائی گئی اور روم کے ایک کنیسہ مین یہہ لکہی ہوی ہے نہ معلوم کہ کسنی اسکو لکہا ہے
انتہے اور اسعاف الراغبین مین بھی یہہ ہی روایت مختلف اللفظ و متفق المعنی
مثبوت ہے بعد اسکے اسی کتاب مین اور سر الشہادتین مین لکہا ہے وروے

ابن خالویہ عن الاعمش عن منہال بن عمرو الاسدی قال واللہ رایت راس
الحسین حین حمل وانا بدمشق وبین یدیہ رجل یقرء سورۃ الکہف حتے بلغ ام حسبت
ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا فنطق الراس الشریف بلسان عربی

فصیح فقال جہارا اعجب من اصحاب الکہف قتلی وحملی یعنے منہال بن عمر و اسدی سے
کہتے ہین قسم ہے خدا کی مینے سر مبارک حسین کو دیکہا جب اوٹہایا گیا اور سامنے
اوسکے ایک شخص سورہ کہف پڑہتا تہا جب وہ اس آیت پر پہنچا جسکا مضمون یہہ ہے
کہ آیا تو نے اصحاب کہف اور رقیم کو ہماری نشانیون سے عجیب جانا تو سر اقدس
بزبان فصیح عربی گویا ہوا اور آواز سے فرمایا کہ اعجب من اصحاب الکہف قتلی
وحملی میرا قتل اور میرا اٹہایا جانا اصحاب کہف سے زیادہ تعجب انگیز ہے انتہی
کیا یہہ ہی فقرہ سننے والونکی لئے جان کہونے والا نہین ہے رونا ضبط ہے
کیونکہ ہوسکتا ہے شیعہ کچھہ خلاف نہین کرتے روتے ہین ترک لذات
کرتے ہین خاک پر سوتے ہین سبیلین رکہتے ہین نذر و نیاز کا کہانا فقرا کو غربا کو
مومنین کو تقسیم کرتے ہین اور یہہ سب کہانے سے ناجائز ہین تعصب کا
کچھہ ذکر نہین ہے ای حضرات بالیقین اگر تحقیق کرو اور ڈہونڈو تو رسالتمآب
اور عمائد اور کبار کا رونا اور بیقرار ہونا تو واضح ہے ہی لیکن تمہاری علمائ
اور پیر بھی ایسا ہی کرتے ستھے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

حضرات منکرین خیال کریں اخبار الاخیار میں شیخ عبد الحق دہلوی کہتی ہین
وشیخ احمد محمد شیبانی بغایت محبت خاندان نبوت علیہم السلام والتحیۃ
موصوف بودہ برطریقہ پیر خود گوید کہ در عشرہ عاشورا و دوازدہ روز اول
ربیع الاول جامہ نو وجامہ شستہ نپوشیدی و در لیالی این ایام جز بخاک
نہ خفتی و در مقابر سادات معتکف شدی و ہر روز بقدر امکان بروح حضرت
رسالت وبارواح خاندان مطہر توسیع طعام میکردی وچون روز عاشورا
شدی کوزہای نواز شربت پر کردی و بر سر خود نہادی و بدر خانہ سادات
رفتی و یتیمان و فقیران ایشان را بخورانیدی و در آن ایام چندان گریستی
کہ گویا الواقعہ در حضور او شدہ است وچون آواز نالہ و فریاد نساء دختران
کہ در ایام عاشورا متعارف این دیار است بگوشہ او رسیدی خون
از چشم باریدی انتہی ــ ترجمہ بھی اردو مین بنابر رفاہ عام لکھا جاتا ہے
شیخ احمد محمد شیبانی بنہایت محبت خاندان نبوت علیہ السلام والتحیۃ کے
موصوف ہتے اور کہتے ہین کہ اپنے پیر کے طریقہ پر عاشورا کے عشرہ مین
اور ربیع الاول کے پہلے بارہ دنو مین نیا کپڑا اور دہولا ہوا نہ پہنتے تہے
اور ان دنو نکی راتون مین سوائے خاک کے کسی جگہہ نہ سوتے اور مقابر
سادات مین گوشہ نشین ہوتے اور ہر روز بقدر امکان روح حضرت رسالت
وارواح خاندان مطہر کے لئے کہانا خرچ کرتے اور جب دسوین تاریخ محرم کی
ہوتی تو نئی کوزی شربت سے بہرتے اور اپنی سر پر رکہتی اور سادات
کے دروازی پر جاتے اور یتیمون اور فقیر ونکو پلاتے اور ان دنو نمین اتنا روتے
ہتے کہ گویا وہ واقعہ انکے سامنے ہوا ہے اور جب کہ اواز نالہ وفریاد کے

عورتون اور لڑکیون کے جو کہ ان عاشورا کے دنون مین اس دیار مین مشہور
و متعارف ہے اونکی کان تک پہنچتی تو خون اونکے آنکھون سے برستا تھا
دیکھی شیخ احمد محمد شیبانی اور اوسکے پیر کیسے منصف تھے اور کیا کیا باتین
بجالاتے تھے بالکل شیعہ آجکل بھی کرتے ہین اور کچھ بھی روایت نہین
بہت سی حکایتین ایسی ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر مصنفین اہل سنت عزادارے
عاشورا کرتے تھے چنانچہ ملا عبد الجلیل رازی نے کتاب نقض الفضائح مین
کہا ہے کہ خواجہ سنی نے اس فصل مین اور اور موقعون پر بطریق تشنیع ذکر
کیا ہے کہ یہہ لوگ روز عاشورا جزع اور فزع ظاہر کرتے ہین اور عزاداری
برپا اور مصیبت شہدا کربلا کی تازہ کرتے ہین اور منبرون پر قصہ شہادت کو
پڑھتے ہین اور علما سر برہنہ ہوتے ہین اور عوام کپڑے چاک کرتے ہین
اور عورتین منہ نوچتی ہین اور بال اوکھاڑتی ہین ان امور کو اوسنے تہمت
و بدعت سے منسوب کیا ہے اور ناپسندیدہ جانا ہے اور یہہ نہایت بغض
آل رسول صلعم اور شدت عداوت اولاد بتول سے ہے اور جواب اسکا یہہ ہے
کہ سب کو معلوم ہے بزرگون اور معتبر اصحاب ابی حنیفہ و شافعی و علما و فقہا
و طوائف امم نے خلفا عن سلف اس سنت پر رعایت کی ہے اور یہہ طریقہ
مرعی سمجھا ہے اولاً خود شافعی نے جسنے مذہب کی اصل ہے مصیبت امام حسین
و شہداے کربلا مین بہت مرثیے کہے ہین اور اصحاب ابو حنیفہ و شافعی سے
مرثیے شہیدے کربلا مین بلا نہایت اور بے شمار ہین پس اگر تشنیع اور طعن بسبب
مرثیہ کہنے کے ہے تو ابو حنیفہ اور اوسکے اصحاب پر بھی ہے اب جو بعد اسکے
کہا ہین تو جاننا چاہئے کہ خواجہ منصور بادشاہ اصفہان اپنی وقت مین مذہب

اہلسنت کا مقتدا ہوا ہے ہر سال روز عاشورا التعزیت سید الشہدا مین
نوحہ وزاری اور فریاد رکہتا تہا جو وہان گیا ہوا اوسنی دیکہا اور جانا ہوگا اور
بغداد مین جو کہ مدینۃ الاسلام اور مقر خلفاء عباسیہ کا تہا خواجہ علی غزنوی
حنفی ہیہ تعزیہ اسطرح سے رکہتا تہا کہ روز عاشورا کو لعنت مین سفیانیونکے
مبالغہ کرتا ایک سائل اوٹہا اور اوسنے پوچہا کہ تو معاویہ کے معاملہ مین
کیا کہتا ہے اوسنے باواز بلند کہا کہ ای مسلمانو یہہ شخص علی سے پوچہتا ہے
کہ معاویہ کے نسبت تو کیا کہتا ہے پس جاننا چاہی کہ علی معاویہ کو کیا کہتا ہے
اور امیر عباد سے کہ علامہ روزگار اور خواجہ معنی و سخن تہا خلیفہ عباسی المقتفی
لامر اللہ کے حضور مین پوچہا کہ کل روز عاشورا ہے تو معاویہ کے حق مین کیا کہتا ہے
اوسنے جواب ندیا سائل نے تین مرتبہ اسی سوال کو بتکرار بیان کیا تیسرے
سوال کے جواب مین اوسنی کہا کہ ای خواجہ تو سوال مبہم پوچہتا ہے مجکو معلوم نہین
کہ کون سے معاویہ کو کہتا ہے کیا اوسی معاویہ کو جسنی مصطفیٰ[2] کے دانتونکو
توڑا اور جسکی مان نے حمزہ کا جگر چابا اور جسنے بنیس اور کچہ زیادہ مرتبہ
اور بقولے نوّے مرتبہ تیغ جناب امیرؑ پر کہینچی اور جسکے بیٹے نے امام حسین کا
سر کاٹا ای مسلمانو تم اسی معاویہ کو کیا کہتے ہو جتنے آدمی کہ اوسوقت مجلس مین
حنفی شافعی سنی شیعی موجود تہے سب نے معاویہ پر لعنت و نفرین کے
اور تعزیت ماتمداری امام حسین علیہ السلام کی نوحہ و فریاد کے
ساتہہ ہر موسم عاشورا مین میانِ بغداد تازہ ہوی اور ہمدان مین
اگرچہ فرقہ شیعہ غالب رہتا ہے لیکن رایت سلطان اور لشکر ترکون کے
وجہ سے ہر سال مجد الدین مذکور ہمدانی نے موسم عاشورا مین تعزیت

اسطرح قایم کی کہ سنیون کو تعجب آیا اور خواجہ امام نجم الدین ابو المعالی بن
ابی القاسم رازی نیشاپوری باوجودیکہ حنفی مذہب تہا لیکن تعزیہ بوجہ کمال
ونہایت رکہتا تہا اور دستار سر سے علحدہ کرتا اور نوحہ کرتا خاک اپنی
اوپر ڈالتا اور بہت فریاد حد سے زیادہ کرتا رہے ہین جو امہات بلاد عالم
سے ہی معلوم ہی ہے کہ شیخ ابو الفتوح نصرابادی اور خواجہ محمود حدادی
حنفی وغیرہم نے کاروان سرائے کوشک اور مساجد ترکمین روز عاشورا
کو ذکر کربت وغربت اہلبیت ع اور لعنت ظالمان سے کیا کیا ہے اور اس
زمانہ مین بھی خواجہ امام شرف الائمہ ابو نصر اسبخانی ہر عاشورا کو امرا
اور ترک اور خواجون اور حنفیون کے سامنے بیان کرتا ہے اور سب
اوسکی موافقت کرتے ہین اور مدد سے پیش آتے ہین وہ اس قصہ کو
اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ اور لوگ نہین جانتی اور نہین کہتے
اور خواجہ ابو منصور کو جو اصحاب مین معتبر اور مقدم ہے ری مین حاضر ہونیکے
وقت لوگون نے دیکہا ہے تہا کہ کس طریقہ سے روز عاشورا اس قصہ کو
بیان کیا اور معاویہ کو باغی بنایا اور خواجہ اور قاضی عمدہ سنائی حنفی نے
جو صاحب سخن معروف ہے جامع طغرل مین بیس ہزار لوگون کے
روبرو اس قصہ کو اسطرح سے کہا اور یہہ عزاداری اور ماتم داری اس
نوع سے کی اور سر برہنہ اور کپڑی یون دریدہ کئے کہ پہلے ایسا نکیا تھا
اور خواجہ تاج اشعری حنفی نیشاپوری کو روز عاشورا بعد نماز کے جامع عتیق
مین دیکہا کہ ۵۵۵ ھ مین باجازت قاضی امرا وکبرا کے سامنی کسقدر اسمین
مبالغہ کیا انتہی اور ابہی مصنف کتاب مذکور شواہد رونیوالون اور نوحہ

کرنیوالون کے لکھتا چلا جاتا ہے بعد اسکے کہتا ہے کہ اگر ان علما اور ثقات
نے یہہ امر تقیہ شیعہ خوف سے ترکون اور سلطان کے کیا تو موافقت
رافضیون کی ہے اور اگر باعتقاد کرتے ہین تو خواجہ کا نقصان ہے اور اگر
سب حنفی اور شافعی اور شیعی اہلبیت کے متابعت کہتے ہین تو معلوم
ہوتا ہے کہ خواجہ ان تینون مذہبون سے بیزار ہے نہ کہ صرف مذہب شیعہ سے
اور خارجی ہے پس چاہیکہ جورستان اور لرستان مین جاوی جہان غلبہ
خارجیون کا ہے اور عزاداری حسین بن علی کی کرنا متابعت قول خدا
کی ہے چنانچہ فرمایا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ
اور موافق قول محمد مصطفیٰ کے ہے جیسا کہا ہے کہ من بکی علی الحسین او تباکی وجبت
له الجنة تا کہ کہنے والا اور رونے والا رحمت خدا تعالیٰ مین ہووے اور منکر
اسکا نہین ہوتا ہے مگر منافق اور مبتدع اور ضال اور گمراہ اور خارجی و
دشمن آل رسول انتہی بتغییر یسیر ای منکرین عزای امام حسین روحی فداہ
ونفسی وقاہ متقدمین کو آحادیث کو روایات کو دیکھو غم امام حسین سے
سب جگر چاک ہین انکا غم انسان ہے کیا رسول امام ملائک سب
غمناک ہین تم کلمہ رسول پڑھتے ہو آپ کو مطیع خاندان عصمت
وطہارت جانتے ہو اور انکی خوشی مین خوشی اور غمی مین غم سے مانع
ہوتے ہو حیف صد حیف سے میری تربت پہ سب روئے تم رویا پر وہ
سنگین دل ہے تعجب ہے دو آنسو بہی نہ چشم یارین آئے

دوسری فصل مرثیہ اور نوحہ کے بیان مین

سید الشہدا [illegible] و شہدا کے لئے اور نوحہ کرنا اس طریقہ سے جو متعارف ہے

که اشعار میّت کے حال سے پڑھے جاوین اور اونکو یاد کرکے رویا جاوے
درست ہے یا نہین پس جاننا چاہیے که مرثیه اور نوحه کرنا میّت پر جائز ہے شواہد
اسکے خارج از احصا ہین اونسے خوب ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے عظما
وکبرا میّت پر اشعار پڑہ پڑہ کر اور کہه کہه کر روئے ہین علاوه بران
جبکه مطلق رونا میّت پر ثابت ہوگیا تو کچہ حاجت نہین ہے که اثبات اسکا
کیا جاوے کیونکه جس طور سے چاہین اوسکے حالات نثر مین خواه نظم مین
بیان کرکے رولین ہان اوسوقت مین شاید یہه ضرورت ہو که نظم اور شعر کہنا
اور پڑہنا درست ہے یا نہین سو اوسکو ہم پہلے اسکے که شواہد مرثیه
پڑہنے والونکی معرض بیان مین لاوین ثابت کیے دیتے ہین اگرچه یہه
مرثیے جو عمائد اور کبرا کے بیان ہونگے مثبت اسکے ہین لیکن علحده
بحث اسکے مختصراً لکہی جاتی ہے تاکه اعتراض مرثیه کہنے اور پڑہنیکا
رفع ہوجاوے۔ مخفی نرہے که جو کچہ آیات کلام مجید و فرقان حمید مین
مثل الشعراء یتبعہم الغاوون الخ وغیره کے نازل ہوئے ہین وه شعرا
کفار کے حق مین ہے جو حضرت رسالتماب صلے الله علیه واله وسلم کی ہجو
کرتے تہے نه که شعراء اہلدین کے شان مین کیونکه صحیح بخاری مین
مذکور ہے که حضرت رسول خدا نے فرمایا ان من الشعر حکمة شیخ عبدالحق
ترجمه مین کہتے ہین بعض از شعر ہا است که متضمن علم وحکمت است
فی الصراح حکمت دانستن حقیقت ہمه چیزے حکیم دانا درست کار خداوند
حکمت حکما جمع احکام بکسر ہمزه استوار کردن کار را استحکام استوار
شدن و باز داشتن سفله را از سفاہت و حکمة بفتحتین ظاہر و منع کردن

اثبات جواز انشاء شعر

از بدی سخن کسی او اینحدیث دلالت کند بر آنکه مراد از حدیث ان من البیان

سحرا مدح بیان است چنانکه اینجا مدح بعضی از اشعار که متضمن علم وحکمت است

وموعظه ونصیحت باشد میکند وهر دو کلام در حدیث قرین یکدیگر مذکور شده

اند چنانچه در آخر فصل ثانی بیاید وبعض گفته اند که این هر دو فقره است بر کسیکه

گمان می برد که بیان مطلقا محمود است وشعر همه حال مذموم پس فرمود

نه اینچنین است بلکه بعضے بیانها مذموم مشابه سحر وبعضی شعرها محمود ومتضمن حکمت انتهی

اور نووی نے شرح صحیح مسلم مین بیان کیا ہے وقال العلماء کافة

ہو مباح ما لم یکن فیہ فحش اونحوہ قالوا وہو کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح وہذا

ہو الصواب وقد سمع رسول اللہ الشعر واستنشدہ وامر بہ حسان فی ہجاء

المشرکین وانشدہ اصحابہ بحضرتہ فی الاسفار وغیرہا وانشدہ الخلفاء

ائمة الصحابة وفضلاء السلف ولم ینکرہ احد منہم علی اطلاقہ وانما

انکروا المذموم منہ وہو الفحش ۔ حاصل اسکا یہہ ہے کہ علما نے کہا ہے

کہ شعر مباح ہے جبتک کہ اوسمین فحش یا مثل اوسکا نہ ہو اور یہہ بھی

کہا ہے کہ اچھا ہونا اوسکا اچھا ہے اور برائی اوسکی بری ہے

اور یہی صواب ہے اور تحقیق کہ پیغمبر خدا نے شعر کو سنا اور سننا چاہا کیا

اور شعر کہنے کا مشرکین کے ہجو مین حسان کو حکم فرمایا اور اصحاب نے

سفر وغیرہ مین حضرت کے سامنے شعر کہے اور خلفاء وفضلاء وغیرہ نے

بھی شعر کہے ہین اور مطلق شعر کہنے کو کسی نے منع نہین کیا ہان بیشک مذموم کا

جو کہ فحش ہو انکار کیا ہے انتہی اس بیان صریح سے واضح ہے

کہ خود حضرت نے شعر کہنے کا حکم کیا اور سنی چنانچہ مشکوة مین بھی مسطور ہے

ے مسلم نووی صحیح شرح اول ... البر ... بلت ... الذی ... الاحصاء ... عن ... لطف بالاعداد ودقائق ... والارشاد ...

کہ رسول خدا نے ابن سیرین کے باپ سے کہا کہ تجھی کچہ شعر امیہ بن صلت کے یاد ہین اوسنے کہا ہان فرمایا پڑہ پس اوہنون نے ایک شعر پڑہا حضرت نے فرمایا کہ اور پڑہ یہانتک کہ سو شعر پڑہے شیخ عبد الحق دہلوی کہتے ہین ازینجا معلوم می شود کہ شنیدن شعر کہ متضمن علم باشد سنت است اگرچہ قائل آن کافر یا فاسق باشد انتہی اگرچہ تصریح اور اثبات اس امر کا کہ شعر کہنا ممنوع و مذموم نہین ہے نہ ایسا ہے کہ محتاج بدلائل و براہین ہو کیونکہ بہت سے کتب سے ثابت ہے کہ خود حضرت نے سنا اور خود سننے کا اشارہ فرمایا چنانچہ مشکوۃ مین برابر تصریح ہے صحیح بخاری شاہد صادق ہے کعب بن زہیر کا قصیدہ بانت سعاد مشہور ہے جسپر حضرت نے نہایت انعام و اکرام اور خلعت عطا فرمایا تہا کما صرح بہ ارباب السیر۔ جناب ابو بکر و عمر بھی شعر کہتے تہے چنانچہ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی اور محاضرات راغب اصفہانی سے ظاہر ہے جناب امام حسین علیہ السلام نے خود یوم عاشورا لشکر مین جاکر یہہ اشعار پڑہے جیسا کہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین صفحہ ۱۱۶ پر لکہا ہے۔ انا ابن علی الخیر من آل ہاشم ٭ کفانی بہذا مفخر حین افخر ٭ وجدی رسول اللہ اکرم من مشی ٭ ونحن سراج اللہ فی الناس یزہر ٭ وفاطمۃ امی سلالۃ احمد ٭ وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر ٭ وفینا کتاب اللہ انزل صادقا ٭ وفینا الہدی والوحی والخیر یذکر ٭ ان اشعار کو مولوی سلامت اللہ نے بھی تحریر الشہادتین مین لکہا ہے لیکن سب سی گذر کر ہم اسمقام پر احوال حسان بن ثابت کا بیان کرتے ہین جو خاص حضرت کے شاعر تے اور جناب اونکا شعر اکثر سنتی تہے اور خود شعر کہنے کا حکم فرماتے

مشکوۃ وغیرہ مین مذکور ہے کہ حضرت نے حسان شاعر سے فرمایا کہ جبرئیل تیری ساتھ ہے اور یہہ بھی رسول اللہ حسان سے فرمایا کرتے تھے کہ اللھم ایدہ بروح القدس بار الہا حسان کے روح القدس سے تائید کر اور پیغمبر خدا نے مسجد مین منبر حسان کے لئے رکھدیا تھا کیونکہ وہ مفاخرت رسول اللہ سے وہان کرتے تھے اور اکثر حضرت نے حکم اشعار کہنے کا فرمایا چنانچہ دیوان حسان بن ثابت جو چاپ شدہ موجود ہے اوسمین لکھا ہے کہ حضرت نے حسان سے ابو حارث بن سفیان کی ہجو کے مقابل مین شعر کہنے کا حکم فرمایا پس اوہنون نے یہہ شعر کہے ع ہجوت محمداً فاجبت عنہ ٭ وعند اللہ فی ذالک الجزاء الخ اور جب کہ یہہ ثابت ہوگیا کہ شعر کہنا کسیطرح قبیح نہین تو اب خیال کرنا چاہئے کہ آیا مرثیہ کہنا برا ہے یا نہین پس اول تو یہی بینہ واثق وشاہد صادق ہے کہ انہین حسان نے بہت سے مرثیے کہے چنانچہ خود رسالتمآب پر کہا عمر بن خطاب وعثمان بن عفان وخبیب ابن عدی واصحاب بیع وحارث جعفی واہل موتہ وحمزہ وجعفر بن ابی طالب ودیگر دیگر کے مرثیے دیوان حسان مین موجود ہین کوئی اسکا انکار نہین کرسکتا اور برابر یہہ امر عرب وعجم مین جاری وساری ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین صفحہ ۲۰۰ پر لکھا ہے اما شعرای آنحضرت صلعم از آنہا کہ دفع میکردند وبازمید اشتند سرکافران را از اسلام واہل آن در مدح رسول صلے اللہ علیہ وسلم وہجو کفار لعنہم اللہ میکردند سہ کس شمردہ اند حسان بن ثابت وکعب بن مالک وعبد الرحمن بن رواحہ صاحب روضۃ الاحباب میگوید کہ شاعران

وخادمان رسول اللہ از مردان صد و شصت بودند و از زنان دوازده بودند انتہی دوسری یہہ کہ ہر ایک نے اہلبیت اور صحابہ مین سے مرثیہ آن حضرت صلعم کے وفات مین کہا ہی چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین صفحہ ۲۵ پر لکہا ہے وہر کدام از اہلبیت آنحضرت وصحابہ عظام مرثیہ در وفات آنحضرت در سلک انتظام کشیدند الخ خود عمر بن خطاب نے مرثیہ کہا چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۷۵۶ پر مرقوم ہے کہ عمر بن خطاب نے عروۃ بن مسعود کی شہادت مین مرثیہ کہا انتہے اور ہی مدارج النبوۃ مین لکہا ہے کہ جب بعد از دفن آنحضرت کے حضرت فاطمہ زیارت قبر شریف کو گئین اور وہان کی خاک اُٹہا کر دیدہ غمدیدہ پر رکہی اور روئین اور یہہ شعر فرمائی ؎ ماذا علی من شم تربۃ احمد × ان لا یشم مدی الزمان غوالیا × صبت علی مصائب لو انہا × صبت علی الایام صرن لیالیا × اور بہی یہہ ہے کہ دوسری زیارت کے وقت یہہ شعر فرمائی ؎ اذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیا × انوح واشکو لا اراک مجاوبی × فیا ساکن الغبراء علمنی البکاء × وذکراک انسانی جمیع المصائب فان کنت من عینی فی التراب غائبا × فما کنت من قلبی الحزین بغائب ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ جب میرا شوق زیادہ ہوتا تہا تو روتی ہوئے تیری قبر کی زیارت کرتی ہتے مین نوحہ کرتی ہون اور شکوہ کرتی ہون اور اپنا جواب دینی والا اسکو نہین پاتی اے ساکن زمین مجکو رونا سکہا تیری ذکر نے مجکو سب مصیبتین بہلا دین × اگرچہ آپ میری آنکہون سے مٹی مین پنہان ہین لیکن میرے دل غمدیدہ سے غائب نہین انتہے

نوحہ رسالتمآب

اور یہہ دو شعر بھی جناب زہراؑ ہی کے مرثیے میں ہے کہ جدائی میں نبی کی علی زفرا تھا مجو

یا الیتہا خرجت مع الزفرات ٭ لا خیر بعدک فی الحیات ٭ و انما ابکی مخافتہ

ان لطول حیاتی ٭ یہہ دونون شعر روضۃ الاحباب مین مسطور ہین خود جناب

رسالتمآب نے اپنی بیٹے ابراہیم کے غم مین نوحہ کہا چنانچہ وہ نوحہ مشکوٰۃ مین

موجود ہے اور وہ یہہ ہے ان العین تدمع و القلب یحزن ٭ بفراقک

یا ابراہیم لمحزون ٭ جناب ابوبکر نے بھی صفیہ بنت عبد المطلب پر مرثیہ کہا

اور مرثیہ کہنے کی رسم اسوقت مین نئی نہین حضرت آدم علیہ السلام

نے اپنی فرزند ہابیل کے غم مین مرثیہ کہا چنانچہ وہ مرثیہ کہتے ہین سریانی

زبان مین تہا یعرب بن قحطان یہودی نے جو ابو العرب کہلاتے ہین اس

مرثیہ کو عربی زبان مین کیا ایک شعر اوس مرثیہ کا یہہ ہے ٭ تغیرت البلاد

و من علیہا ٭ و وجہ الارض مغبر قبیح ٭ ابوبکر کا کہا ہوا مرثیہ روضۃ الاحباب

مرثیہ ابوبکر

مین بھی مثبوت ہے اور وہ یون ہے ٭ لیت القیمتہ قامت عند مہلکتہ

کیلا تری بعدہ مالا و لا ولدا ٭ و اللہ امضی علی شئی فجعت بہ ٭ من البریتہ

حتے ادخل اللحد ٭ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی جناب

سیدہ علیہا السلام کے غم مین مرثیہ کہا بباعث خوف طول درج تحریر

نہ کیا گیا اور تذکرہ خواص الامتہ فی معرفتہ الائمہ تصنیف شمس الدین

ابو المظفر یوسف سبط ابن جوزی کہ محدث و مورخ مشہور ہے اور تاریخ

یافعی وغیرہ مین مدح و ثنا اوسکی مسطور حال جناب فاطمہ علیہا السلام کا

بیان کرکے کہتا ہے ثم اومات الی قبر النبی یعنی پہر حضرت فاطمہ علیہا السلام نے

قبر نبی کے جانب اشارہ کیا و قالت اور کہا ٭ قد کان بعدک انباء و ہنبثۃ

لوکنت شاہد ہالم یکبر النوب ٭ انا فقدناک فقد الارض وابلہا ٭ واختبل اہلک

لما اغنالک الترب ٭ وقد رزئنا بما لم یرزہ احد ٭ من البریۃ لا عجم ولا عرب ٭

ثم انہا اعتزلت القوم ولم تزل تندب رسول اللہ حتی لحقت بہ یعنے

پہر سب سے علحدہ ہوگئین اور رسول خدا پر ندبہ کرتی رہین یہان تک کہ

انتقال کرگئین انتہی اور فائق زمخشری مین لغت ہنبثہ مین مرقوم ہے

فاطمہ قالت بعد موت ابیہا یعنے فاطمہؑ نے بعد اپنی باپ کے انتقال

کے کہا قد کان بعدک انباء وہنبثۃ ٭ لو انت حاضرہا لم یکبر الخطب ٭

اور ابن اثیر جزری کہ اکابر محدثین اہلسنت سے ہے کتاب نہایہ کے

لغت لمہ مین لکہتے ہین ان فاطمہ قالت بعد موت النبی یعنے فاطمہؑ نے

بعد موت نبی کے کہا قد کان بعدک انباء وہنبثۃ ٭ لو کنت شاہدہا لم

یکبر الخطب ٭ انا فقدناک فقد الارض وابلہا ٭ واختل قومک فاشہدہم

ولا تغب اب جبکہ یہہ رسم مرثیٔ اور نوحی کے برابر جاری ہتہے چنانچہ

رسالت پناہ وامیر المومنین وفاطمہؑ اور ابوبکر وعمر وغیرہم نے مرثئے اور نوحی

کہی ہوئے موجود ہین تو اب کیا ضرورت کسی شئے کے اثبات کی ہے

لیکن بنا برمزید توضیح اس امر کو بہی ثابت کرتے ہین کہ قوم اجنہ اور اہل

بیت اور عظما وکبرا اہل سنت نے خاص امام حسینؑ پہ مرثئے کہے ہین

قوم جن کا مرثیہ کہنا بہت سے کتب موالفین ومخالفین سے ثابت ہے

چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی جو باعتراف فاضل رشید وغیرہ نہایت

مستند ہین اپنی کتاب ما ثبت بالسنۃ مین لکہتے ہین واخرج ثعلب فی

امالیہ عن ابی حباب الکلبی [illegible] نعیم فی الدلائل عن ام سلمۃ قالت

اول نہایہ ابن اثیر جزری کا
ہے احمد اللہ علی النعم جمیع
[illegible] علیہ بالاء نعمی
حامدہ وثانیہ [illegible]
بادی الامر وعائدہ [illegible]

سمعت الجن تبکی علے الحسین وتنوح علیہ قال اتیت کربلا فقلت لرجل من

اشراف بہا بلغنی انکم تسمعون نوح الجن فقال ماتلقی احدا الا اخبرک انہ سمع

ذلک فقلت فاخبرنی ماسمعت انت قال سمعتہم یقولون نظم مسح الرسول

جبینہ ۔ فلہ بریق فی الخدود ۔ ابواہ فی علیا قریش ۔ وجدہ خیر الجدود۔۔۔

یعنے ثعلب نے اپنی امالی مین ابی حباب کلبی سے روایت کی ہے اور

ابونعیم نے دلائل مین ام سلمہ سے بیان کیا ہے کہ اونہون نے فرمایا مینے

جن کو سنا کہ وہ حسین علیہ السلام پر روتے تہے اور نوحہ کرتے تہے

وہ کہتا ہے کہ مین کربلا مین آیا اور ایک شخص سے جو وہان کے اشراف سے

تہا پوچہا کہ مجکو یہہ معلوم ہوا ہے کہ تم جن کا نوحہ سنتی ہو اوسنی کہا کہ تو کسی

شخص سے نملیگا مگر یہہ کہ وہ تجکو خبر دیگا کہ اوسنی اوسکو سنا ہے مینی کہا

کہ مجکو بہی بتا تو نے کیا سنا ہے اوسنی کہا کہ مینی اونکو کہتے ہوے یہ شعر سنے

جنکا مضمون یہہ ہے ۔ کہ اوس حسین کو نبی نے چوما تہا ۔ اوسکے چہرہ پر

کیا ہی چمک تہی ۔ مان باپ اوسکے اعلی قریش مین تہے ۔ اور اوسکا نانا جہان

اچہا تہا انتہے یہہ مرثیہ جن کا سر الشہادتین بہی صفحہ ۳۴ پر ثبوت ہے

اور اسعاف الراغبین مین بہی صفحہ ۱۹۲ پر مرقوم ہے کہ وسمعت الجن

تنوح علیہ کما اخرجہ ابونعیم وغیرہ یعنے جنون کو نوحہ کرتے ہوئی سنا گیا

جیسا کہ ابونعیم وغیرہ نے بیان کیا ہے انتہی اور بہی صواعق محرقہ مین صفحہ

۵۴ پر مذکور ہے قالت ام سلمۃ لما کانت لیلۃ قتل الحسین سمعت

قائلا یقول شعر ایہا القاتلون جہلا حسینا البشیر وا بالعذاب والتذلیل

قد لعنتم علے لسان ابن داؤد ۔ وموسی وحامل الانجیل ۔ قالت فبکت و

فتحت القارورة فاذا الحصیات قد صرن دما یعنی ام سلمہ نے کہا کہ جب شہادت
امام حسین علیہ السلام کی شب ہوی تو مینے ایک کہنے والے کو سنا کہ یہہ شعر
کہتا تھا جسکا مضمون یہہ ہے کہ اے قاتلان حسین تمکو عذاب کی بشارت ہے
اور تم بزبان ابن داود اور موسے و عیسے ملعون ہو کہتے ہین کہ مین روی
اور شیشہ کو کہولا تو سنگریزے خون ہو گئے تھے انتہے اور سر الشہادتین مین
بھی یہی نوحہ جن کا صفحہ ۳۵ پر مذکور ہے جسکو ترجمہ کرکے لکہا جاتا ہے
کہ ابو نعیم نے بطریق حبیب بن ثابت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ اونہون نے
کہا کہ مینے جنون کا رونا انتقال سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نہین سنا
مگر آج رات پس مینے جانا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا پہر حضرت ام سلمہ نے اپنی
لونڈی سے کہا کہ گہر سے نکل کر تو پوچہہ سو اوسنے آکر خبر دی کہ حسین ع
شہید ہوئے اور جن یہہ کہکر رونے لگی شعر الا یا عین فانتھلی بجھد ؎ ومن
یبکی علی الشہداء بعدی ؎ علی رھط تقودھم المنایا ؎ الی متجبر فی ملک
عہدی + اور ابو نعیم نے مزیدہ بن جابر حضرمی سے روایت کی ہے کہ اوسنے
ماں نے سنا کہ اوسنے جنونکو حسین ع پر روتے اور نوحہ کرتے سنا کہ کہتی تہین شعر الغنی حسینا جبلا ان حسینا جبلا انتقا اتی
جوکہ معتبرین و معتمدین اہلسنت سے ہے اپنی تاریخ مین کہتا ہے کہ جب
سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا اور اہلبیت ع کو مانند قیدیونکی مدینہ مین
لائے تو مدینہ مین کوی ایسا باقی نرہا جو شہر سے باہر نہ گیا ہو اور سب نے
آواز گریہ بلند کی زینب بنت عقیل بن ابیطالب کہ مدینہ مین تھی نقاب
منہ سے اوٹھا کر اور بال پریشان کرکے باہر آئین اور باواز بلند
کہتی تھی ؎ واحسیناہ وا اخوتاہ واویلاہ وامحمداہ بعد اسکے کہا

ماذا تقولون ان قال النبی لکم ؛ ماذا فعلتم وانتم آخر الامم ؛ باہلبیتی

واولادی امالکم عہد اما انتم توفون بالامم ؛ ذریتی وبنی عمی مضیعۃ

منہم اساری وقتلی مزجوا بدم ؛ ماکان ہذا جزائی اذ نصحت لکم ؛ ان

تخلفونی بسوء فی ذوی رحم - ترجمہ ابیات کا یہ ہے کہ تم کیا کہوگے

اگر تم سے پیغمبر پوچھے کہ تمنے میرے اہلبیت اور اولاد سے کیا کیا

حالانکہ تم آخرین امت ہو؛ کیا تمہارا عہد نہین تھا کہ وفا کرو میری

ذریت اور پسران عم کے عہد ونکو؛ جو کہ ضائع کئے گئے ہین بعض

اونمین سے اسیر ہوے اور بعضی مارے گئے جو انپی خونمین آلودہ ہوے

میری یہ جزا نہ تھی جس وقت مین کہ مینے تمکو یہ نصیحت کی تھی کہ پیچھے

میرے میرے خویشون سے بدی تکرنا انتہے یہ مرثیہ سلامت اللہ

نے بھی تحریر الشہادتین مین لکھا ہے اور سراقہ باہلی نے

کہا ہے عین ابکی بعبرۃ وعویل ؛ واندبی ان ندبت آل الرسول ؛ یعنے

اے آنکھہ میری گریہ کر با اشک و آواز بلند اور ندبہ کر اگر ندبہ کرتی ہے

تو آل رسول خدا پر انتہے اور فاضل سمہودی جسکے مناقب اور مدائح

ناظرین کتاب جذب القلوب شیخ عبد الحق دہلوی وضوء اللامع وکفایۃ

المتطلع تاج الدین دہان حنفی وسبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد

محمد بن یوسف شامی دمشقی ومفتاح النجا مرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی

وغیرہا پر مخفی نہین ہے اپنی کتاب جواہر العقدین کے چودہوین ذکر مین

قسم ثانی سے کہتے ہین نقل لسبط ابن الجوزی ان ابن الہبا دیہ

الشاعر اخبا زید بلا مجعل یبکے علی الحسین واہلہ وقال بدیہا ؎

احسین المبعوث جدک بالھدی ٭ قسما یکون الحق عنہ سائل ٭ لوکنت شاہد

کربلا لبذلت فی ٭ تنفیس کربک جھد بذل الباذل ٭ وسقیت حد السیف

من اعدائکم ٭ عللاً وحد السمہری الذابل ٭ لکنی اخرت عنک الشقوتی ٭

قبلابی بین الغزی وبابل ٭ ہبنی حرمت النصر من اعدائکم ٭ فاقل من حزن

ودمع سائل ٭ ثم نام فی مکانہ فرای النبی فی المنام فقال لہ یا فلان

جزاک اللہ خیرا البشر فان اللہ قد کتبک ممن جاہد بین یدی الحسین یعنے

سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ ابن ہبادیہ شاعر زمین کربلا مین گیا

اورمصیبت امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت علیہ السلام پر رونے لگا

اور یہ بھی چند شعر مرثیہ مین حضرت کے کہی جنکا حاصل یہ تھا کہ ای حسینؑ

اگر مین ہوتا کربلا مین حاضر تو اپنی کوشش تیری تنفیس کرب مین صرف کرتا

جیسی کہ کوئی سعی کرے اور مین تمہارے دشمنون سے دو بار تیزی شمشیر کے

آب اور نیزہ دراز کے پلایا جاتا لیکن مین بسبب اپنی شقاوت کے باز رکھا

گیا پس اندوہ درمیان عزی اور بابل کے ہے فرض کرو کہ مین تمہارے

دشمنون کے مقابلہ مین مدد سے محروم رہا تو کیا حزن اور بہتے آنسوون کو

بھی کم کردون انتہے بعد ان شعرون کے کہنے کے جب وہ سویا تو رسول

خدا کو خواب مین دیکھا کہ حضرت فرماتی ہین کہ ای فلان خدائے تعالے

تجکو جزائے خیر دے تجکو بشارت ہو کہ حق تعالے نے تیرا نام اون لوگون مین

لکھ لیا جو امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ مین ثابت قدم رہے اور درجہ شہادت

پر فائز ہوے انتہے یہ روایت صریحہ اس امر پر دلالت کرتی ہے

کہ مرثیہ کہنا امام حسین علیہ السلام پر باعث دخول جنت النعیم اور موجب

اجر عظیم ہے اسی کتاب جواہر العقدین سمہودی مین خود امام شافعی کا مرثیہ جو ائمۂ اربعہ سنیہ سے ہین نقل کیا ہے یہ مرثیہ امام عالیمقام اہل سنت نے جناب امام حسین علیہ السلام پر کہا ہے چنانچہ لکھا ہے قال ابو القاسم بن الطیب المعنی ان الشافعی رحمہ اللہ تعالے انشد یعنے ابو القاسم کہتے ہین کہ امام شافعی نے یہ شعر کہے اور وہ یہ ہین ؎

تاوب ہمی والفواد کئیب ٭ وارق عینی والرقاد غریب ٭ ومما نفی

نومی وشیب اللمتی ٭ تصاریف ایام لهن خطوب ٭ تزلزلت الدنیا

لال محمد ٭ وکادت لہم صم الجبال تذوب ٭ فمن مبلغ عنی الحسین رسالۃ

وان کرہتہا انفس وقلوب ٭ قتیل بلا جرم کان قمیصہ ٭ صبیغ بماء الارجوان

خضیب ٭ نصلی علے المختار من آل ہاشم ٭ ولغزی بنوہ ان ذا العجیب

لئن کان ذنبی حب آل محمد ٭ فذلک ذنب لست منہ اتوب ٭ ہم

شفعای یوم حشری وموقفی ٭ وجہم للشافعی ذنوب ٭ حاصل اسکا

یہ ہے کہ پھر آیا مین اور دل میرا غمناک ہے اور آنکھ میری بیخواب ہے اور نیند غریب ہے اور جس چیز نے کہ میرے خواب کو دور کیا اور میری جمیعت کو پراگندہ کیا وہ دنون کے گردش ہے جن مین دشواریہے دنیا آل محمد کے وجہ سے متزلزل ہوی اور قریب ہوا کہ سخت پہاڑ گداختہ ہو جاوین پس کون ہے حسین کو میرا پیغام پہچائی والا اگرچہ نفس اور دل خوارج کے ناراض ہین قتل کیا گیا بیگناہ گویا اوس کا کرتا آب ارغوانی مین رنگا گیا برگزیدہ آل ہاشم پر درود بہیجی جاتی ہے اور اوسکی اولاد پر غزا کیجاتی ہے اور یہ باتین بہت عجیب ہین اگر دوستی آل محمد کی میرا گناہ ہے

تو یہ گناہ ایسا ہے کہ مین اوس سے توبہ نہین کرتا ہون وہ میرے روز
حشر کو میرے قیام کے وقت شفیع اور اونکی دوستی شافعی کو نصیب ہے
انتہے اور اسی مرثیہ مین بعد شعر تزلزلت الدنیا الخ کے یہ شعر بھی پایا گیا۔
وغارت نجوم واقشعرت کواکب ÷ وھتک استار وشق جیوب ÷ یہی مرثیہ
زہری سے بھی منقول ہے اور کتاب استیعاب ابن عبد البر مین جو نہایت
مستند اور معتمد ہے یہ مرثیہ امام حسین علیہ السلام کے ذکر مین درج ہے
مررت علے ابیات آل محمد ÷ فلم ار من امثالھا حین حلت ÷ فلا یبعد اللہ
البیوت واہلہا ÷ وان اصبحت منہم برغمی تخلت ÷ وکانوا رجاءً ثم عادوا رزیۃ
لقد عظمت تلک الرزایا وجلت ÷ اولئک قوم لم یشیموا سیوفہم ولم تنک فی
اعدائہم حین سلت وان قتیل الطف من آل ہاشم ÷ اذل رقابا من قریش
فذلت ÷ اذا افتقرت قیس جبرنا فقیرہا ÷ وتقتلنا قیس اذا النعل زلت
وعند غنی قطرۃ من دمائنا ÷ سنجزیہم یوما بہا حیث حلت ÷ الم تران الار
ض اضحت مریضۃ ÷ لفقد الحسین والبلاد اقشعرت ÷ وقد اعولت
تبکی السماء لفقدہ ÷ وانجمہا ناحت علیہ وصلت انتہے اور ایک روایت
سنی جس سے تین باتین ثابت ہین۔ ایک مرثیہ اور شعر کہنا مصیبت امام
حسینؑ پر دوسری گریہ کرنا جناب امیرؑ کا حسینؑ علیہ السلام پر تیسرے
ہر شخص کو اس مصیبت مین رونیکی ہدایت شیخ محمد بن سعید بوصیری جو
مشاہیر شعرا وفضلائے اہل سنت سے ہے اور جس نے قصیدہ بردہ
لکھا ہے جو بہت مشہور ہے اور مطلع اوسکا یہ ہے ع امن تذکر
جیران بذی سلم ÷ مزجت دمعا جری من مقلۃ بدم ÷ اسی شخص نے

ایک قصیدہ ہمزیہ کہا ہے جسکا مطلع یہ ہے کیف یرقی رقیاک الانبیاء

یاسماء ماطا ولتھا سماء اس قصیدہ مین اسنے چند شعر مصیبت حضرت امام

حسین علیہ السلام مین بھی لکھی ہین اور وہ شعر یہ ہین سے وقست منہم قلب علے

من بکت الارض فقدہم والسماء فابکہم ما استطعت ان قلیلا فی عظیم

من المصاب البکاء ابن حجر مکی نے جنکے محامد ومناقب سابق ہین گذرے

اس قصیدہ والی کے تعریف اسطرح کی ہے ہو الشیخ الامام العارف

الکامل الھمام المتقن المحقق البلیغ المدقق امام الشعراء واشعر العلماء

وابلغ الفصحاء وافصح الحکماء الشیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید

بن حماد بن محسن بن عبد اللہ بن الصھناج بن بلال الصھناجے الخ

اور یہی ابن حجر اس قصیدہ ہمزیہ کی شرح مین ان اشعار سابقہ کے شرح

اسطرح لکھتے ہین ای مدۃ ودوام استطاعتک تاسیا بنبیک ثم بجبریل ثم بعلے

روی ابن مسعود عن الشعبی وقال مر بکربلا عند مسیرہ الی صفین فوقف وسال

عن اسم ھذہ الارض فقیل لہ کربلا فبکے حتی بل الارض بدموعہ ثم قال

دخلت علی رسول اللہ وہو یبکے فقلت لہ ما یبکیک قال کان عندی جبریل

آنفا فاخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات فی موضع یقال لھا

کربلا ثم قبض جبریل قبضتہ من تراب شمنی ایاھا فلم املک عینی ان فاضتا

بعد اسکے ابن حجر کہتا ہے د ذلک کلہ مصاب لایساویہ مصاب فحق

لکل احد ان یحزن علے ذلک ویتاسف علیہ وان یامر غیرہ ویدعوا الیہ انتہے

محصل اسکا یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام پر پیروی رسول وجبریل

وعلے ابن ابیطالب علیہ السلام رونا چاہئے جبتک کہ گریہ وبکا کی طاقت

رہے چنانچہ شعبی سے نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ جب جنگ صفین سے
توجہ رکھتے تھے تو زمین کربلا پر پہونچی اور وہان کہڑے ہوگئے اور پوچھا کہ نام
اس زمین کا کیا ہے کہا گیا کہ کربلا۔ حضرت اتنا روئے کہ زمین اشکون سے
تر ہوگئی اور فرمایا کہ ایک روز مین خدمت رسول خدا مین حاضر ہوا اور اونکو
روتے پایا مینے عرض کیا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے فرمایا کہ ابھی
جبرئیل مجھہ پر نازل ہوئے اور خبر دے کہ میرا فرزند حسینؑ کنارہ فرات پر
اسجگہہ شہید ہوویگا جسکو کربلا کہتے ہین بعد اسکے جبرئیل نے اوسجگہہ سے
مٹی اُٹھائی اور مینے اوسکو سونگھا پس آپ کو رونے سے ضبط نکرسکا بعد اسکے
ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ مصیبت وہ ہے کہ کوئی مصیبت اوس تک نہین پہنچ سکتی
اور ہر مسلمان کو سزاوار ہے کہ اوس پر محزون ہووے اور تاسف کرے اور اور
لوگون کو اسکا حکم دے اور اسکی ترغیب کرے انتہے ترجمہ دیکھیے ابن حجر باوجود
نہایت متعصب ہونیکے اور صواعق محرقہ سے کتاب لکہنے کے امام حسینؑ پر
رونے کی کتنی تاکید اکید اور تشدید شدید کرتا ہے کیا اب بھی شبہ باقی ہے
صاحبو دنیا چند روزہ ہے عمر برف ہے اور آفتاب تموز ہے روز بروز
موت کا قرب ہوتا ہے اے غافل تو ہر روز اپنی عمر کو کہوتا ہے پیک اجل کا
وقت مقرر نہین کب آوے فدا جانے بعد مرنے اعمال پر حساب کیا کیا بلا
لاوے۔ رونا بہ تصریح امام احمد بن حنبل بہشت مین پہونچا وے گا
نار جہنم سے بچاوے گا سوائے انکے بہت لوگون نے مثل ابو بکر محمد خالد کے
امام حسین علیہ السلام پر مرثیے کہے ہین اگر مقام اختصار نچاہتا البتہ
کچھہ نقل کرتا اور جب جواز ثابت ہوگیا تو کچھہ ضرورت نقل نہین بلکہ

جو کچھ گا مثاب ہوگا جو پڑھے گا ماجور خیال کرنا چاہیے کہ ابن ہبا د یہ
شاعر نے مرثیہ کہا تھا اوسکو حضرت نے مغفرت کی بشارت دی اب
کیون ماجور نہونگے - دیکھو یہ مرثیے جو اردو مین مثلا پڑھے جاتے ہین
اونہین حالات کو جو گذرے ہین بیان کرتے ہین - زبان کے تبدل
و تغیر سے کچھہ مضامین مین اور ثواب مین یہان فرق نہین آسکتا -
کلموا الناس علی قدر عقولہم مشہور ہے - عام لوگون کا سمجھانا منظور ہے
بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم . کہ غم ابن علی دخل بہ بخشش وارد
بیت - فصل امور متعلقہ مین اسمین اعتراضات لکھ کر جواب
لکھے گئے ہین - پہلا اعتراض اہلسنت کا یہ ہے کہ بالفرض رونا امام
علیہ السلام پر جائز ہی سہی لیکن اس طریقہ مروجہ سے مجالس جمع کر کے
پڑھنا اور عام لوگون کو سنانا کہان سے درست ہے بلکہ یہ امر تو بدعت
ہے پس جواب اسکا بحول و قوتہ لکھا جاتا ہے لمولفہ

بعین نصفت و عدل اسکو دیکھو ... تعصب سے بچو للہ سمجھو
ولا ر پنجتن واجب ہے سب پر ... مدار مغفرت ہے روز محشر
کلام اللہ مین ایت سے مرقوم ... ہوا اجر رسالت جس سے معلوم
مودت اسمین ہے قربیٰ کی تحریر ... لکھی ہے اسکی یون لوگون نے تفسیر
علی و فاطمہ حسنین معصوم ... یہی چارون ہین اس آیت کی مفہوم
محبت کے طریقہ اب بتاؤ ... ذرا انصاف کی جانب بھی آؤ
خوشی مین دوست کی خوش ہنا لازم ... مصیبت مین کرو اندوہ قایم
اگر محبوب پر ہووے مصیبت ... نہین ہو واقعی سن نے سے فرحت

کہان ہے ایسی حالت مین مودت ٭ صریحاً یہ تو ظاہر ہے عداوت
ذرا ظاہر کو باطن سے ملاؤ ٭ یہ دعوی پھر زبان پر اپنے لاؤ
مومنین کا جمع ہوکر ذکر اخیار اور ابرار کا سننا اور سنانا کسی مقام پر
ممنوع و محذور نہین بروایات شیعہ امامیہ ثابت ہے کہ ائمہ صلوات
اللہ علیہم نے خاص امام حسین ع کی مصیبت مین مجلس قائم فرمائے لیکن چونکہ
مخالفین پر یہ امر حجت نہین ہو سکتا لہذا اونکے کتب سے جواز انعقاد
مجالس ثابت کیا جاتا ہے اہلسنت کے عمائد نے لکھا ہے کہ جس مقام پر مدح
یا ذکر انبیا اور اوصیا کا ہوتا ہے وہان فرشتے نازل ہوتے ہین چنانچہ رسالہ
غایۃ المرام مین بھی صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہوا ہے کہ ظاہر ہے کہ ذکر اللہ تعالی
اور رسول صلعم کا جس محفل مین ہو وہان خود اللہ تعالی ہمنشین ہوتا ہے اور
فرشتے حاضر ہوتے ہین اور تصور آنحضرت صلعم کا ہوتا ہے روح نبی کریم حاضر
ہوتی ہے کما ہو فی فتوی علما مکتہ المنقولتہ انتقا فی ہدی الانام فی
مسئلتہ القیام وہان سب مغفور ہوتے ہین اور حاجات اونکی بباعث
برکت برآتی ہین اور محل استجابت دعا ہے انتہے اب دیکھئے صاحب
غایۃ المرام محفل کو استجابت دعا اور باعث حضور ملائکہ و روح پر فتوح
رسالتمآب بتلاتا ہے یہ محفلین اور مجلسین جو شیعہ یا اہل سنت امام حسین
علیہ السلام کی کرتے ہین اور اوسمین ذکر انبیا اور اوصیا و شہدا کیا جا
تا ہے کیون باعث غفران و اجابت دعا نہ ہونگے اور ذکر اہل بیت کا
عین ذکر آنحضرت ص کا ہے اور دیکھو اوسے رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۱۰۸ پر
مثبوت ہے کہ اور حق تعالے نے اطاعت اور نافرمانی رسول مقبول کے

اطاعت اور نافرمانی اپنی اور ذکر رسول کریم کا بعینہ ذکر اپنا فرمایا ہے
اور کتب احادیث وسیر مین تواتر آیا ہے کہ جس مجلس مین مسلمان ذکر خدا
اور رسول کرتے ہین فرشتگان الٰہی حاضر ہو کر اون پر سایہ کرتے ہین
اور تا اتمام حاضر رہتے ہین اور اونکی حق مین دعا کرتے ہین اور سفارشین
اونکی بجناب حق تعالے کرتے ہین اور اون مسلمانون کو رحمت الٰہی
احاطہ کر لیتی ہے اور گناہ اونکے زائل اور درجات اونکے مرتفع ہوتے
ہین اور جس مقام پر درود پڑہا جاتا ہے فرشتگان سیاحین بجناب آنحضرت
صلعم حاضر ہو کر عرض کرتے ہین کہ فلانے شخص نے درود پڑہا اور یہ بھی
حدیث قدسی مین آیا ہے کہ حق تعالی نے فرمایا۔ انا جلیس من ذکرنی
یعنے مین ہمنشین اوس شخص کا ہون کہ مجکو یاد کرتا ہے کذا فی شرح سفر
السعادۃ لمولانا المحدث الدہلوی علیہ الرحمۃ اور تنبیہ الغافلین ابواللیث
محدث وفقیہ سمرقندی مین یہ حدیث مروی ہے ہم اصل حدیث چھوڑ کر
ترجمہ اسی کتاب کا نقل کرتے ہین ابی ہریرہ یا ابی سعید خدری سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرشتگان سیاحین کو زمین پر
مقرر فرمایا ہے جسوقت وہ پاتی ہین کسی جماعت کو بحالت ذکر کرنے
حق تعالی کے وہ پکارتے ہین اوس جماعت کو کہ جلد لو مقصود و مطلب
اپنا پس وہ فرشتے آتی ہین محفل مین اور محبت کرتے ہین ساتھ اونکے
پس جسوقت وہ فرشتے آسمان پر جاتے ہین حق تعالے
وسلنے پوچھتا ہے کہ کس حالت مین تم ہمارے
بندون کو چھوڑ آئے ہو اور وہ کیا کرتے ہین پس

فرشتے عرض کرتے ہین وہ لوگ تحمید وتمجید وذکر تیرا کرتے ہین پس
حق سبحانہ پوچھتا ہے اون فرشتون سے وہ کیا مانگتے ہین فرشتے جواب
دیتے ہین کہ بہشت مانگتے ہین پس کہتا ہے اللہ تعالے کہ کیا بہشت کو
دیکھا ہے فرشتے جواب دیتے ہین کہ نہین دیکھا پس کہتا ہے اللہ تعالی کہ
کیونکر دیکھین گے اوسکو کہتے ہین فرشتے اگر دیکھتے بہشت کو ہر آئینہ ہوتے
وہ لوگ طالب وحریص تر واسطے بہشت کے پہر اللہ تعالے استفسار
فرماتا ہے کہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہین وہ کہتے ہین دوزخ سے پس کہتا ہے
اللہ کیا دیکھا ہے دوزخ کو فرشتے کہتے ہین کہ نہین دیکھا پہر کہتا ہے اللہ تعالے
کہ کیونکر دیکھین گے فرشتے کہتے ہین کہ اگر دیکھتے ہوتے وہ لوگ خائف تر
اوس سے پس فرماتا ہے اللہ تعالی تمکو گواہ کرتا ہون مین اس بات پر
کہ مین نے مغفرت اونکی کی پس فرشتے عرض کرتے ہین کہ فلان گنہگار
اوس مجلس مین اور کسی مطلب کو آیا ہے اوس جماعت مین نہین سے ہے
حق تعالے فرماویگا کہ ذاکرین ایسی قوم ہین کہ نا امید نہین ہوتا ہمنشین
اونکا۔ اور حدیث دوسری یہ ہے روی عن النبیؐ انہ قال ما جلس
قوم یذکرون اللہ الا نادا ہم مناد من السماء قوموا فقد بدلت سیاٰتکم
حسنات وغفر لکم جمیعا وما قعد عدۃ من اہل الارض یذکرون اللہ تعالے
الا قعد معہم عدۃ من الملٰئکۃ یعنے فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے نہین بیٹھتے ہین گہر وہ ذکر کرنے والا اللہ تعالی کا مگر منادی
ندا کرتا ہے آسمان سے کہ اٹھو پس تحقیق تبدیل ہوگئین بدیان تمہارے
ساتھ نیکی کے اور تم سب کی مغفرت ہوئی اور نہین بیٹھتے ہین جسقدر

آدمی زمین ہین کہ ذکر کرتے ہین اللہ تعالی مگر بیٹھتی ہین اونکے ساتھہ اوسیقدر
فرشتے انتہی اونصف پر یہ بہی ظاہر ہے کہ ذکر رسول عین ذکر اہلبیت علیہم ہے
کیونکہ تحریر امام فخر الدین رازی اور ابن حجر مکی سے مساوات ظاہر ہے
اسوقت مین میری کچہ حاجت بیان کی نہین ہے جسوقت کہ تفصیل صاحب
غایۃ المرام جملہ امور طی کرچکا ہان اب یہ امر قابل غور ہے کہ مجلس کرنیوالے
لوگ جو ذکر ائمہ ہدی علیہ السلام کرتے ہین اور ذکر رسالتمآب بہی سو یہہ
اطاعت ہے یا نافرمانی ظاہر ہے کہ نافرمانی نہین ورنہ ذکر کرنے پر اتنے
ثواب وحسنات کا ملنا غیر ممکن ضرور اطاعت ہوگے اور جب اطاعت ہے
تو مانعین اوسکی نافرمانے کرنیوالے ٹہرینگے یا نہین اگر ٹہرینگے تو مخالفت
رسول کی اور نافرمانی خدا کی کیسی ہے افسوس صد افسوس ؎ بدوزد
طمع دیدۂ ہوشمند ؎ اطاعت خلفا نے اس درجہ پر پہونچایا کہ بار مخالفت
سر پر آیا علاوہ اسکے خود اہل سنت نے بہی اجازت ذکر امام حسین علیہ
السلام کے سننے اور سنانی کی دی ہے چنانچہ اونمین ایک مولوی سلامت
اللہ صاحب ہی ہین جنہون نے رسالہ تحریر الشہادتین مین صفحہ ۲۷ پر لکہا ہے
قصہ کوتاہ چون حضرت امام مرضی حر یافت عنان عزیمت از کوفہ برتافت
وسائق وقائد قضا و قدر کشان کشان آنجناب را بہ کربلا انداخت حالا
این واقعہ شنیدنی وکارگذاری تقدیر دیدنی است انتہی اور بعد اسکے
صفحہ ۹۲ پر کہتے ہین کہ حالا تفصیل اسامی شہدای اہلبیت کہ با جناب
سید الشہدا در کربلا شہید شدند باید شنید و سرشک غم از دیدہ بہ ہم
در ماتم این خیار اہل عالم باید بارید انتہی یہ عبارتین بخوبی ظاہر کرتی ہین

کہ قصہ کربلا پر رونا اور اوسکو سننا کچھ مضائقہ نہین رکھتا بلکہ حسب فرمائش علماء اہل سنت سننا اسکا ضرور ہے اور رونا اسپر لازم حرف تعصب زبان پر لانا امر اخر ہے۔ اور اگر تعصب ہی شعار ہے تو خیر مذہب معلوم اہل مذہب معلوم ؎ ورنہ ظاہر ہے کہ مجلس میلاد رسالتمآب برابر عوام و خواص اہل سنت مین جاری ہے اور جسکی نسبت بڑے بڑے عالمون نے جواز اور استحباب کا حکم دیا ہے بالتفصیل بیان مین تطویل مانع ہے۔ بالاجمال کچھ توضیح مقال کیجاتی ہے ؎ عاقل کے لئے کافی و وافی ہو اشارہ ؎ رسالہ غایۃ المرام کے صفحہ ۲۷ و ۲۸ کی عبارت ہم یہان ترجمہ کر کے بیان کرتے ہین لکھا ہے کہ محفل مولد شریف کرنا تعیین یوم اسوجہ سے ہے کہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ ابن جزری نے کہا جب بولہب سے کافر نے جسکے مذمت قران مین نازل ہوئی بوجہ خوشی کرنیکے شب ولادت نبی صلعم کو عذاب مین تخفیف پائی تو اوس مسلمان اور موحد کا کیا حال ہوگا کہ جو انکی ولادت کی خوشے کری اور جو کچھ اوسے میسر ہو اسمین خرچ کری۔ قسم بخدا اسکی جزا خدای کریم بس یہی دیگا کہ اوسکو اپنی فضل عمیم سے جنات نعیم مین داخل کری اور اہل اسلام ہمیشہ روز مولد کو محفلین کرتے ہین اور ولیمہ ہوتے ہین اور پہلی شب مین طرح طرح کے صدقے دیتے ہین۔ خوشیان مناتے ہین نیکیونمین زیادتی کرتے ہین اور مولد کریم کے پڑھنے مین بہت اہتمام بجا لاتے ہین اسیکی برکتون سے اونپر بڑے بڑے فضل ظاہر ہوتے ہین اور لکھا گیا ہے کہ اسکے خواص مین سے ایک یہ امر ہے کہ اس سال مین امان ہے اور حصول مطلوب کی بعجلت نوید ہے اللہ تعالے اوس شخص پر

رحمت کرے جو کہ مولد کی راتون کو عید کرے تاکہ اوس شخص کے دل پر صدمہ
سخت پہونچی جو اسکا انکار کرتا ہے اس جگہ تک مواہب لدنیہ سے ترجمہ
کیا گیا اور محمد بن علے دمشقی نے سبل الهدی والرشاد مین حافظ ابو الخیر
سخاوی سے نقل کیا ہے کہ عمل مولد شریف کا بعد قرون ثلثہ کے ظاہر ہوا ہے
بعد اسکے اہل اسلام سب طرفون مین اور بڑے بڑے شہرون مین ہمیشہ ماہ
مولد مین مجالس مکلفہ طعام اور صدقات اور اظہار سرور اور زیادتی نیکیے
کے مولد کریم کے پڑھنے کے اہتمام سے کرتے ہین - اور اوسکے برکات سے
اوپر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے اور ابن جزری نے نقل کیا ہے کہ اس سال مین
امان ہے اور تعجلت حصول مراد کی نوید ہے اور ابن کثیر سے مروی ہے
کہ صاحب اربل ربیع الاول مین محفل مولد کمال تکلف سے کرتا تھا اور ابن دحیہ نے
اوسکے لئے مولد تصنیف کیا اور اماموں نے اس عمل کے تعریف کی ہے
جنمین سے حافظ ابو شامہ اوستاد نووی کا ہے اور ابن جوزی نے کہا کہ
اسمین رغم شیطان اور مضبوطی ایمان ہے - علامہ بن طغربل نے کھا کہ
محبان نبی صلعم نے خوشی مولد مین قاہرہ مین ولیمے کئے ہین جنمین سے
ابن فضل اوستادنا ابو عبد اللہ النعمان اور پہلی اوسکے جمال الدین عجمی اور یوسف
بن علے الشامی اور منصور بشار اور ابو موسی الزہو فی ہین اور صاحب
سبل الهدی والرشاد نے واقعات ان اکابر کے اور خوش ہونا نبی کریم
صلعم کا اور تاکید فرمانا اسپر خوابونمین بیان کیا ہے الی آخرہ انتہی اور فتاوای
علمای مکہ معظمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ذکر ولادت رسالت پناہ
روح پر فتوح آنحضرت تشریف لاتی ہے چنانچہ رسالہ غایۃ المرام مین

صفحہ ۲۴۸ پر فتاوای علمای مکہ مین مثبوت ہے۔ نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلعم لما استحسنہ العلماء الاعلام وقداۃ الدین والاسلام فذکروا

عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یحضر روحانیتہ صلعم فعند ذلک یجب التعظیم والقیام یعنے ہان ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے وقت کھڑا ہونا واجب ہے کیونکہ علماء اعلام اور مقتدایان دین واسلام نے اس امر کو اچھا سمجھا ہے اور فرمایا ہے کہ وقت ذکر ولادت روح آنحضرتؐ حاضر ہوتی ہے پس اسوقت تعظیم اور قیام واجب ہے انتہے منصفین وطالبان حق بین پر ظاہر ہوگا کہ جب بصراحت تمام حضور روح رسالتمآب ذکر آنحضرت مین مثبوت ہے تو بمفاد الحسین منی وانا من الحسین۔ ذکر حسینؑ مین روح آنحضرت کا تشریف لانا کیا بعید ہے اور روح خامس آل عبا کا آنا کہان سے غیر ممکن۔ تو فرضنا مجلس امام حسین علیہ السلام حسب زعم باطل بدعت ہے تو بہر حال بہر نہج بدعت حسنہ عمریہ سے بدرجہا بہتر ہے اور ماسوا اسکے سب مجالس میلاد آنحضرتؐ جو اہلسنت مین بغایت ترویج مروج ہین بدعت اور ضلالت ہین اور جب ممنوع وبدعت ہین تو یا علمای اہل سنت حسب وجوب امر بمعروف ونہی عن منکر دام معصیت مین گرفتار یا تقیہ ثابت۔ ورنہ تحریم مجالس پر قیل وقال۔ بے محل اور پر اختلال۔ دوسرا طعن اہل سنت کا یہ ہے کہ مجالس مین اہل بیت رسالت پناہ کی کیفیت سر برہنگی اور گریہ وزاری کے بیان کرنا باعث ہتک خاندان عصمت وطہارت ہے ایسے واقعہ بیان کرنا خلاف شرع ہین چنانچہ اس شک کو بعض اہل سنت نے نہایت بسط اور تطویل لاطائل سے بیان کیا ہے پس جواب اسکا یہ ہے کہ مصائب

دوسرا طعن یہ کہ اہلبیت علیہم السلام کے مجالس مین مصائب بیان کرنا ہتک ہے

اور امور حقہ کا بیان کرنا شریعت مین ہرگز ہرگز ممنوع و محذور نہین قرآن شاہد
صادق ہے جسکا معتقد ہر مخالف و موافق ہے اور اگر نساء و عورات کے حالات
کے جانب یہ اشارہ ہے تو یہ بھی تصریح کلام مجید مین موجود ہے جناب عصمت مآب
حضرت مریم کا قصہ اور خاص کر حالت وضع حمل و تہمت زنا و ولادت عیسے علیہ
السلام مذکور ہے عائشہ و حفصہ کے نسبت بھی خطاب ہے سنی اور شیعہ کل جسمین مناظرہ
اور مراشقہ ہے حضرت زلیخا کے عجیب عجیب قصے قرآن اور ہزارون تفسیرون مین
مسطور ہین یہانتک کہ بڑے بڑے علماء اہل سنت نے خواستگاری زنائے
زلیخا کو نہایت زور شور سے لکھا ہے اگر یہ امور جائز نہین تھے تو کیون مرتکب
ہوئے آج کسی کے گھر کا ایسا حال کیونکر بیان ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ شرع
مین حالات واقعیہ کا ذکر کرنا ممنوع نہین ۔ علاوہ اسکے خاص ذکر اہلبیت رسالت
اور قصہ امام حسین علیہ السلام کے بیان کی اجازت علماء اہل سنت نے دی ہے
بالفعل بخوف تطویل دو ایک حوالے حوالہ خامہ عنبر شمامہ کئے جاتے ہین اول تو
جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رسالہ سر الشہادتین مین صفحہ ۴ پر
فرماتے ہین ۔ لان تمام الشہادۃ ان یقتل الرجل فی الغربۃ والکربۃ وان یعفر
جوادہ ویلقی جثتہ مطروحۃ ویقتل حولہ جمع کثیر من اعزۃ اصحابہ واقاربہ وان
ینہب مالہ وان توسر نسائہ وایتامہ کل ذلک فی ذات اللہ یعنے پوری
شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی مسافرت اور مشقت مین مارا جاوے اوسکے
گھوڑے کی کونچین کاٹی جاوین اوسکی لاش میدان مین پڑی رہے اور اوسکے
گرداگرد بہت لوگ عزیزان و یاران قریبون سے مارے جاوین مال اوسکا لوٹا جاوے
اوسکی بیٹیان اور یتیم لڑکے قید مین گرفتار ہون اور یہ سب مصیبتین صرف

اللہ ہی کے واسطے ہون اشتہے اب جب کہ مالکار شہادت علانیہ شاہ صاحب
بتا چکے تو فرماتی ہین ولما کان مبنی امرہ علے الشہرة والاعلان انزل اولا فی
الوحی علے لسان جبرئیل علیہ السلام وغیرہ من الملائکة ثم تعیین المکان
وتسمیتہ وتعیین الزمان وہو راس الستین ثم اشتہر امرہ واعلن ذکرہ علے
لسان امیر المومنین کرم اللہ وجہہ فی سفرہ الی صفین ثم لما وقعت واقعة
الشہادہ اشتہر امرہا بانقلاب التربة دما وامطار الدم من السماء وہتف
الہواتف بالمراثی ونوح الجن وبکاءہم وطوائف السباع حافظات لجثتہ ودخول
الحیات فی متاخر قاتلیہ الی غیر ذلک من اسباب الشہرة لیطلع الحاضرون
والغائبون علے وقوعہا بل بالیقاء البکاء والحزن المستمر وتذکر تلک الوقائع الہائلہ فی
امتہ الی یوم القیامۃ فقد بلغت نہایۃ الشہرة فی الملاء الاعلی والاسفل والغیب
والشہادة والجن والانس والناطق والصامت یعنے چونکہ بنا اسکی شہرت
اور اعلان پر تہے اول وحی ہین زبان جبرئیل علیہ السلام وغیرہ فرشتون پر
اوسکا ذکر ہوا پہر بتا شہادت کے مکان کا اور اوسکا نام اور بتا شہادت تکے
وقت کا یعنے انتہائے ستہ ساٹہہ ہجری معلوم ہوا پہر اوسکا شہرہ بہت ہوا
اور برملا ذکر کیا امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر ہین پہر جب
واقع شہادت کا واقع ہوا تو اوس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہوگئے
اور آسمان سے خون برسا اور آواز غیبی سے مرثئے سنے گئے اور نوحہ اور رونا
جنون کا اور گہومنا درندون کا گرد آپکی لاش کے نگہبانیکے واسطے اور سانپونکا
گہسنا قاتلون کے نتہنون ہین علے ہذا القیاس اور بہی شہرت کے اسباب تہے
تا سب حاضر اور غائب اس واقعہ جانگداز سے آگاہ ہوجاوین بلکہ بقاے

دائمی اس رنج والم کا اور ندگور ہوتا ان مصائب دردناک کا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین تا قیامت پس سے پلے سر یکا شہرہ ہو گیا اس شہادتکا
عالم بالا اور عالم خاک اور عالم غیب اور عالم شہادت مین اور جن اور آدمیون مین
اور گویا اور خاموش مین انتہٰے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر شہادت
وکیفیت مقتل بیان کرنا خلاف اصول شہادت علانیہ نہین بلکہ اس ذکر کو
فرشتون اور رسالتمآب اور علی علیہ السلام نے اسیوسطے بیان کیا کہ امت
رسالت پناہ مین تا قیام قیامت باقی رہے دیکھو ذکر حالات مقتل حسب وقوع امور
عجیبہ ہونا چاہیے یا نہین اگر چاہیئے تو فہو المراد اور اگر نہین تو بقا حزن وبکار
کیسا اور قیامت تک امت مرحومہ مین تذکرہ کہان آور خود شاہ صاحب ہی نے
حال مقتل مع احوال اہلبیت لکھا کہ ہزارون پڑھتے اور دیکھتے ہین یہ بار کے
سر پر ہے دوسرے یہ کہ جناب سلامت اللہ صاحب رسالہ تحریر الشہادتین
مین بتصریح احوال سر برہنگی اہلبیت وبہ تفصیل کیفیت کوچ ومقام دیار شام
بیان کرتے ہین وہ کیون اس دائرہ ملامت مین گرفتار نہ ہونگے گو کہ وہ
عبارت کچھ طویل ہے لیکن بنا بر تسکین خاطر طالبان حق وایمان نقل کیجاتی ہے
چون تائرہ قتال سر بفلک کشید وکار از یاران وموالیان وفرزندان و
برادران وعمزادگان درگذشتہ نوبت بحضرت سید الشہدا رسید تن تنہا سیف
مسلول دردست گرفتہ بمقابلہ قشون اشقیا پرداخت وزبان بلاغت
ترجمان را باین اشعار آبدار آشنا ساخت ـ نظم انا ابن علے الخیر من آل ہاشم
کفانی بہذا مفخر حین افخر ـ وجدی رسول اللہ اکرم من مشی + ونحن
سراج اللہ فی الارض نزہر ـ وفاطمہ امی من سلالتہ احمد

وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر۔ وفینا کتاب اللہ انزل صادقا۔ وفینا الہدیٰ
والوحی والخیر یذکر وہر کسیکہ از لشکر مخالف روبروے او میگشت او را میکشت
تا آنکہ جم غفیر و جماعت کثیر از دست و تیغ او بہ ہاویۂ دوزخ شتافتند و تزلزلے
عجیب و لغزشے غریب در فوج مخالف راہ یافتہ پس ہرگاہ عرصۂ مقاتلہ بر لشکر
اعدا تنگ شد از دو رحملہ کردہ او را زیر گرفتند چون ازین ہم کارے نکشود
شمر ذی الجوشن حیلہ دگر انگیخت و آتش تدبیر تازہ در کاسۂ فریب ریخت مجملاً
چون لشکریان ابن سعد تاب مقابلہ و محاربہ با جناب سید الشہدا علیہ الوف
التحیۃ والثنا در خود نیافتند شمر بد پیکر حیلہ دگر اندیشیدہ خود را با جماعت خود میانہ
حسین و حرم محترم حائل کردہ خواست کہ دست تعرض باہل بیت نبوت دراز
کند کہ امام مظلوم نعرہ۔ ویحکم یا شیعۃ الشیطان زدہ فریاد کرد کہ من باشما می جنگم
این چہ نامردی است کہ بزنان بیگناہ سے تازید بمجرد اصغای این صدائے
مہابت انتما شمر از تعرض بخیم سرا پردۂ عصمت و طہارت دست کشیدہ با ہم
ہمیان خودش متوجہ بآنحضرت گردید پس از طرفے جماعت شمر و از طرفے دیگر
فوج اخر حملہ آوردہ جناب سید الشہدا از پس و پیش درمیان گرفتہ انقدر باران
تیر و نیزہ از ہر دو سو بر سر وقت امام مظلوم باریدند کہ آن یکہ تاز میدان وغا
لجام تسلیم و رضا بدست گرفتہ از پشت اسپ بر زمین شہادت افتاد و عنان
عزیمت از حیات اینجہان بے ثبات یکسو کشیدہ رخت اقامت بفردوس
اعلیٰ کشاد و گویند کہ این سانحہ بعد زوال شمس از نقطہ دائرہ نصف النہار
بودہ کہ جزو اول از اجزار وقت نماز پیشین ہست و گویا اینحال دال ہر است
کہ تکبیر افتتاح بر پشت اسپش و رکوع بعد از انفراز از آن و سجدہ ہنگام

وصول بر زمین دست داده و بایں صورت دہیت عجیبی غار ظہر خست ظہور نمود و این لسین
کشاده و اختلافیکه در قاطع سر مبارک هست در اصل رساله مروی است
واضح همین است که این شقاوت را در ازل بر ناصیه حال خولی بن یزید
بد مال نوشته اند اگرچه راوی این شناعت نصر بن خرشه را گفته اند و در
روایت هست که چون تن مبارک بکثرت جراحات سهام و رماح غربال شد
شمر ملعون تخفیفی باصحاب خود کرد که باوصف مشبک شدن بدنش برخمهای
تیر و نیزه هنوز زنده گذشته آید که ناگاه تیری از دست بدبختی از بدبختان بکام
حضرت امام حسین علیه السلام رسید و کار او را انجام کرد که از پشت اسپ
بر زمین افتاد و در همین حال شمر نامرد شمشیرے بر روے مبارک حواله کرد
و سنان بن انس نخعی از پے رسیده بزخم نیزه مجروح ساخت، خولی بن یزید
از اسپ فرود آمده سر مبارک را از تن برید و پیش برادر خود خولی انداخت
و بعد از آن آنچه از دست بید او لشکریان شمر و ابن سعد بر ذریه آل طه و یسین
رفت بیانش مے رود بالجمله چون سر حسین مظلوم را به خنجر بیداد از تن جدا کردند
و شجره رسالت و دوحه نبوت و نبالت را تیشه ظلم بریدند گویند قیس بن اشعث
پیراهنش از تن بے سر برکشید و جنب بن بدیل شمشیر او بگرفت و شمر با همراهیان
خودش قصد خیمه اہلبیت عفت و طهارت نموده بتاراج پرداخت علی بن حسین
که بر بستر بیماری افتاده بود و همین که نظر شمر بر حالش افتاد خواست که او را بکشد
شخصی دستش گرفت و گفت که سبحان الله اطفال کفار را نمی‌کشند و تو این
بیمار مسلمان را میکشی شمر جواب داد که امیر یعنی ابن زیاد فرموده است که هیچ
از آل عبا نباید گذاشت او گفت که این همه را پیش امیر باید فرستاد تا هرچه

خواست او باشد بعمل آرد پس شمر و ابن سعد گفتند که اسپان را بر تن حسین ع
دوانند چنانچه ده کس از سواران جسم شریف و عنصر لطیف حسین ع را پامال
سم اسپان ساختند چنانکه استخوان تن مبارک ریزه ریزه شده و شکست
و سر مبارک را بر نیزه کرده با بشیر بن مالک و خولی بن یزید بکوفه پیش ابن
زیاد فرستادند و زنان اہلبیت را بر شتران بے پرده سوار کرده و علی بن حسین ع
بیمار را بر شتری انداخته روانه کوفه ساختند و گویند که ابن سعد یک روز
در کربلا مقام کرده کشتگان خود را در گور نموده و تن حسین علیه السلام و همراهیانش
تا سه روز همچنان افتاده ماند و کسے دفن نمیکرد تا آنکه مردم غاضریه
که قریه ایست بر کنار فرات فراهم شده تن حسین ع را در یک گور و دیگر بنی
هاشم را در جنب او و باقی شهدا را یکجا کرده دفن کردند حالا تفصیل اسامی
شهدائے اہلبیت که با جناب سید الشهدا در کربلا شهید شدند باید شنید و شکر
غم از دیده پرنم و ماتم این خیار اہل عالم باید بارید۔ بعد کچھ فاصلہ کے شاہ
عبد العزیز صاحب مصنف سر الشہادتین کے خطوط سے یہ نقل کیا ہے
و از فرزندان عبد اللہ بن جعفر طیار برادر حضرت علی کرم اللہ وجہہ دو پسر
ہمراہ حضرت امام شہید شدند که محمد و عون نام داشتند و خواہر زادہ ہائے
حقیقی حضرت امام بودند و مادر ایشان حضرت زینب که دختر حقیقی حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام از بطن حضرت بتول بودند خواہر حقیقی حضرت امام
بودند و با عبد اللہ بن جعفر طیار نکاح شدہ بود و حضرت امام زین العابدین
و عمر بن الحسن و محمد عمر بن علی و دیگر صاحب زادہ صغیر السن در بندیان رفتند
و حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام و شہربانو زوجہ حضرت امام و حضرت سکینه

دختر حضرت امام و دیگر زنان اہلبیت کہ ہمراہ بودند در بلاد شام رفتند انتہی
کلامہ الشریف انتہی بعد اسکے لکھتے ہین اینست حال ہمراہیان کربلا کہ ہمراہ
سید الشہدا بودند پوشیدہ نخواہد بود کہ شہادت جناب سید الشہدا دشت کربلا
روز عاشورا یعنے دہم محرم روز جمعہ بعد زوال آفتاب سال شصت و یکم ہجرت ۶۱
اتفاق افتاد و سنین عمر شریف دران روز پنجاہ و شش سال و پنجاہ و پنج ۵۵ ۵۶
رسیدہ بود چہ ولادت باسعادت پنجم شعبان سال چہارم از ہجرت و شہادت
روز عاشورا سنہ شصت و یکم ۶۱ از ہجرتست پس عمر شریف بیکم و کاست پنجاہ
و شش سال و پنجاہ و پنج و زباشد درین باب اختلاف را مساغی نیست
لیکن صحیح و معتمد ہمین قدر ہست کہ بر آن اقتصار افتاد القصہ چون سر مبارک
سید الشہدا و دیگر شہیدان دشت کربلا با اسیران اہل بیت رسول خدا
بکوفہ رسید ہر چہ از دست عناد و جور عبیداللہ ابن زیاد بر وقت دودمان
مصطفے رفت شمہ ازان ارشاد مے شود بر ناظرین کتب سیر و اخبار و ماہرین
اسفار آثار اخبار مخفی و محتجب نبودہ باشد کہ ہرگاہ اسیران اہلبیت رسالت
و نبوت و دودمان نبوت و نبالت با سر مبارک سید الشہدا و سائر شہیدان
دشت کربلا داخل کوفہ شدند ابن زیاد لعنہ اللہ الی یوم التناد قصر امارت خود
بیاراستہ با ہیبت و وقار در کوشکے نشستہ در خانہ را بار عام کرد و چون وضیع
و شریف از مردم کوفہ حاضر آمدند سبایائے اہلبیت مصطفے و ذکور و اناث ذریت
رسول خدا را با سر مبارک سید الشہدا بحضور خود طلبید ہمین کہ سر مبارک
حضرت امام حسین پیش نظرش رسید بار بار مید ید و تبسم میکرد و چوبیکہ بدست
داشت بر لب و دندان مبارک میزد و گویند کہ درہمین حال ابن زیاد بہ ہر بیت

و خطبہ خواند کہ شکر خدا را کہ اظہار حق نمود و امیر المومنین یزید و لشکر او را فتح داد کاذب
ابن کاذب را کشت و دیگر الفاظ کفریہ بر زبان راند کہ عبد اللہ بن عفیف از جای
خود بر جست و گفت کہ اے دشمن خدا و عدوے مصطفٰے تو دروغ گو ہستی و پدر تو
و آنکس کہ ترا امیر ساختہ او نیز دروغ گو ہست و لئے بر حال حزان مال تو کہ اولاد
پیغمبر را کشتے و اہل بیت رسول خدا را ذلیل و خوار کردی و بر سر منبر کہ مقام
صدیقان است ایستادی و از خدا شرم نداری کہ چنین دروغ قبیح میگوئے
و راہ کذب فضیح میپوئی روایت کردہ اند کہ دمیکہ اسیران اہل بیت را بحضور ابن زیاد
حاضر کردند گفت الحمد للہ الذی اکرب و اکرب شکر خدا را کہ سختی داد بد دشمنان
و سختی داد حضرت ام کلثوم جواب دادند الحمد للہ الذی اکرمنا بمحمد و طہرنا تطہیرا
شکر خدا کہ گرامی کرد ما را بمحمد و پاک کرد ما را پاک کردنے باز ابن زیاد گفت کیف
رأیتم قدرۃ اللہ چگونہ دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند سیجمع اللہ
بیننا و بینکم و ینصف بیننا و بینکم بزودی ہست کہ جمع کند خدا تعالی میانہ ما و شما
و انصاف فرماید درمیان ما و شما یعنی در روز قیامت ابن زیاد ازین جواب
باصواب بر آشفت و گفت کہ ہنوز اینقدر دلیری و تندی در کلامت خواست
کہ عقوبت کند گفتندش سخن زنان را اعتبارے نیست پس نگاہ ابن زیاد
بر علی بن حسین افتاد پرسید کہ این پسر کیست گفتند کہ پسر حسین بن علی است
گفت این پسر را نیز بکشند کہ دوست ندارم کہ از نسل فاطمہ نرینہ باقی ماند شحنہ
شہر خواست کہ علی بن حسین را کشیدہ برد و بیرون قصرش بکشد زینب او را
در کنار گرفتہ خود را سپر کرد و گفت اگر میکشید ما را بکشید کہ نبی فاطمہ یک کس
باقیماندہ است کہ محرم ما زنان اہلبیت است اگر او را ہم میکشید ما جملہ زنان

بدون محرم بجانیم ابن زیاد را از کلام حضرت زینب بہیتی درگرفت و از سر خون علی

بن حسین درگذشت گویند کہ چون زنان اہلبیت بر شتران بے پردہ و پیرہن

دریدہ در کوفہ رسیدند کوفیان حال خرابی دودمان نبوت دیدند و گریستند

ام کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ میکنید این ہمہ بیداد کہ

بر سر ما رفت از دست شما رفت ما را شما کشتید و باز مے گریید و این ابیات

بر زبان عفت بیان راند ابیات۔ ماذا تقولون اذ قال النبی لکم ٭ ماذا فعلتم

وانتم آخر الامم ٭ یا اہلبیتی و اولادی و تکرمتی

منہم اساری وقتلی ضرجوا بدم ٭ کان ہذا جزائی ان نصحت لکم ٭ ان تخلفونی

بسوء فی ذوی رحم ٭ حاصل ابیات سے جواب چیست شما را اگر سوال کند ٭

محمد عربی از شما بروز جزا ٭ کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید ٭ چو من ملک

بقا رفتم از سرائے فنا ٭ جزائے آنکہ شما را بحق نمودم راہ ٭ روا بود کہ چنین ہا

بما رسد ز شما ٭ المختصر ابن زیاد بعد ملاحظہ حال اسیران اہلبیت حکم داد کہ

اینہا را در بندیخانہ دارند و سر حسین را بر نیزہ گذاشتہ در کوچہ ہای کوفہ

بگردانند چنانچہ دست علی بن حسین علیہ السلام بستہ و زنان اہلبیت را

گرفتہ داخل زندان خانہ کردند و سر حسین را بر نیزہ سوار کردہ خانہ بخانہ

در سنگک و شوارع کوفہ گردانیدند بعد از آن ابن زیاد سر سید الشہدا و شاہ

شہیدان دشت کربلا و جملہ اسیران اہل بیت را با شمر ذی الجوشن بسوئے

دمشق پیش یزید بن معاویہ فرستاد پس قافلہ زنان و یتیمان اہل بیت

بر شتران بے پردہ سوار و سر حسین بر سر نیزہ در ہر شہر و دیار کہ مے رسید

فریاد واویلاہ و امصیبتاہ از زمین تا آسمان میکشید تا آنکہ بعد قطع منازل

در نسخہ [illegible] بعد قصدا [illegible]

وطے مراحل قافلہ سبایای اہل بیت بدمشق رسید ہمینکہ یزید علیہ ما یستحقہ را
خبر شد قصر امارت آراستہ و بہ تزئین قماش خود پرداختہ درزمانیکہ جملہ عظمائے
شام پیش او حاضر بودند حکم باحضار اسیران داد بالفور سرہائے شہدا را
بازنان و یتیمان اہلبیت بحضورش آوردند چنانچہ سر یکیک را از شہیدان
دیدن و حال صاحب آن سر را پرسیدن آغاز کرد چندانکہ شمر ذی الجوشن
سر مبارک حضرت سید الشہدا علیہ السلام را پیش او گذاشت و بہ اظہار
ماجرائے جنگ بامباہات و افتخار پرداخت باصغائے واقعہ کربلا و مشاہدہ
صورت حال سبایا و سرہائے شہداء المعان استبشار و فرح و انبساط
از ناصیۂ حال آن خسران مال میتابید چنانچہ ابیات ابن الزبعری یعنے
لیت اشیاخی ببدر شہدوا تا آخر مے چاوید و از کمال اہتزاز و نشاط برخود
مے بالید و بچوب خیزران لب و دندان شاہ شہیدان را میزد و میگفت
کہ اے ابو عبد اللہ مرا گمان نبود کہ سنین عمرت تا اینمدت رسد و سرو
ریشش تو از خضاب محفوظ باشد در مناقب السادات منقولست کہ دران
ساعت کہ سر مبارک حسین پیش یزید نہادہ بودند لعین در شادی می شد
و خمر مے خورد و سر مبارک را بانواع اہانت میکرد جز بعضی صحابہ رسول
اللہ صلعم برفت گریان آمدند و گفتند ای ملعون چہ میکنی الیشانرا حکم قتل کرد ہفت
صحابہ را آنروز گردن بزد گویند کہ سمرۃ بن جندب از صحابہ کہ حاضر آن مجلس بود
چون ضرب خیزران برلب و دندان شاہ شہیدان ملاحظہ کرد از دست ضبط برآمدہ
بایزید بدکردار مخاطب شدہ گفت قطع اللہ یدک کہ چوب برلب و دندان میزنے
کہ بوسہ گاہ رسول خدا علیہ الصلوۃ والثنا بودہ است یزید ملعون بغضب رفتہ

گفت ای سمره اگر شرف صحبت تو با رسول خدا مرا مانع نشدی این وقت گردنت

می‌زدم سمره گفت سبحان الله که در حق من ملاحظه صحبت رسول میکنی و ما جگر

گوشگان رسول و فرزندان بتول چنان معامله کردی که هیچ کافری با مسلمانی

نکند این بگفت و ازان مجلس برخاست انتهی بعد تهوری سی فاصله کی

پهر لکهتا هی یزید جواب رسول قیصر بجز سکوت ندید و متوجه بطرف زنان و یتیمان

اهلبیت شده زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک طلبید چشم حضرت زینب

چون بر سر مبارک شاه شهیدان افتاد گفت واجداه و امحمداه بعد ازان خطاب

به یزید کرده گفت که هیچ میدانی که زنان خود را در سراپرده عزت و حجاب

نشاندی و دختران رسول خدا را با پای برهنه و گاها بر شتران سوار کردی

و در مجمع مردان پیش خود طلبیدی فردای قیامت از عهده خود چه

جواب توانی داد یزید پرسید که این کدام است گفتند زینب خواهر حسین ع

و دختر فاطمه زهرا است پس ازان کلثوم برخاست و بر سر حسین افتاد لب

و دندان خود را بران لب و دهان چندان مالید که بیهوش بر زمین غلطید

چون به هوش آمد دعای بد در حق یزید کرد و گفت ای یزید تمتع از دنیا نیابی

و چنانکه ما را در بلا افگندی تو هم در دنیا و عقبی روی راحت نه بینی یزید پرسید

گفت مگر این زن هم خواهر حسین ع است گفتند آری این کلثوم دختر فاطمه

است پس متوجه بسوی امام زین العابدین کرد و پرسید که پسر کیست گفتند که این

علی بن حسین پسر حسین بن علی است گفت که شنیدم که علی بن حسین کشته شد گفتند

که حسین را سه پسر بود علی اکبر و علی اوسط و علی اصغر علی اکبر و علی اصغر هر دو

کشته شد و علی اوسط که بیمار بود او را اسیر کرده آورده‌ایم یزید گفت ای کودک

میدانی که پدرت میخواست که بر مسند خلافت نشیند و بر سر منبر با خطبه بنام او خوانده شود که الحمد لله که بمراد خود نرسید علی بن حسین گفت کای یزید بگو این منبر با پدران ما نهاده اند یا پدران تو خلافت و امامت پدران ما بوده است که در راه خدا جهاد کردند یا از پدران تو که شرک با خدا نمودند در روز جزا معامله ما و شما فیصل شدنی است و آیه کریمه وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون خوانده ختم کلام فرمود پس یزید حکم داد که سبایای اهلبیت را الفرو دگاه اینها برند و سر حسین را بر دروازه دمشق آویزان نمایند چنانکه گویند که تا سه روز سر مبارک بر دروازه دمشق آویزان ماند بعد از آن ذریت حسین را با سر مبارک او روانه مدینه کرد منقول است چون یزید علیه ما یستحقه اهلبیت رسول و ذریت بتول را روانه بمدینه نمود نعمان بن بشیر را با جماعتی از سواران مقرر کرد که اینها را بمدینه رساند چنانچه امام علی بن حسین ع سر سید الشهدا و سرهای دیگر شهیدان دشت کربلا فرا گرفته همراه زنان و یتیمان اهلبیت روانه مدینه منوره شد و این روانگی هم عاری از حلیه ذلت و خواری نبوده چنانکه کلام ابن جوزی محدث دال بر آنست جائیکه گفته که از جور و بیداد ابن زیاد که نسبت به اهلبیت نبوی عمل آورد عجب نیست که او محکوم و منقاد یزید بوده لیکن از گمراهی یزید خبیث عجب است که چوب بر دندان حسین ع زده و اهل بیت او را بر شتران بی پرده بذلت و خواری سوار کرده با سر مبارک بطرف مدینه فرستاد پس گفته که هیچ مقصود ازین نبوده مگر فضیحت کردن اگر در دل او کینه جاهلیت و عداوت کشته شدن اقربای او که بروز بدر از کفار کشته شده نمی بود هر آئینه تعظیم و تکریم سر مبارک میکرد و کفن میداد

و در فن مسالحت و نیکوئی با آل رسول و ذریت بتول سعی نمود القصه چون قافله
اهلبیت علیهم السلام از دمشق عازم مدینه شد نعمان بن بشیر که از طرف یزید تعیین بود برای
سعادت ازلی بحسن خدمت در راه با ذریت حسین پیش آمده مراتب لوازم
تعظیم و تکریم و اعزاز و احترام چنانکه باید از جانب خود بجا آورده بمدینه رسانید
و در زمانیکه خبر مراجعت اهلبیت رسالت بمدینه رسید اولاد مهاجر و انصار
و دیگر اهالی مدینه از صغار و کبار باستقبال دویدند همینکه ذریت رسول
و جگر گوشه هائے بتول را بابتلا مصیبت دیدند حالتی از غم و اندوه و گریه
و زاری بر ایشان گذشت که خارج از حیطه شرح و بیان است گویند که بعضی
که روز وفات حضرت سرور کائنات علیه افضل من الصلوات و التحیات
بر اهل مدینه گذشته بود همان مصیبت آن روز گذشت که امام زین العابدین
با زنان و یتیمان اهلبیت نبوت و سر مبارک سید الشهدا علیه التحیة و الثنا
از دمشق بمدینه برگشت فریادی عجیب و شورے غریب در مدینه برپا بود
که یاد از هنگامه قیامت میداد جمله ارباب دین در اندوه و درد و محن همه
از کهین و مهین از غم و غصه حزین بودند و حالتیکه عارض حال ام المومنین
حضرت ام سلمه گشته از آن چه توان گفت که فرادی فرادی زنان و یتیمان
اهلبیت نبوت را بکنار میگرفت و میگریست تا آنکه همراه ذریت بتول
متوجه روضه مقدسه حضرت رسول صلی الله علیه و آله وسلم شده زار زار
مینالید و بزبان حال میگفت ابیات یا رسول الله برآ از روضه
سر تا نگری ٭ اهلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین ٭ در بلای
دشمنان دین گرفتار آمده ٭ کس مباد در جهان یا رب گرفتار چنین

بحذف بعض عبارت جب ناظران مقامات کو دیکھ چکے گا اور انصاف سے
آنکھ تعصب کے پٹی سے باندہ نلیگا تو معلوم ہو جاوے گا کہ مرثیون مین اور کیا
کیفیت بیان ہوتی ہے ہان جو خلاف روایت کسی شاعر نے لکھا ہے
ہم خود اسکو خلاف اور اوسکے کہنے والے کو خلاف گو جانتے ہین۔ شاہ
سلامت اللہ صاحب تحریر الشہادتین نے مفصل کیفیت نام بنام اور حالت
سر برہنگی اور حاضری دختران بتول و خاندان رسول کی لکھی ہے پہر شیعون پر
کیا اعتراض۔ انکو بیچا نہین کہتے۔ اے ناظران پر تمکین و پیروان دین مبین
قصہ کربلا کے بیان کے ممانعت اہلسنت کے ہان نہ اس وجہہ سے ہے
کہ واقعی موجب ہتک اسلام ہو بلکہ اسمین تو اور بہادری و شجاعت صبر رضا
اطاعت ایزدی ظلم ظالم ظاہر ہوتا ہے جیسا بیان ہوا مگر ہان اس بیان مین
اگر غور کرکے دیکہیئے تو ہتک شان خلفاء اہل سنت ہے اوسے پردہ پوشے
کے سبب سے کبھی تو باتون باتون مین اوڑاتے ہین کبھی شرعی مسائل
بنا کر حمایتاً بتاتی ہین کبھی ذکر حسین ع اور حسن ع کو حرام اور ناروا ٹہراتے ہین چنانچہ
صواعق محرقہ مین جسکی توثیق پہلے گذری میان غزالی صاحب کے طرف سے
یون لکھا ہے عن الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ قتل الحسین
والحسن و ماجری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج الی بغض الصحابۃ
والطعن فیہم حاصل یہ کہ غزالی وغیرہ سے روایت ہے کہ واعظ وغیرہ پر حرام ہے
کہ روایت قتل حسین و حسن ع اور اوس چیز کو بیان کرے جو کہ صحابہ تشاجر مین اور
تخاصم سے واقع ہوئی ہے کیونکہ اوس سے صحابہ کا بغض جوش زن ہوتا ہے
اور اونپر طعن پڑتا ہے انتہے۔ بعد مدت کے ہوا وعدہ ...

کھل گیا قفل دہن یار کا جہوٹا ہو کر وصحابہ کا تشاجر صحابہ کا تخاصم یعنے صحابہ کے
آپس کے خصومت و دشمنی کا تذکرہ اور حسینؑ و حسنؑ کے قتل کے روایت واعظ پر
حرام ہے غزالی کے رائے عالی پر ہزارون آفرین اور لاکھون شاباش۔
خیر اونکی روح تو اس مواخذہ مین گرفتار ہوگئے مین اونکے مقلدین سے التماس
کرتا ہون کہ ذکر حسین وغیرہ مین آیا حسین وحسن کے ذلت ہے یا تمہارے
کسی پیر و مرشد کے صاف ظاہر ہے کہ خاندان عصمت وطہارت تو ہمیشہ مظلوم رہا
اوس ظلم کا اسلئے بیان کرنا کہ ظالم پر حسب نزول آیہ لعنۃ اللہ علے الظالمین
لعنت کہی جاوی کچھہ قباحت نہین رہتا ہے اسمین اسلام کی ذلت نہ اسمین
رسول اور اونکے خاندان کی رسوائے ہان ظالمون کے البتہ ذلت اور رسوائے
خواری بد مذہبی ہے بلکہ اونکا کفر ثابت ہے شاید ایسی ہے وجوہ سے حضرات
اہلسنت اسکو حرام جانتے ہونگے میان مین تم سے ایک مثال بیان کرتا ہون
ذرا غور کرنا ایک بادشاہ نہایت عادل وحقدار اور غربا پرور متصف
بجمیع صفات حسنہ ہوا اور چند شخص جو اوسیکے احسان سے رتبہ پاوین
بلکہ روٹی تک کہاوین اوسیکے مال سے جنہون نے مدتون پرورش پائے
ہو اوسیکے اسباب سے جنہون نے اپنی زینت بنائی ہو اوسیکے سبب سے دنیا مین
مشہور ہوئی ہون اوسیکے وسیلہ سے جانین بچائی ہون اگر بعد وفات
اس بادشاہ کے اوسکے بادشاہت ناجائز یا جائز طور سے بفرض محال
لیکر اوسیکے مال اسباب کے وارث بنکر اوسکی اولاد سے اس طرح
پیش آوین کہ کسی کو قتل کسی کو اسیر کسی کو اور طرح مصیبت رسیدہ کرین
اور پھر اونہین کے بزرگ کے پیروی کا دعوی کرین تو اس بیان کو

جو شخص بیان کریگا کیا مظلومون کے ذلت ہو گی یا ظالم کے بی ایمانے
ستم رسیدون کی خواری سمجھی جاویگی یا ستمگار کے بیرحمی سے اگر واقعے
صحابہ اسمین کوئی ہو عمر ہو یا بکر ظالم نہ تھے تو کیون خوف ہے کہ ذکر ہی
سے بغض دلو مئین پیدا ہو جاوے گا اور اگر یہ نہین ہے تو پھر کیا ڈر لگا
ہوا ہے کہ صحابہ کے حالات کا بھی ذکر مت کرو اونکی صفات کو مت دیکھو
اونکی خلافت مین سوائے اجماع کے کوئی اسمانی دلیل مت ڈھونڈو اور
اونکی انصاف وظلم کو مت خیال کرو بس خلیفہ مان لو۔ نائب رسولخداؐ کا
جان لو ای حضرات سے این خلافت نشد قیامت شد عجیب خلافت
اور عجیب مذہب ہے ذکر ہو امام حسین علیہ السّلام کا ڈر لگے صحابہ کے بغض کا
ذکر ہو امام حسن علیہ السّلام کا خوف ہو اصحاب کے طعن کا۔ الٰہی پھر کوئی
کہان سے بنا بنا کے فضیلتین لاوے جو شب و روز فضائل ہی صحابہ کے
اور سب کہون ثلاثہ کے بیان کیا کرے اسلام کی الفت اسلام کا اتفاق
اسلام مین مومنین کے اخوت اور قومون کے لئے نمونہ ہے کیونکہ
منشاء اسلام ائتلاف اور رفع فساد و تزاع بھی ہے اور قران مین بھی
ایسا ہی ہے لیکن کیا خوب الفت اور کیا خوب پابندی مذہب
صحابہ مین تھی کہ جھگڑے پر جھگڑا اور اختلاف پر اختلاف اونہین مین ہوا
جنسی وہی قائم شمار ہوتا ہے سے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
علامہ تفتازانی جو اجلہ علماء اہلسنت سے ہین نہایت دور اندیشی سے
شرح مقاصد مین فرماتے ہین ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات
والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنۃ

الثقات یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم

والفسق وکان الباعث علیہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک

والریاسات والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما

ولاکل من لقی النبی بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب رسول

اللہ صلعم ذکروا لہا محامل وتاویلات بہا یلیق وذہبوا الی انہم محفوظون عما یوجب

التضلیل والتفسیق صونا لعقائد المسلمین من الزیغ والضلالۃ فی حق

کبار الصحابۃ سیما المہاجرین منہم والانصار المبشرین بالثواب فی

دار القرار واما ماجری بعدہم من الظلم علی اہلبیت النبی فمن الظہور بحیث

لامجال للاخفاء ومن الشناعۃ بحیث لااشتباہ علی الاراء ویکاد یشہد بہ

الجماد والحیوانات العجماء ویبکی لہ من فی الارض والسماء وتنہدم بہ الجبال

وتنشق منہ الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشہور ومر الدہور فلعنۃ اللہ علی من

باشر اور ضی اوسعی والعذاب الاخرۃ اشد وابقی انتہی حاصل اسعبارت کا

یہہ ہے کہ صحابہ مین جو کچہہ محاربات اور مشاجرات واقع ہوئی جیساکہ کتب

تاریخ مین مذکور ہے اور زبان معتمدین پر مسطور اونسے بظاہر امعلوم ہوتا ہے

کہ بعض صحابہ طریق حق سے پہر گئے اور حد ظلم وفسق کو پہونچ گئے تہے

اور اسکا باعث کینہ وعناد اور حسد اور خصومت اور طلب ملک

وریاست وخواہش لذت وشہوت تہا کیونکہ نہ تو ہر صحابی معصوم ہے

اور نہ ہر شخص جسنے نبی سے ملاقات کے بخیر موسوم ہے مگر علما نے اصحاب

رسول کے حسن ظن کے وجہ سے اسکی تاویلین بیان کے ہین اور

وہ کہتے ہین کہ صحابہ اوس شی سے محفوظ تہے جو موجب تضلیل

وتفسیق ہو ورنہ عقائد مسلمین زیغ وضلالت سے نہ بچینگے اور کبار
صحابہ خصوصاً مہاجرین والانصار اور اون لوگون کے نسبت جنکو
بہشت کی بشارت دی گئی ایسے چیزون کا خیال کیا جاوے گا
لیکن بعد اونکے جو کچھہ اہلبیت نبی صلعم پر واقع ہوا اوسکے اظہار کے غایت
ظہور کے وجہ سے ضرورت بیان نہین اور قریب ہے کہ اوسکی گواہی
جماد وحیوانات غیر ناطق دین اور اوسکے لئے جو زمین وآسمان مین ہین
رووین اور پہاڑ منہدم ہون اور یہ امر تمام جہان مین باقی ہے پس
لعنت خدا ہو اوس پر جسنے یہ فعل کیا یا اسسے راضی ہوا یا اسمین سعی کے
البتہ عذاب آخرت نہایت سخت اور باقی رہنے والا ہے انتہی ملخص ترجمہ
کلامہ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ مین خوب لڑائے اور جھگڑے
واقع ہوئے۔ خوب ائتلاف اسلام ثابت کیا سعدی شیرازی کیا خوب
کہتا ہے۔ دو عاقل را نباشد کین وپیکار ٭ نہ دانائی ستیزد باسبکسار
وگر در ہر دو جانب جاہلانند ٭ اگر زنجیر باشد بگسلانند ٭ الفت اور اتفاق
اسکا نام ہے کہ بہتر نے ایک کے عوض جب تک اپنا سر نثار نہ کر لیا اوسکے
بال تک بیگانہ ہونے دیا پابندی مذہب اسکا نام ہے کہ عیال اطفال
عزت مال برباد ہوا لیکن مخالف مذہب کے کسی نہج سے ذرا سے بھی
اطاعت نہ قبول کے امام حسین علیہ السلام کے مظلومیت سے صبر۔ اطاعت مذہب
شجاعت ظاہر ہوتی ہے یا ہراس۔ مخالفت مذہب بیر دلی مگر ہان
یہ خوف ہے کہ کربلا کا جب ذکر ہوا ہے تو کہین جنگ حنین کا یا معرکہ
احد کا ذکر نہ آجاوے شیعون کو تو کچھہ ڈر ہی نہین مولائی مومنین

جان نثار سید مرسلین علی بن ابیطالب علیہ السلام تنہا کس طرح سے رفیق رسالت
پناہ رہے مگر ہان جسکو کسی اپنے لگتے بھگتے کا خوف ہوگا وہ اول ہی سے
قصۂ کربلا کو کیا ہر قصہ بیان کرنے کو حرام کہدیگا شاباش جزاکم اللہ سے پیرا کار
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ؛ مگر ذرا ایک بھول گئے کہ قرآن مین بھی قصے ہین
نحن نقص علیک احسن القصص وغیرہ ذہن سے نکل گیا مطلقہ کی حالت
بیان کیجئے مین اگر اوسکے ذلت آتی تو تمکو یہ بھی حرام ہے کہ رسالت پناہ کی ہجرت
اونکے وہ غار کے تشریف بری جسمین حضرت ابو بکر کے تمہاری نزدیک
صبر و جرات اور اطمینان یا بے صبری و بزدلی اور اضطراب پر آیت
نازل ہوئی اور لشکر اسلام کی ہزیمت یا خیر کبھی بھولے بسرے حُنین و اُحد کا
فرار بیان کرو کبھی حضرت ابو بکر کی شان مین جو گستاخی ہوئی اوسپر تو نظر
نہ پڑی ہوگے نہ معلوم کیون اوسکو لوگ درج کتب کرتے ہین اور کیون
پڑہتے ہین معارج النبوۃ اور ریاض النضرۃ مین وہ ہی قصہ ہے جسمین
حضرت ابو بکر نے باصرار خطبہ پڑہا اور جسمین عتبہ بن ربیعہ نے اپنی دست
کاری ظاہر کی ۔ خاندان رسالت کی ہرگز ہرگز اس بیان مین تضحیک
اور رسوائی نہین اون حضرات کا کوی ایسا حال نہین جو باعث ذلت ہو
ہان اگر کسی خلیفہ کا کوئی معاملہ ہو تو خیر جیسے علامہ سیوطی حاشیہ قاموس مین
لکھتے ہین اور ہم کو بھی اوسکے بیان سے شرم آتی ہے باوجودیکہ ہم اونکی
دشمن ہین یعنے خلیفہ مین ایک ایسا عارضہ بتایا ہے جو کہ اب بھی بعض
مشایخ کو بچپن مین عارض ہوجاتا ہے اور تحسین دبر کا مقولہ درحالت
بول بصورت قیام مین جسلئے فرمایا ہے آج تک زبان زد خلایق ہے

نعوذ باللہ منہا ہان یہ البتہ چھپانے کی باتین ہین جنھین اسلام کے نزدیک
نہ صبر نہ شجاعت نہ اعجاز نہ اطاعت مذہب ۔ گو کہ اسمین بھی اس فرقہ
والون کے نزدیک کچھہ ہو ۔ بعض حضرات اہلبیت کے ہجو مرثیہ کی وجہ سے
اور بیان حال سے سے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کوئی ہماری مان و
بہن کا یون تذکرہ کرے گو واقعی ہو تو کتنا ہمکو برا معلوم ہو گا مین اونکے
جواب مین التماس کرتا ہون کہ ؏ کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ؏ کہان تم کہان اہلبیتؑ ۔ کہان یزید
کہان تمہارا دشمن ۔ تمہاری اس ذلت مین تمہاری ہی خواری ہے
اوس ظلم مین اسلام کی شوکت اور اسلام کے وقعت ہے اور تم کیونکر
اونکی برابری کر سکوگے تم لڑوگے دنیا کی بات پر وہ لڑی دین پر بتاؤ
دین کے باب مین جو دیندار کو خواری ہو اور دین کے بات رہ جائے تو کیا وہ
دنیا کی عزت کے بھی برابر نہو گی خدا کی راہ مین مال اٹھانا اسباب بنا اولاد کٹانا
اور پھر بھی اپنی بات پر قایم رہنا کیا اسلام کی حقیقت نہین ثابت کرتا کیا
لوگ دسوین محرم سے بلکہ کوچ امام حسینؑ کے دن سے مکہ کیطرف اور
اہلبیتؑ کی آنے تک مدینے مین کچھہ تجربے دیکھہ دیکھہ کر مسلمان نہین ہوے
کیا لوگون نے نہین جانا کہ واہ ری نبوت قدم اور واہ رے اعجاز اسلام
ضرور جانا اور اب تک جانکر جنکو خدا ہدایت دیتا ہے روز بروز شرف
اسلام سے بہرہ اندوز ہوتے ہین مگر کیا کرین وہ لوگ جو نہ سمجھین اور جنکے
مذہب کے موافق اونکے شانو مین ختم اللہ علے قلوبہم وعلے سمعہم وعلے
ابصارہم غشاوہ ہو چند تواور اق اور مضامین کثیر پھر اوسمین سوائے

اقتصار مطالب کیونکر زیادہ تحریر ہوسکتا ہے یہان پر اس بیان کو ختم کرتا ہون
اور ناظرین حق بین سے امید انصاف رکہتا ہون۔ تیسرا اعتراض

اعتراض سوم

اہلسنت کا نسبت گریہ و قایم کرنے اور مرثیہ پڑہنے کے یہ ہے کہ یہ سب
چیزین خلاف صبر ہین اور خدا ے تعالے فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا استعینوا
بالصبر والصلواۃ ان اللہ مع الصابرین یعنے ای مومنو قوت پکڑو صبر کرنے سے
اور نماز سے بیشک اللہ ساتہہ ہے صبر کرنیوالون کے اور رونا پیٹنا ماتم کرنا صبر سے
بہت دور ہے۔ سنو اسکا جواب معترض بیان نہین کر سکتا فی الحقیقت صبر
ایک عمدہ خصلت صلی اور بہترین عادات اتقیا ہے لیکن یہ خیال کرنا
چاہیے کہ صبر آیا ہاتہہ کے متعلق ہے یا سر کے۔ پیر کے متعلق ہے یا مونہہ کے
لسانی شے ہے یا جنانی۔ قلبی ہے یا زبانی۔ جب غور کامل کیا جاوے
گا تو معلوم ہوگا کہ صبر ایک ایسی شے ہے جو دل سے متعلق ہے اگر دل
صابر ہے اور جادہ صبر و رضا مین قضاء الٰہی پر ثابت قدم ہے جو امر
مشیت ایزدی سے اوسپر واقع ہوتا ہے اوسکو بسر و چشم رکہتا ہے تو اگر
عمدًا ابنا بر اظہار او استعظام بعض مصائب کے اور لوگون کے آگاہی
کے لئے وہ امور جو بسبب ظاہر بے صبری پر دلالت کرین بجا لاوے تو کچہہ
خرابی نہین اور ہرگز ہرگز خلاف صبر نہ ہوگا اگر صبر دل سے متعلق نہ ہو تو بہت
بڑی خرابی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر حال سے تو خاموش معلوم ہوتا ہے
اور تمہاری تعریف کے موافق صبر ظاہر ہوتا ہے اور دل شکایت سے بہرا ہوا ہے
کیا یہ شخص صابر ہو جاوے گا ہرگز نہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر مین تو
اپنے رنج اور بلا کو کسی نہ کسی وجہ سے بیان کرتا ہے اور باطن مین

اوسکے واقع ہونے سے بوجہ قضاء الہی راضی اور خوش ہے آپ یہ شخص و
کیا بے صبروں مین داخل ہو جاویگا۔ مخفی نہین ہے کہ اعتماد ان امور مین
دل پر ہے نہ کہ زبان پر۔ اور قلوب کے کیفیت عالم الغیبات ہی خوب
جانتا ہے اور جب کہ صبر فعل قلبی ہے تو ماتم داری اور گریہ وزاری منافی
صبر نہین ہو سکتے علاوہ برآن خدمت معترضین مین عرض کیا جاتا ہے کہ آپکے
نزدیک اگر گریہ وزاری و اضطراب و بیقراری خلاف صبر ہے تو اسکے
جواب مین ہم یون تحریر کرتے ہین کہ آپ ذرا مدارج النبوۃ کو ہاتھہ مین
لیکر دیکھیں کہ اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ وچون دید آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم حمزہ را کشتہ شد و مثلہ کردہ شد صیحہ زد و گفت مصیبت زدہ نمی شوم
من ہرگز مثل تو و نہ ایستادہ ام من ہیچ جائے ایستادے غضبناک ساز ندہ
ترمرا ازینجا و منقول است از ابن مسعود کہ گفت ندیدیم ما آنحضرت را صلعم
گریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریہ وی بر حمزۃ بن عبد المطلب ایستاد
بر جنازہ وی گریہ کرد و برداشت آواز تا بیہوش شد و فرمود یا حمزہ
یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ یا اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا
کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ صلعم و اینجا معلوم
میشود کہ در ندبہ و بیطاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجوہ آمدہ است واللہ اعلم
انتہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالتمآب صلعم نے حمزہ کے
کشتہ پر نہایت گریہ وزاری کے اور صیحہ مارا یعنے چیخین مارین اور
با واز روے آب حضرات اہلسنت فرماوین کہ یہ امور جناب رسول
مقبول کے موافق صبر تھے یا خلاف صبر اگر موافق تھی تو مطلب ہمارا حاصل اور اگر مخالف تھے تو معترض

صاحب اپنے مذہب کا ماتم کرین اور دینداری کو رو وین قسطلانی نے

مواہب مین یہ لکھا ہے عن سالم بن عبد الاشجعی قال لما مات رسول اللہ
کان اجزع الناس کلہم عمر بن الخطاب یعنے جب رسول خدا کا انتقال ہوا تو
سب سے زیادہ جزع کرنیوالے عمر بن خطاب تھے - اور بھی شیخ مدارج النبوۃ کے
دوسری جلد مین صفحہ ۴۹۵ - پر درج ہی پس بسیار سخت شد مرض وے
صلعم چنانکہ آوردہ اند کہ اضطراب مے نمود و بر فرش خود از پہلو بپہلو
مے گشت عائشہ میگوید پس گفتم یا رسول اللہ اگر مثل این حالت از یکے
از ما بوجود آید عیب میکنے و در غضب می آئی فرمود ای عائشہ مرض بنہایت
سختی دارد بعد اسکے اسی کتاب مین ہے اما جزع و فزع در بلایا و آہ و نالہ
در امراض چہ حکم دارد اینجا سخن جزع و فزع کہ بمعنے بیصبری و بیطاقتی
است و مکروہ داشتن بلا و گریختن ازان حرام است بے خلاف و آہ و نالہ
بقصد اظہار غربت و شکستگی و بیچارگی کہ لازم حال بندگی است و اضطراب
و بیقرارے ہرکہ از شدت مرض و صعوبت ان عارض گردد دیگر است و داخل
جزع و فزع و مکروہ داشتن و گریختن و شکایت از بلیہ نیست و حدیث عائشہ
رضی اللہ عنہا کہ در بیان حال شریف مذکور شد در اثبات آن کافی است
آری بیقرارے و نالہ و زاری اگر بعدم رضا و تسلیم باشد مکروہ است
و داخل شکایت است و از علماء مشایخ و انہا کہ اطلاق کراہیت و شکایت
بران کردہ اند مطلق نیست بلکہ مقید است بہ بے صبری و بیقراری اما بجوادث
بدرد والم بجبلت و طبیعت بشری بالاتفاق مضائقہ ندارد و پس ذکر ورود
شکایت محذوری ندارد بسا کس کہ بظاہر خاموش باشد و در باطن شاکی بود

وبسا کہ در ظاہر سخن مرض و بلا گوید و در باطن راضی بود پس تکیہ و اعتماد
درین امور بر عمل دل است نہ بر فعل زبان انتہی نہایت تعجب کے
بات ہے کہ جب عبد الحق دہلوی سا شخص صبر کو فعل قلبی بتاوی اور
اوسکے اثبات مین گریہ و زاری رسالت پناہ کے موجود ہو تو پہر حضرات
معترضین کو کیا مجال اعتراض باقی ہے۔ کیا رسالت پناہ ص واستعینوا
بالصبر والصلوۃ پر عامل نہ تہے کیا معاذ اللہ صابرین مین معدود نہین
بیشک ہین شواہد گریہ و زاری کے فصل اول مین بیان ہو چکے ہین وہ
سب اسکے مثبت ہین اگر گریہ و زاری خلاف صبر اور منافی اطاعت
ایزدی ہے تو وہ سب رونے والے یعنی رسالت پناہ ص اور انبیا اور
ائمہ ع اور اجلہ داخل ہین غیر صابرین ہین ۔ علاوہ اسکے جناب ابوبکر
و عمر بہی بے صبر ٹہر گئے ۔ نازم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
کو مشت خاک ما ہمہ بر باد رفتہ شد ۔ اور خیر اگر رونا خلاف صبر نہین
اور ماتم یعنے سر پر ہاتہ مارنا اثنائے گریہ مین یا چہاتی پر مارنا خلاف
صبر ہے تو اسکے جواز کے شواہد اہلسنت کے ہانسی ہم پورے پورے تو
بوجہ طوالت رسالہ نہین دی سکتے ہان دو ایک روایتون پر اقتصار
کرتے ہین مدارج النبوۃ مین صفحہ ۱۰۵ پر مرقوم ہے پس فرمود آنحضرت
علیہ السلام بفرما ابابکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست
بر سر زنان و فریاد کنان وا فریاداہ بریدہ شدن امید وشکستن پشت
کاشکے نزائید مرا مادر من و چون زائید کاش سے مردم پس ازین روز
ونمیدیدم از پیغمبر خدا این حال را پس در آمد بلال رض در مسجد و گفت

ثبوت جواز ماتم از اہلسنت

یا ابا بکر رسول خدا امر سے فرماید کہ پیش رو سے و نماز بگذاری با مردم پس چون دید ابو بکر خالی بودن مسجد را از رسول خدا و بود ابو بکر رضی اللہ عنہ مردی نرم دل سخت اندوہگین شد کہ نتوانست نگاہداشت خود را پس بر و سے افتاد بیہوش و بگریہ در آمدند صحابہ و فریاد کردند انتہے بلال کے سر کوبی اور صحابہ کا فریاد کرنا خدا جانے خلاف صبر ہے یا نہین اور بیشک نہوگا پس پھر شیعون پر یا ماتم کنندہ ماتم امام حسین علیہ السلام پر اعتراض کرنا محض فضول و لغو ہے اور بھی معارج النبوۃ مین ہے کہ آواز شیطان کہ لقتل محمد صلعم ندا میکرد بمدینہ رسید تا در خانہاے مدینہ نیز شنیدند و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چون این آواز شنید دست بر سر زنان از خانہ بیرون دوید و میگریست و ہم زنان ہاشمیہ سے نالیدند انتہے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا نے جب ماتم کیا تو پھر کیا خرابی ہے اور علاوہ اسکے علماء اہلسنت بھی ماتم کو حرام نہین بتاتے بلکہ مکروہ کہتے ہین اور فعل مکروہ پر عقوبت اور عذاب نہین ہے

چنانچہ صاحب جامع الاصول نے شرح مسند شافعی مین لکھا ہے والذی ذہب

الیہ الشافعی ان النیاحۃ وشق الجیوب وضرب الخدود وخمشہا والصیاح مکروہ خلاصہ یہ کہ شافعی کے نزدیک نوحہ کرنا اور گریبان چاک کرنا رخساروں پر ضرب مارنا اور اونکا چھیلنا اور چلانا مکروہ ہے انتہے پھر کس صورت سے ماتم حرام ہے ہان اگر یون کہین کہ یہ شعار شیعون کا ہے اور طریقہ اونھون نے موافق قرآن ہو یا حدیث اختیار کرلیا ہے اسوجہ سے اہلسنت کو حرام ہے جیساکہ بعض معاصرین فضلاء اہلسنت نے لکھا ہے سو اسکا جواب نہین مگر نہین جو علوم کہ شیعون کے عبادت طریقے ہونے سے کس کس امر کو ترک

کرینگے۔ اگر کوئی دلیل قطعی اور برہان یقینی ہے تو پیش کرین ورنہ خلاف
طریقہ اہل اسلام اختیار ہے جیسا چاہین اختیار کرلین **ما علینا الا البلاغ**
انہین روایات مذکورہ سے یہ بھی ظاہر و باہر ہے کہ باآواز رونے اور آہستہ
رونے مین کسیطرحکا فرق نہین کیونکہ لفظ ندبہ اور فریاد اس مدعا پر دلالت
کرتے ہین پس کسیطرح یہ اعتراض فرقہ حقہ پر واقع نہین ہوسکتا بیتحقیق
کہنا اور اپنی علما معتمدین کے روایات کو غیر معتمد جاننا دائرہ اہلسنت سے
خارج ہونا ہے اور اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض اپنے مذہب کا بھی پابند
نہین سے درکفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن **باب دوم** تعزیہ کے
بیان مین اور اسمین دو فصلین ہین **فصل اول** مین تعزیہ کی اباحت
اور جواز کا ثبوت ہے مخفی نرہے کہ جب ثابت ہوگیا کہ گریہ کرنا امام حسین
علیہ السلام پر باعث ثواب وحسنات بیحساب ہے تو ظاہر ہے کہ جو چیزین
گریہ کرانے والی اور باعث شدت حزن ہونگے وہ بھی جائز و روا ہونگے
مادامیکہ شریعت سے حرمت اونکی پیدا ہوجاوے بلکہ باعث مزید حسنات
ووفور ثواب ہونا چاہیے جیسے شہادت کا ذکر کرنا اور مرثیہ پڑہنا اور ازانجملہ
نقل روضہ مبارکہ ہے جسکو آجکل اصطلاح مین تعزیہ کہتے ہین ہم بھی اسکے
بعد جہان کہین بنا بر اصطلاح تعزیہ لکھینگے اوس سے نقل روضہ مبارکہ
امام حسین ع ہی مراد ہوگے پس واضح ہو کہ یہ تعزیہ بنانا اہل اسلام مین
جائز ہے اور اگر بامعان نظر و غور دیکھا جاوے تو اہلسنت پر علاوہ جائز و
مباح ہونیکے واجب اور فرض ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ اسکے جواز و اباحت کے
اثبات مین بہت سے دلائل علماء شیعہ کثرہم اللہ رب البریہ نے بیان کیے ہین

باب دوم

فصل اول

از انجملہ ایک وہ نہایت عمدہ دلیل ہے جو علم منطق کے شکل اول بدیہی الانتاج کے طریقہ سے ثابت ہوئی ہے فی الحقیقتہ اسمین کسیکو انکار نہین رہتا ہم بھی اوسکو ہدیہ ناظرین کرتے ہین معلوم کرنا چاہیے کہ ہم دعوی اور دلیل اس طرح بیان کرتے ہین بعدہ ہر ایک جزو کو اسکے یعنے صغرے وکبری کو علیحدہ علیحدہ ثابت کرینگے شکل یہ ہے تعزیہ کا بنانا امر مباح ہے جسے عبادت تک پہنچ سکتے ہین اور ہر امر مباح جسے عبادت تک پہنچ سکین عبادت ہے تو اسسے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعزیہ کا بنانا عبادت ہے ایکن اثبات صغری یعنے اس پہلے جز کا کہ تعزیہ بنانا امر مباح ہے جسے عبادت تک پہنچ سکتے ہین پس اسوجہ سے کہ جس امر کے لئے شریعت غرا وملت بیضا مین نہی واقع نہین ہوئے وہ مباح ہے جیساکہ علم اصول فقہ مین ثابت ہوا ہے کیونکہ ہر شے کی اصل اباحت اور عدم تحریم ہے جبتک کہ شارع علیہ السلام سے کسی قسم کے ممانعت وارد نہووے جیساکہ بحر رائق اور ہدایہ مین ہے اور اصل مین برائت مشغول الذمہ ہے کیونکہ از روے عقل ظاہر ہے اگر ایسا نہووے اور ہر شے اصل مین بغیر نہی وارد ہونیکے حرام ہووے تو حرج منفی کا لازم آوے یعنے جسکی نفی ہے اوسکے نکرنے مین حرج واقع ہو یا تکلیف محال کے یعنے جسکی عمل کا حکم ہو وہ محال ہو اور پھر اوسپر عمل بھی کرنا محال ہے اور یہ دونو باطل ہین پس حرج منفی اور تکلیف مالایطاق بھی لازم نہ آویگی خدا توخود فرماتا ہے

ماجعل اللہ علیکم فی الدین من حرج یعنے خداے تعالی نے دین مین تم پر کوئی تنگی اور حرج نہین کیا ہے اور فرماتا ہے لایکلف اللہ نفسا

الا وسعہا خدا ای تعالے کسیکو اتنی تکلیف نہین دیتا جو اوٹہا ئی نجا وے
اور بہت سے عقلے اور نقلے ایسی ہی دلیلین ہین علما اصولین فریقین نے
بہت مقامون پر اس قاعدہ کو استعمال کیا ہے اور کوئی اسکا انکار
نہین کرسکتا کیونکہ ظاہر ہے اسکے نہ ماننے مین بڑی بڑی خرابیان اور
محالات لازم آوینگی جو لوگ کتب اصول فقہ پر عبور رکہتے ہین اونپر
یہ قاعدہ خوب واضح و لائح ہوجاویگا پس جبکہ مباح اوسکو کہتے ہین
جسکے لئے شریعت مین نہی نہ واقع ہوئی ہو تو تعزیہ کے لئے بہی قرآن
وحدیث مین کہین ممانعت نہین آئی اگر کچہہ ہوتا تو کتب مین ماثور و مسطور
ہوتا اور اسکا کچہہ اثر نہین اور جب نہین سنتے تو ممانعت بہی نہین ہے
اور بہی حدیثین مثل اسکے کتب امامیہ مین ہین کل شئی مطلق حتی یرد النہی فیہ
یعنے ہر شئے مطلق ہے جبتک کہ اوسمین نہی وارد ہووے اور اسکے ہی
موافق اہلسنت مین بہی ہین پس ضرور ہوا کہ تعزیہ بنانا اور کچہہ ایسا ہے
ہو فی نفسہ مباح ہے مثل اور افعال و اعمال کے جنکے لئے شریعت
مقدسہ مین کوئی حکم وارد نہین ہوا جیسے مدرسون پلون سرا ؤن کا بنانا
ایام متبرکہ مین کہانا کہلانا وغیرہ اور یہ بہی بیشک ہے کہ تعزیہ رکہا اور حزن
کا معین ہے غم والم بڑہاتا ہے رنج وحسرت زیادہ کرتا ہے دیکہو جب
تصور کرتے ہین کہ یہ نقل اوسی روضہ مبارکہ کی ہے جسمین امام علیہ السلام
مدفون ہین تو خیال آتا ہے کہ معرکہ کربلا اوسکے قریب یون ہوا —
حضرت علیہ السلام کی حالت اوس مقام پر یہ تہے۔ اعدا دین نے روضہ مقدسہ
کے ساتہہ یہ یہ گستاخیان کرین او علی ہذا اسیکڑون طرح کے

روٗنے مین زیادتے کرتا ہے اور روتا تو ظاہر ہے ہی کہ نہایت عمدہ طاعتون
اور افضل قربتون سے ہے چنانچہ کچھ تھوڑے سے دلائل سابق مین بیان
ہوئے جنسے بخوبی ظاہر ہے کہ حزن و بکا جناب سید الشہدا علیہ السلام پر ثواب
جمیل اور اجر جزیل عطا کرتا ہے پس صغری تو ثابت ہوگئی اب یہی کبری
یعنے ہر امر مباح جسّے عبادت تک پہونچ سکین عبادت ہے سو اسمین تو
کسیکو خلاف ہے نہین باجماع اہل اسلام ثابت ہے چنانچہ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین فرمایا ہے کہ جو امر مباح متوقف
عبادت کا ہو عبادت ہے اور ان دونون صغری و کبری کا نتیجہ بیان
ہو ہی چکا ہے یعنے بعد گرانی حد اوسط کے یہ حاصل ہوا کہ تعزیہ کا بنانا
عبادت ہے بیشک یہ ایسے عمدہ دلیل ہے کہ جسکے ماننے مین کسیکو شک
نہین رہتا اور بدیہی طور پہ نتیجہ نکل آتا ہے من استخرج ذلک الدلیل
فجزاہ اللہ الجلیل بالاجر الجزیل والثواب الجمیل دوسری
دلیل بھی جواز تعزیہ پر نہایت قوی اور عمدہ ہے اہلسنت کی بہت
کتابونمین وارد ہوا ہے کہ ان النبی صلعم قال ماراہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن یعنے جسکو مسلمان اچھا جانین وہ اللہ کے نزدیک
بھی اچھا ہے چنانچہ صواعق محرقہ مین بھی ذکر خلافت ابی بکر کے
فصل ثانی مین یہ حدیث موجود ہے اس دلیل سے ابوبکر کے خلافت
کو ثابت کیا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسلمان سے مراد سب مسلمان
نہین اس طرح سے کہ ایک بھی باقی نہ رہے اور اگر یہ ہووے تو بہت سے
مسئلے کہ جنپر اہلسنت نے بھی عمل کیا ہے اور اکثر اہل اسلام انکی مخالف ہین

باطل ہوجاوینگے چنانچہ انہین مین سے ایک خلافت خلیفہ اول وثانی
پر اجماع ہے سب مسلمان تھوڑا ہی سے تھے اور یہ حدیث اثبات خلافت
ابوبکر مین ہے اہلسنت پیش کرتے ہین پس مراد اس سے سارے
مسلمان تو لینے ہی پڑا ہین — اب شیعہ بھی اہل اسلام اور اہل قبلہ مین
یہ تعزیہ کو بنانا اچھا جانتے ہین موافق حدیث مرویہ اہلسنت اللہ بھی
اوسکو اچھا جانیگا لیکن یہ امر کہ شیعہ اہل اسلام اور اہل قبلہ سے ہین
سواسکے تصریح امام فخر الدین رازی نے نہایۃ العقول مین اور علامہ
جرجانی نے شرح مواقف مین اور علامہ دوانی نے شرح عقائد عضدیہ مین
اور اور لوگون نے کی ہے اور کیونکر تصریح نکرتے اور شیعون کو اسلام سے
نکال دیتے بیچارے شیعون کا قصور کیا ہے جس سے اسلام سے خارج
کردئے جاوین ہان سوائے اسکے کہ کچھ گستاخی اور بے ادبی بعض صحابہ کے
شان مین کرتے ہین اور اس سے کافر نہین ہوجاتا کیونکہ سب و لعن کے
سنت تو برابر اصحاب مین قدیم سے تھی حضرت عائشہ صدیقہ کا قول عثمان کی
شان مین موجود ہی ہے لعن کرنا جناب امیر علیہ السلام کا امیر معاویہ
اور عمرو عاص وغیرہ کو قنوت مین معلوم ہی ہے امیر معاویہ کا منابر پر جناب
امیر علیہ السلام کو سب و لعن کرنا صحیح مسلم وغیرہ مین مسطور ہی ہے
پس اگر یہ امر کفر کا سبب ہووے تو لازم آویگا کہ ام المومنین و خال المومنین
وغیرہ اس قانون مین پھنس جاوین اور بھلا اسکو اہلسنت کاہیکو مانینگے
حضرت عائشہ اور امیر معاویہ کو رفیع الدرجہ ہی جانینگے اور اس لئے
شیعون کو مسلمان ہی ماننا پڑیگا ورنہ حضرت ام المومنین اور امیر معاویہ

وغیرہما کے سانے بڑی خرابی ہے اور جب شیعون کو مسلمان مان لیا تو اسکے
ساتھہ ہی یا تو بناء تعزیہ کو فعل حسن اور عبادت سمجھین اور خلافت خلیفہ
اول اپنے نزدیک درست جانین اور یا بناء تعزیہ کو ناجائز اور حرام سمجھین
اور خلافت ابوبکر کی باطل ہونیکا عقیدہ کرین ولنعم ما قیل ع بس تجربہ کردیم
درین دیر مکافات ❊ با دردکشان ہرکہ درافتاد برافتاد ❊ تیسری
دلیل جواز بناء تعزیہ پر یہہ ہے کہ علم اصول فقہ مین فریقین سے یہ مسئلہ
ثابت ہوا ہے ما لا یتم الواجب الا بہ فہو واجب یعنے جس چیز کے ساتھہ
واجب تمام ہوتا ہے وہ بھی واجب ہے یہی مسئلہ نور الانوار مین سب ہے
جو کتب اہلسنت سے ہی لکھا ہے پس ایسی ہے ما لا یتم المندوب الا بہ فہو
مندوب یعنے جس چیز کے ساتھہ مندوب تمام ہوتا ہے وہ چیز بھی سنت ہوگی
کیونکہ دونون مین ایک سبب علت مشترک ہے اور جب علت مشترک ہے
تو معلول کا بھی ایسا ہی ہونا واجب ہے اب جیسا کہ رونا ویسا ہے تعزیہ بنا
فثبت المقصود بعون المعبود چوتھی دلیل یہ ہے کہ اہل تسنن کے کتابون مین
یہ حدیث موجود ہے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ یعنے میری امت ضلالت اور
گمراہی پہ جمع نہین ہوسکتے پس اب خیال کرنا چاہئے کہ بناء تعزیہ پر امت کا
اجماع ہے کیونکہ شیعہ اثنا عشریہ اور اکثر اہلسنت بھی اسکو بناتی ہین بلکہ
بہت سے علماء نے اسکو بنایا اور بنانیکا حکم دیا جیسا کہ تفحص سے ظاہر ہے
اور امت سے ساری امت مراد نہین کما مر آنفا پس بناء تعزیہ ہرگز
ضلالت نہوگے بلکہ ایک فعل حسن اور نیک ہے پانچوین دلیل نہایت
قوی دلیل اور عمدہ برہان ہے اہلسنت کے نزدیک تیمور بادشاہ

واجب الاطاعت تہا اور اوسنے تعزیہ بنایا اسوجہہ سے تعزیہ بنانا اہلسنت
پر واجب اور لازم ٹہرا پس اگر ترک کرینگے بیشک ترک واجب سے
عقوبت کے مستحق اور عذاب وعید کے سزاوار ہونگے لیکن بیان اس امر کا
کہ تیمور بادشاہ اولوالعزم اور صاحب غلبہ کے اطاعت حسب اصول
مسلمہ اہلسنت واجب ہے علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین
لکہا ہے کہ امامت کئی طرح سے منعقد ہوتے ہے ایک تو بیعت
اہل حل وعقد کے ہو علما اور رؤسا اور وجوہ ناس سے جنکا حاضر ہونا
میسر ہووے اور کچہہ شرط تعداد کے نہین ہے اور نہ سارے شہرونکے
جمع ہونیکے بلکہ اگر ایک ہی مطاع سے حل وعقد متعلق ہووے تو بیعت اوسکی
کافی ہو جاویگے اور دوسرے استخلاف امام کا یعنے امام کسیکو اپنی جگہہ
بٹہاوے یا مشورہ مین خلافت چہوڑ جاوے تیسرے قہر اور غلبہ سے
پس جب امام مرجاوے اور وہ شخص جسمین شرائط امامت پائے جاتے
ہون بغیر بیعت واستخلاف کے امامت کا متعرض ہوا اور لوگون کو اپنی
شوکت سے مقہور کری تو خلافت منعقد ہو جاوے گی اور ایسا ہے حکم
اوسکا ہے جو کہ جاہل یا فاسق ہو علے الاظہر انتہے ملخصا ان تینون شرطون
مین اگر ایک ہی کسیکے واسطے پائی جاوے گی تو وہ بیشک امام واجب
الاطاعت اہلسنت کا ہے اور تیمور مین قریبا قریبا دو شرطین پائی گئین
جسکے وجہہ سے اوسکی تابعداری واجب بلکہ نہایت ضروری ٹہری اول جو
بیان ہوئی ہے کہ بیعت اہل حل وعقد کی علما اور رؤسا اور وجوہ
ناس سے ہو جنکا کہ حاضر ہونا میسر ہووے پس یہہ شرط بے کچہہ

تیمور مین پائی جاتی ہے اور بالفرض یہ نپائی جاوے لیکن شرط دوم
قہر و استیلا تو تیمور کا کہین نہین گیا ارباب تاریخ پر نہایت روشن ہے
کہ بادشاہ صاحب قران امیر تیمور گورکان کا سا غلبہ ہر بادشاہ کو کم میسر ہوا
بلکہ نہ ملا چنانچہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عبد اللہ دمشقی تاریخ تیمورے
مین باوجود نہایت عداوت رکہنے کے امیر تیمور سے اور ہر جا مذمت کرنے
کے آخر مین تاریخ کے ایک فصل علحدہ کر کے لکہتا ہے جسکے ملاحظہ سے
اوسکی صولت و شوکت بخوبی روشن ہوتی ہے اس صورت مین اگر
تیمور جاہل و فاسق بہی ہو لیکن پہر بہی واجب الاطاعت ہے کیونکہ
فسق کچہہ امام کے ہونے مین خلل انداز نہین ہوتا جیسا کہ شرح مقاصد
سے ابہی بیان ہوا اور بہی ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین شرح حدیث
ابن عمر لکہا ہے وفی ہذا الحدیث وجوب طاعۃ الامام الذی انعقدت لہ
البیعۃ والمنع من الخروج ولو جار فی حکمہ ولا ینخلع بالفسق محصل
اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے اطاعت اوس امام کی جسپر بیعت منعقد
ہوگئی ہے واجب ہے اور اس سے خروج اوسکا منع ہے اگرچہ
اسکے حکم مین مائل ہو اور فسق کے سبب سے علحدہ نہین ہوتا اور
انصاف و محامد عسقلانی کے کتب اہلسنت مین زیادہ اس سے ہین
کہ نقل کئے جاوین چنانچہ شاہ ولی اللہ قرۃ العینین مین اونکو علامہ
سیوطی سے بزرگ جانتے ہین اور حسن المحاضرہ مین سیوطی نے
مدح کثیر لکہی ہے اور کہتا ہے کہ ابن حجر اپنے زمانہ مین امام الحفاظ
تہے مولفات اونکی کثیرہ ہین مثل شرح بخاری اور تعلیق التعلیق

وتہذیب التہذیب وتقریب التہذیب ولسان المیزان واصابہ سنے
صحابہ ونکت ابن صلاح ورجال الاربعہ ونخبتہ اورشرح اوسکے وغیرہ
اورشہاب منصوری شاعر بیان کرتا ہے کہ اوسکے جنازہ پر مینہ برسا
باوجودیکہ موسم باران نہ تہا پس اُس شاعر نے یہ شعر کہے سه قد بکت
السحب علی قاضی القضاۃ بالمطر وانہدم الرکن الذی کان شیدا
من الحجر یعنے بتحقیقکہ ابر قاضی القضاۃ پر مینہ کے ساتہہ رویا اور وہ
رکن جو کہ پتہر سے زیادہ محکم تہا منہدم ہوا انتہے ملخصا اور کتاب مفتاح
کنز الدرایہ اور مدینۃ العلوم مین بہی اور کتابون مین بہی اس سے زیادہ مدح
لکہی ہے پس جبکہ علماء مقبولین وکبراء ممدوحین نے فسق کو موجب عزل
نہین شمار کیا اور کہا ہے کہ فاسق ہونے سے امام امامت سے علیحدہ
نہین ہوسکتا تو بفرض فسق تیمور پہر بہی اوسکے امامت مین قہر وغلبہ سے
کسیطرح شک نہین اس سے زیادہ عجیب اور بسا غریب یہ سنئے اور فرض
کیجے کہ تیمور فاسق کجا کافر تہا پہر بہی کچہہ حرج اوسکے امام ہونے مین
نزدیک اہلسنت کے نہ ہوگا اور خوب واضح ہوجاویگا کہ اطاعت کافر کے
بہی جو حاکم وقت ہو واجب ہے اب بگوش جان سنئے اور انصاف کو
ہاتہہ سے نہ دیجئے اور راویون کے اقوال کو ملاحظہ کیجئے شمس الدین قہستانی
جامع الرموز مین جو ایک معتمد کتاب ہے فرماتے ہین السلطان ای
الخلیفۃ الوالی الذی لیس فوقہ وال عادلا کان اوجائرا وقیل بشرط
العدالۃ والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط یعنے سلطان
ای خلیفہ اور والی جسکے اوپر کوئی والی نہین عادل ہو یا جائر

اول جامع الرموز کا یہ ہے
الحمد للہ الذی فضلنا بعلمہ
اصول مبسوط الجامع الکبیر
من الاحکام من کل سنا تنظیم
فروعہ الی ان تقدر علے
ایضاح زیادات الجامع
الصغیر من الاعلام الخ

اور کہا گیا بشرط عدالت اور اطلاق اس امر کا مشعر ہے کہ اسلام شرط
نہین ہے انتہےٰ صاحبان انصاف آوین اور ملاحظہ فرماوین کہ اہلسنت
کے ہان خلیفہ اور والی وہ شخص ہے جسمین نہ فاسق کی تمیز نہ کافر کے
شناخت خیر مارا چہ ازین قصہ۔ امیر تیمور صاحبقران گو فاسق بلکہ کافر ہے
لیکن اہلسنت کے نزدیک ہر حال مین امام اور قابل اطاعت اور
تابعداری کے ہے اوسکی اطاعت مین اگر فرق کرینگے تو ترک واجب
ہوگا اور واجب کا ترک کرنا اور فرض کو چھوڑ دینا معلوم ہے کہ کیسا ہے
علاوہ براین ان سب امور سے درگذر کرکے خود اعتراف علماء اہلسنت کا
اگر امیر تیمور پر ہو جاوے کہ وہ رسولخدا کے دین کا زندہ کرنیوالا اور از سر نو
بنانیوالا ہے تو پھر مجال دم زدن نرہیگی اور اوسکے کفر اور کہنے پر
حرف لانا خطائے عظیم اور اثم جسیم ہوگا برائے خدا ذرا چشم انصاف کھولو اور
کلام کو دیکھو اور مین تو اپنا کلام نہین لکھتا کیا مجال ہے جو اپنا دخل دے
سکون ان ہی کی روایات نقل کرتا ہون اگر کتابونمین جیسے لکھا ہو ویسا ہی نہ نکلے ورنہ دروغ
سمجھو اور اگر درست پاؤ تو پھر اسپر یقین لاؤ اور سچ جانکر دم نہ مارو
دیکھو ابو السعادات ابن اثیر جزری کیسا عالم کامل اور فرد اماثل ہے
جسکی تعریفین اور توصیفین بزاہا طبقات فقہائے شافعیہ ابن جماعہ
اور وفیات الاعیان و مرآۃ الجنان و مدینۃ العلوم وغیرہ وغیرہ مین بھری
پڑی ہین چنانچہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین جو کچھ لکھا ہے
اوسکو مختصراً و ملخصاً و مترجماً ہم بھی لکھتے ہین ابو سعادات مبارک
بن ابی کرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی معروف

باین اثیر جزری ملقب بمجد الدین ہے ابو البرکات بن مستوفی تاریخ
اربل مین اوسکے حق مین کہتا ہے کہ وہ اشہر علماء اور اکابر نبلاء و احد
فضلاء و فرد اماثل ہے اور بعد اسکے کہا ہے کہ اوسکے مصنفات بدیعہ
اور رسائل وسیعہ ہین از انجملہ جامع الاصول فی احادیث الرسول ہے
اوسمین اوسنے صحاح ستہ کو جمع کیا ہے یہ وضع پر کتاب رزین کی ہے
مگر اسمین اوسپر بہت زیادتی ہے انتہے ملخصاً اور مدینۃ العلوم مین لکہا ہے
کہ ابن اثیر مشاہیر علماء و اکابر نبلاء و اوحد فضلا سے ہے اسکے تصنیف سے
نہایہ در غریب حدیث و جامع الاصول در احادیث رسول وغیرہ ہین
پس یہی ابن اثیر جزری اپنی کتاب جامع الاصول مین مجددین مذاہب
بیان مین لکہتے ہین جسکو ہم بہی اردو مین ملخصاً بیان کرتے ہین اور
اسے جگہہ سے ہے کہ جب علامہ سید شریف نے امیر تیمور گورکانی کو
اس امر کے نامہ لکہا کہ جب ہر صدی مین چاہئے کہ مجدد دین نبوی کا
پادشاہ خدا کی طرف سے روئے زمین پر ایسا ہو جو آنحضرت کے دین کا
زندہ کرے پس اس آٹہوین صدی مین آنحضرت کے دین کا مجدد
اور درست کرنیوالا امیر تیمور صاحب قران ہے امیر تیمور نے اسکے نامہ کو
اپنے پیر کے آگے پیش کیا پیر نے اوسکے یہ جواب لکہا مروج الدین
والشریعۃ امیر تیمور زاد اللہ عزہ جانین کہ ہر ناحیہ مین ایک شخص صاحب
شوکت کو خدا تعالی سے ہر صدی مین پیدا کرتا ہے جو کہ دین اور شریعت
نبی کو رواج دی اوسکی مجلس مین اوسکو حاضر کرتا ہے جو کہ عالم کتاب
خدا اور حدود اللہ کا ہو چنانچہ پہلی صدی مین مجدد دین عمر بن عبد العزیز ہے

۱۲ اول جامع الاصول فی احادیث الرسول کا یہ ہے الحمد للہ الذی اوضح لمعالم الاسلام سبیلا وجعل السنۃ علی الاحکام دلیلا وبعث لمناہج الہدایۃ رسولا و[illegible] ع الی شرائع وصولا الخ

اوس صدیمین احکام الٰہی اور شریعت حضرت رسالت پناہی صلعم کے
عالم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام عارف بکتاب اللہ و مروج احکام
دین تھے اور دوسری صدیمین مجدد دین کا ماموں ہے اور علماء سے
مروج احکام شریعت حضرت امام علے بن موسی جعفر بن جو عارف
بکتاب اللہ وحدہ و اللہ تھے اور تیسری صدیمین مقتدر باللہ عباسے
مروج شریعت ہے اور علماء دین مبین سے ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی ہے
اور ابو العباس علمائے شافعی سے اور ابو جعفر علمائے حنفی سے اور ابو بکر
احمد بن ہارون علماے مالکی سے تھے اور چوتھے صدی مین مروج دین
شریعت معز الدولہ دیلمی ہے اور علماسے سید مرتضی علم الہدی ہے
اور پانچوین صدی مین مروج دین سلطان سنجر بن ملک شاہ ہے
اور عرفاسے حکیم سنائی ہے اور چھٹی صدیمین مروج دین ملت غازا
خان ہے اور موحدین سے شیخ ابراہیم جموردی ہے ساتوین صدیمین
مجدد دین الجائتو سلطان محمد خدابندہ ہے اور علماے دین سے شیخ
جمال الدین مطہر حلی ہے آٹھوین صدی مین کہ یہ زمانہ ہے دین کا رواج
دینے والا امیر صاحب قران ہے اور علماسے سید شریف علامہ جرجانی
یہ موہبت کبری اور تائید عظمی ہے جو ایزد تعالی نے اوس قطب السلطنت
کو کرامت فرمائی ہے اسلئے طالبان صراط مستقیم و سالکان منہج قویم غور
کرین کہ امیر تیمور کے نسبت علامہ سید شریف لکھتے ہین کہ وہ خدا کے
جانب سے ایک بادشاہ ہے جو کہ دین اور شریعت نبوی کو روے
زمین پر رائج کرتا ہے اب بعد اسکے امیر کے نسبت کیا شک باقی ہے

اور جب یہ ثابت ہوچکا کہ تیمور حسب اصول مسلمہ اہلسنت امام مفترض
الطاعۃ ہے تو یہہ بھی سنا چاہئے کہ امیر تیمور کا تعزیہ بنانا کہان سے ثابت ہوا
پس ارباب سیر و تاریخ پر یہ امر پوشیدہ نہین ہے چنانچہ نسخہ کیفیت
شاہان ہند مین مرقوم ہے کہ امیر تیمور صاحب در عمر بست و پنج ۲۵ سالگے
کہ از ورود پیشے بکوکب بلندی طالع و ارجمندی بخت و یاوری اقبال
در سنہ ہفتصد و ہفتاد و سہ ہجری ۷۷۳ بعد فوت ببریہ خود کہ شیرین خان نام
و والئ ولایت توران بود در خطہ دلکشائے بلخ بر سریر فرمانروائے
جلوس فرمود و سکہ و خطبہ بنام خود کرد و سمرقند را دار السلطنت قرار داد
و در آن زمان بکوفہ رسید کوفہ را قتل نمود و در کربلائے معلیٰ بر روضہ
حضرت امام حسین علیہ السلام باریاب گردید ارشاد شد و از ہاتف
غیب ندا بر آمد کہ بر تربت حضرت حر علیہ الرحمۃ رفتہ تبرک بگیر و آنچہ ارشاد
شود بجا آر حسب الامر عالی بر تربت آنحضرت رسیدہ و نشان و یک رومال
عنایت شد و حکم فرمودند کہ در ہندوستان برد و از غرۂ محرم این ہر دو
نشان را ایستادہ کردہ بتاریخ دہم محرم سال بسال فاتحہ کردہ باشے
فتح ہند بتو بخشیدہ شد از انجا مرخص گردیدہ در ہندوستان آمدہ
سکہ و خطبہ بنام خود جاری کرد و بر تخت دہلی نشست از آن روز رواج
تعزیہ مشہور است انتہےٰ چہارم یہ کہ کعبی ایک عالم علماء معتمدین اہلسنت سے
ہے اوسکا یہ مذہب ہے کہ مباح واجب ہے جیسا کہ مسلم الثبوت وغیرہ
مین ثبوت ہے کیونکہ وہ کہتا ہے جو چیز مباح ہے وہ واجب ہے یا حرام اسلئے
کہ واجب کسکو کہتے ہین ترک حرام کو اور مباح بھی ترک حرام ہے

پس وہ بہی واجب ہوگا پس سواے حرام کے جو کچہ ہے وہ واجب ہے
اب ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک تعزیہ واجب ہے اور جو اسکے مقلدین ہین
اونپر بہی واجب ہوگا بلکہ ماننا تو سب ہی اہلسنت وجماعت کو چاہیئے
آگے اختیار ہے چاہے تو بیچارے کعبی کو اچہا جانین اور خواہ بیگناہ کو
دائرۂ ملامت مین گرفتار مگر ہمکو معلوم ہے کہ کعبے کے ضرور تخنے لوٹین گے
نہ ایسے بات کہتا جسسے تعزیہ بنانا درست ہوگیا نہ مورد طعن ہوتا ع
گل وگلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکرہ تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کی باعث ۲
ساتوین یہ کہ ہردو فریق اہل تشیع اور تسنن مین نقل قبر بنانا جائز ہے
بلکہ بعض بعض صور تومین باعث ثواب ہے چنانچہ اخبار واحادیث
اہل تشیع مین بطریق اہلبیت علیہم السّلام شبیہہ قبر کے بنانیکا حکم وارد
ہوا ہے اور شیخ مفید اور شیخ شہید اور سید بن طاؤس نے روایت
کی ہے کہ جب تو مدینہ طیبہ کے سوا کسی اور جگہہ ستر ہوین ربیع الاول
کو چاہے کہ زیارت حضرت رسالت پناہ صلعم سے مشرف ہووے تو غسل
کر اور شبیہہ قبر حضرت کی اپنے آگے بنا اور اسم مبارک آنحضرت کو لکہہ اور
زیارت پڑہ اور کتب معتمدہ ومعتبرہ اہلسنّت مین بہی اجازت وارد ہوئی ہے
بلکہ خود مصنفین اور روات نے نقل قبور کی اپنی کتاب مین درج کی ہے
چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے جنکے مناقب ومحامد حاجت بیان نہین رکہتے
رسالہ ماثبت بالسنتہ مین تصویرین شیخین کے قبرون کے قریب
قبر مطہر جناب رسالت مآب لکہی ہے اور جذب القلوب مین سے بہے
نقلین قبر کے ہین اور روضۃ الاحباب مین بہی نقل قبور آنحضرت صلعم

وشبیہین درج ہے اور دلائل الخیرات جو نہایت مستند کتاب ہے اوسمین
تصویر قبور جناب رسول مقبول و ابوبکر و عمر درج ہے اور اوسپر یہ عبارت
لکھی ہوئی ہے وہذہ صفۃ الروضۃ المبارکۃ التی دفن فیہا رسول اللہ
وصاحباہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما روضۃ النبی صلعم ہکذا ہے یعنی
یہ صفت اوس روضۂ مبارکہ کی ہے جسمین جناب رسولخدا صلعم اور ہر دو
صاحب اونکے ابوبکر و عمر مدفون ہین روضۂ نبی کا یہ ہے اسکے بعد یہہ
شبیہ قبر ہے شارح دلائل الخیرات اسمقام پر لکھتے ہین دربین محل مولف
رحمۃ اللہ علیہ صورت روضۂ منورہ بربن شکل تصویر نمودہ است برموافقت
روایتی کہ بعد ازین ذکر میکند درین شکل قبر شریف ابوبکر رضی اللہ عنہ
اگرچہ جانب پسین قبر شریف آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم اما سر مبارک
ابوبکر رضی اللہ عنہ اندک پائین از سر مبارک آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم
وسر مبارک عمر رضی اللہ عنہ برابر دو پای ابوبکر است اما اہل سیر
درصورت این سہ قبور شریف اختلاف دارند بہفت روایت نقل کردہ اند
امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ در احیاء العلوم نقل کردہ و علماء دیگر ہم آنرا
ترجیح دادہ اند این است و قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشیر است
بجانب دیوار حجرہ منورہ کہ بجانب قبلہ است وسر مبارک ابوبکر رضی اللہ
عنہ مقابلہ ہر دو دوش مبارک آنحضرت وسر مبارک عمر رضی اللہ عنہ مقابل ہر دو دوش مبارک ابوبکر است
رضی اللہ عنہما و شیخ عبدالحق در شرح مشکوۃ آوردہ کہ بناء قبر شریف بر وضع کوہان شتر بود
واین وضع مستحب است در ہر چہار مذہب تنبیہ در ذکر شکل قبور شریفہ
درینجا فائدہ آنست کہ زیارت بکند این مثال را کسیکہ قدرت نیافتہ

متعلق صفحہ ۱۲۴ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
محراب النبی ص
منبر
قبہ عثمان
نخل رطب
چاہ
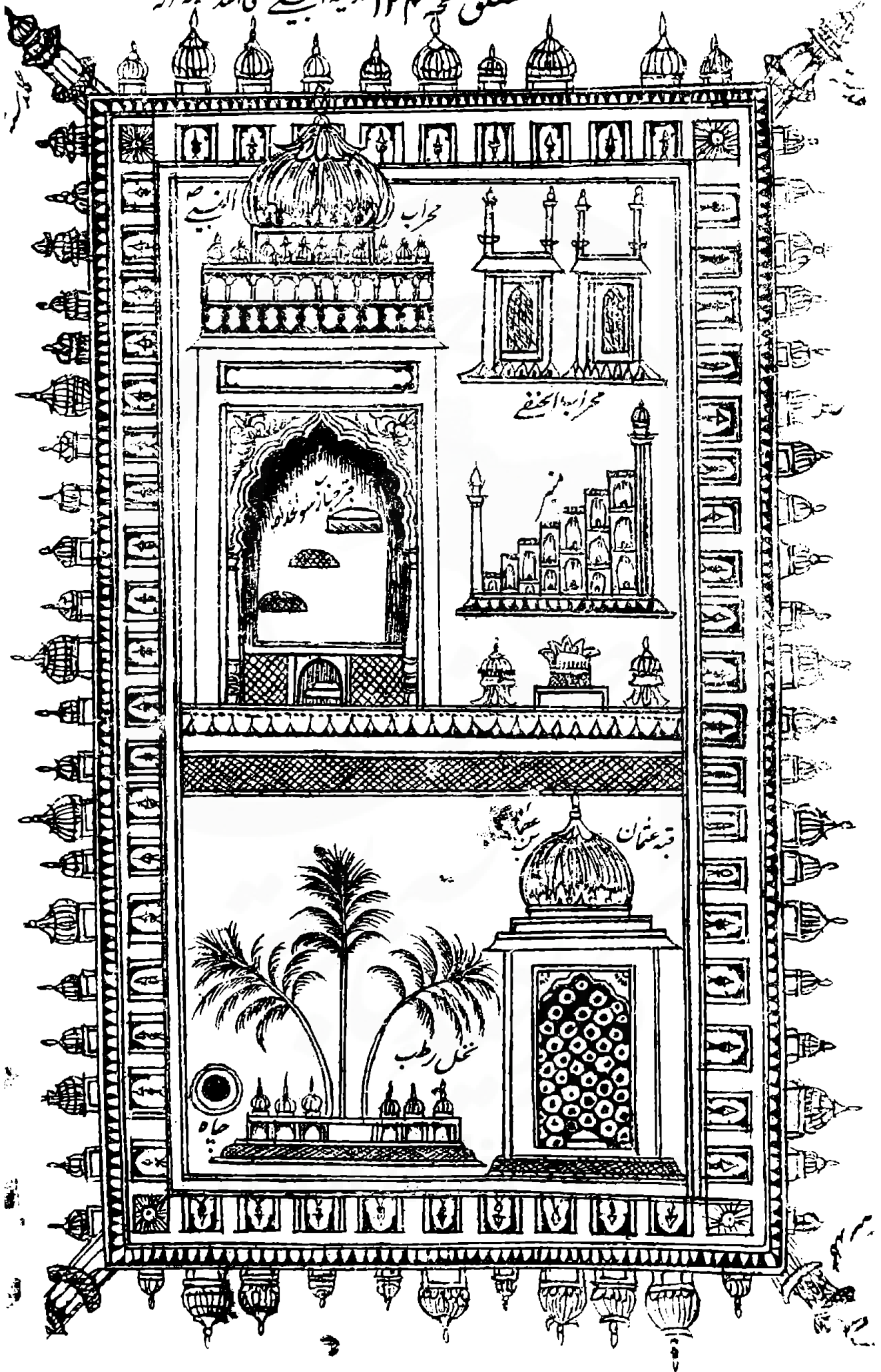
بزیارت عین روضہ مقدسہ مشاہدہ بکند این شکل مبارک را محب و مشتاق
و بوسہ زند بر آن از غایت محبت و بفرط شوق خود را و اکثر بزرگان برائے
شکل مبارک خواص و برکات بسیار ذکر کردہ اند و بہ تجربہ آوردہ اند و نیز
درین کتاب بعد ازین در ضمن درود ہا ذکر قبر شریف خواہد آمد پس مقدم
کرد ذکر آن را تا خوانندہ را بیشتر علم بآن حاصل شود انتہی من شرح دلائل الخیرات
اقول اس بیان سے چند مفاد حاصل ہین اول تو یہ کہ قبر حسین کے نقل بنانا
بیشک باعث حسنات اور ثواب ہے کیونکہ جب رسولخدا کے قبر مین اتنے
بہلائیان اور اتنے ثواب ہین تو حسین علیہ السلام کے قبر مین بہی بمفاد
حدیث شریف متفق علیہ الحسین منی و انا من الحسین ہونگے دوسری یہ کہ
بغیر معین گریہ پیر اوسکے ہونی کے بہی اوسکا بنانا ثواب ہے اور اگر گریہ بہی
ہو کہ جنت مین پہونچاویگا اور روح حضرت رسالت پناہ کو خرم و مسرور
کرتا ہے معین بہی ہووے تو سبحان اللہ نور علی نور تیسرے یہ کہ تنبیہ
شارح دلائل الخیرات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شکل قبور حضرت رسول
و ابوبکر و عمر اسواسطے ہین کہ جسکو خاص روضہ مقدسہ کے زیارت کے
قدرت نہ ہو تو اوسکو دیکہہ لے اور غایت محبت سے اوسپر بوسہ دے
اسیطرح خیال فرمائے کہ تعزیہ بنتا ہے ہزارہا مشتاق زیارت اسکو
دیکہتے ہین اور فرط محبت سے مولا کی قبر کے شکل بنا کر کوئی بوسہ دیتا ہے
کوئی کسی طرح سے تعظیم کرتا ہے کسیکو اوسکے دیکہنے سے یہی شوق ہوتا ہے
کہ چلئے اصل کربلائے معلی مین جا کر زیارت کیجئے ہزارہا لوگو نکے دلون مین
تعزیہ کو دیکہکر فرط محبت اور زیادت مودت جناب امام حسین علیہ السلام

بہ شرح دلائل الخیرات
از علماء اہلسنت است
معتبر

وخاندان رسالت ونبوت جوش زن ہوتی ہے چوتھے یہ کہ حسب بیان
شارح دلائل الخیرات اس تصویر قبر رسالتماب صلے اللہ علیہ والہ وسلم
وابوبکر وعمر کے بہت خواص و برکات ہین جو تحریر مین بھی آئے ہین وصورتیکہ
اسمین قبور ابوبکر وعمر کی بھی فضیلت گردانی گئی ہے بھلا اوسمین کیون
برکات اور خواص نہ ہونگے جو قبور نونہالان فاطمہ زہرا و میوہ ہائی نورسیدہ
بوستان سید الانبیا کا نقشہ ہو رسالتمآب کا نور دیدہ فاطمہؑ کی خنکی چشم
خامس آل عبا جناب سید الشہدا مع اپنی اولاد امجاد و مصاحبین کاملین
جن قبور مین دفن ہوا اوسکا نقشہ کیون بابرکت و باسعادت نہوگا دلائل
الخیرات کے نقشہ مین ایک دو یادآوریان ہین اس تعزیہ مین رسالت
پناہ کی بھی اور اور بہتر کے یادگاری ہے اسمین اوسکی یادآوری ہے
جسکے خاطر رسالت پناہ نے اپنا ابراہیم سا پیارا بیٹا نثار کیا اسمین اوسکی
یادگاری ہے جسکے لئے نبی صلعم جنت سے شیشہ لیکر مقتل مین تشریف
لائے آرمو پریشان اور گردآلودہ ہے پانچوین اس بیان سے یہ ہے
بالالتزام معلوم ہوتا ہے کہ تعظیم تصویر قبور رسالتمآب وغیرہ کرنے
ضرور ہے کیونکہ اونکو بوسہ وغیرہ دیے اسیطرح سے ہم کہتے ہین کہ تعظیم
تعزیہ واجب ہے اور اوسکے ساتھ بی ادبی کرنا قبر مطہر جناب سرور خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے ادبی کرنا ہے چھٹوین یہ کہ نقل مکانات
اور تصویر عمارات بنانا کچھ برائی نہین رکھتا اور درست ہے دیکھو کہا
ملا عبدالرحمن جامی نے رسالہ فتوح الحرمین مین صورتین حرمین شریفین
ومکہ معظمہ اور کوہ ابوقبیس واحد اور قبۃ البقیع اور صفا و مروہ اور صورت

مدینہ منورہ کی لکھی ہے اگرچہ کچھہ خرابی ہوتی تو کیون بناتے اور جب
خرابی نہین ہے اور اونھون نے کوہ بوقبیس وغیرہ کی تصویر بنائی ہے
تو روضہ مقدسہ جگر گوشہ رسول وفلذہ کبد بتول کے شکل بنانا کیونکر حرام
ومحذور ٹھہریگی ہر یکی ناصح براے دیگران بدنا صحے خود یافتم کم و چہارم
وجہ بیسوین دلیل جواز پر تعزیہ کے یہ ہے کہ اگر تصویر بتانا اور شکل کھینچنا مطلق حرام ہوتا
تو کیون اہلسنت کے علماء معتمدین نے تصویر نعل رسالتمآب صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے غایت تعظیم کے لئے حکم دیا اور کیون اوسکے کہنے مین
برکات ثابت کئے روضۃ الاحباب مین جو جمال الدین محدث کے تصنیف ہے
جسکے کچھہ مدائح بیان بہی ہوئے یہ لکھا ہے ذکر کیفیت نعل وفضیلت تمثال
نعل آنحضرت ونعلین پوشیدہ۔ نعلین وی از پوست گاؤ دباغت کردہ بود
ودو دوال داشت وگاہے پا برہنہ تردد می نمودند وتمثالی از نعلین آنحضرت
پیش این فقیر است از کاغذ بریدہ وبرآن خط ہا کشیدہ بمنزلہ دوال ہاے
نعل وجاے انگشت نر وجاے دو انگشت دیگر بنصر وخنصر معین ساختہ
اند وبران کاغذ بخط شریف زبدۃ المحدثین وقدوۃ المحققین برہان الملۃ
والشریعۃ والتقوی والدین المشہور بخواجہ ابی نصر قدس سرہ باین طریق
نوشتہ کہ نعلین مبارک ازچند تاہ ادیمی بودہ ہست برہم بخیہ کردہ وبراو
اینچنین دو الہا بودہ است ومراد ازپا ہاے نمودہ است چنانکہ قبقابرا
میباشد وبرآنجا ہم بخط شریف نوشتہ بعبارت عربے چیزے کہ مود اش
باین معنے راجع است این مقدار نعل رسول خدا است ہر حسب انچہ ثابت
شدہ بتصحیح آن ومنقول گشتہ باسناد صحیح ومبین گشتہ در کتاب

تصحیح المصابیح تالیف العبد الفقیر الی اللہ تعالی ابی الخیر محمد بن محمد بن
محمد الجزری اثابہ اللہ تعالی ومن نظمہ فیہ ما نقل من خطہ یا طالبا تمثال
نعل نبینا ﷺ ها قد وجدت الی اللقاء سبیلا ۞ فاجعلہ فوق الراس واخضع
واعتقد ۞ ونقال فیہ وادلہ التقبیلا ۞ من یدعی الحسب الصحیح فانہ
یبدی علی ما یدعیہ دلیلا ۞ وہم بر آن جا نجا شریف ایشان نوشتہ کہ از جملہ
آنچہ مجرب شدہ از برکات تمثال این نعل شریف آن است کہ ہر کس
کہ آن را با خود دارد او را درمیان خلق قبولے تمام باشد والبتہ پیغمبر را
زیارت کند یا آنحضرت را در خواب ببیند ومن راہ فقد راہ حقا و این
تمثال شریف در ہر لشکر یکہ باشد نگریزند و ہزیمت نیابند از لشکر دشمن
وعاقبت بر دشمن ظفر و نصرت یابند و در ہر قافلہ کہ باشد غارت نیابند
و ہر کشتی کہ باشد غرق نشود و ہر متاعی کہ بود دزدان بر آن دست نیابند
و توسل بجویند بصاحب آن در ہیچ حادثہ ہیچ واقعہ و در ہیچ حاجتی
الا آنکہ گذارده شود و توسل بجویند در ہیچ تنگی بآن الا آنکہ فرج حاصل شود
بحرمت رسول او تیمنا و تبرکا صورت آن تمثال بدین کتاب کشیدہ تا ہر
حاجتمندے کہ حاجت جوید حاصل گردد و آن صورت این است انتہی
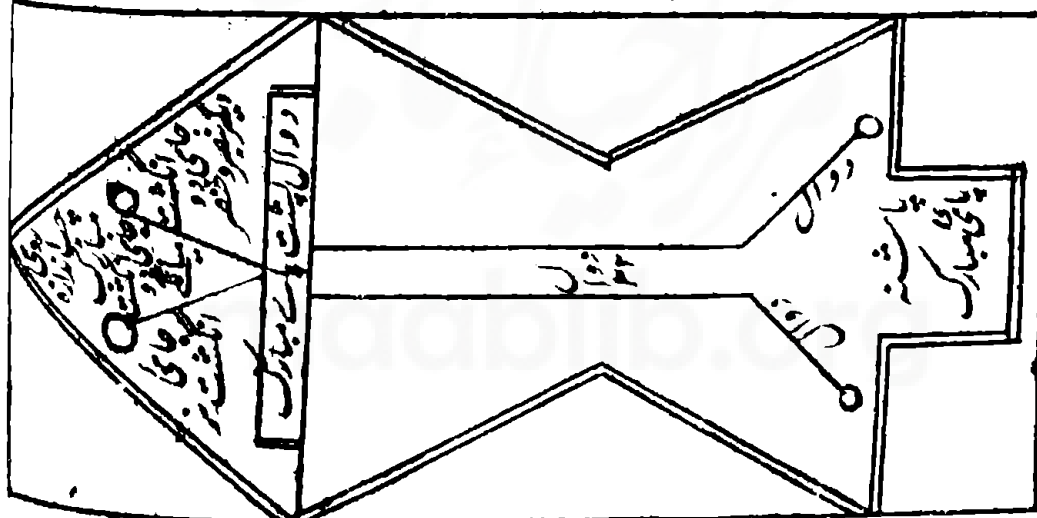
پس اس بیان سے ظاہر ہے کہ تصویر مجسم لغل مبارک کے کاغذ اور اوسکے مثل سے بنانا جائز ہے بلکہ سنت آب دیکھئے کہ جب لغل رسول کے تصویر بنانے کی اتنی فضیلت ہو وے اور واجب التعظیم ٹہرے۔ وسیلہ حاجتونکے برآنے اور باعث برکت وغیرہ کے ہو جوکہ خود باقرار صاحب روضۃ الاحباب پوست گاؤ کے تھے تو شکل روضہ منورہ کی آنحضرتؐ کے پارہ جگر کی جسکا گوشت و پوست حضرت کا گوشت و پوست تہا کیونکر بنانے سنت اور واجب التعظیم اور وسیلہ حاجتونکے برآنے اور برکت دینے کا نہو ویگی سے سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است
دسوین یہ کہ تعزیہ ایک قبر کے جو غیر ذی روح ہے نقل ہے اور نقل غیر ذی روح کے بنانا جائز ہے کچھ تو روایتین سابق مین گذرین جنمے بالتصریح نقل قبر بنانا جائز ہے سوا اسکے یہ ہے کہ شارح مشارق الانوار بیان کرتے ہین۔ وھکذا رخص فی تصویر لاروح لہ مثل الاشجار ونحوھا یعنے اور اسیطرحسے اوس تصویر کے بنانے مین اجازت ہے جسکے روح نہین مثل اشجار وغیرہ کے اور صاحب مشکوۃ نے لکہا ہے۔ قال ابن عباس قال کنت لابد فاعلا فاصنع الشجرۃ ولا روح فیہ متفق علیہ وایضا لاتصنع فعلیک بذا الشجر وکل شئ لیس فیہ روح رواہ البخاری۔
یہ روایت صحیح بخاری ومسلم مین بھی ہے اور ہدایہ مین ہے۔ کہ لایکرہ تمثال غیر ذی الروح لانہ لایعبد۔ یعنے تمثال غیر ذی روح کے بنانا مکروہ نہین ہے کیونکہ اوسکے عبادت نہین کرتے انتہے اور ان روایات سے واضح ہے کہ شکل غیر ذی روح بنانا کسیطرحسے مذموم نہین سہ دا غفلت

روزگارت را لیا وپۂ داد داد از دست غفلت داد داد ✱ گیارہوین
یہ کہ کفایہ شعبی اور فتاواے غریب وعالمگیری ومطالب المومنین وخزانۃ
الروایۃ وغیرہا مین مذکور ہے کہ نقل قبور بنانیکی اجازت خود جناب
نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی بلکہ اوس نقل قبر کا بوسہ لینا
بہی جائز ہے چنانچہ لکہا ہے۔ کہ لاباس بتقبیل قبر والدیہ لان رجل جاء الی
النبی صلعم فقال یارسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبۃ باب الجنۃ وجبہۃ
حور العین فامران یقبل رجل الاب وجبہۃ الام قال یارسول اللہ
ان لم یکن ابوای حیین فقال قبل قبرہما قال فان لم یکن اعرف قبرہما
قال خط خطین انوا احدہما قبر الام والاخر قبر الاب فقبلہما فلا تحنث فی
یمینک انتہی اسکا گویا ترجمہ ہے فقہ احمدی مین نقلاً جامع المتفرقات سے
یون مذکور ہے مسئلہ مان باپ کے قدم چومنا مباح ہے حدیث مین
آیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلعم کے پاس آکر عرض کی
یارسول اللہ صلعم مین نے قسم کہائی ہی کہ آستانہ جنت اور حور العین کے
رخسار پر بوسہ دونگا آپ نے فرمایا کہ مان کے پاؤن اور باپ کی پیشانی پر
بوسہ دی اوسنے پوچہا کہ اگر مان باپ نہون حضرت نے فرمایا اونکے
قبر چومے اوسنے کہا اگر اونکے قبر بہی معلوم نہو ارشاد کیا کہ دو خط کہینچکر
ایک کو باپ کے قبر اور دوسری کو مان کے قبر قرار دیکر بوسہ دی تاکہ
حانث نہو انتہی فیا اہل الانصاف ✱ دعوا التعصب والاعتساف ✱ ولا
ترکنوا الی الخلاف ✱ ولا تکتموا الشہادۃ واسرعوا الی السعادۃ ان کنتم
طالبین للحق الابلج وتارکین للباطل اللجلج ✱ ١٢ بارہوین یہ کہ کتاب

در رعز رمین جو اہلسنت کے معتمد کتابون سے لکہا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ مرشد کے حق مرید پر بہت ہین اور صاحبان عرفان کے نزدیک چار
ہادی ہین ایک کتاب الٰہی جو احکام کو ظاہر کرتے ہین اور جسّے بنیاد اسلام
قائم ہے دوسرا ہادی احادیث نبی خیر الانام ہے جو کتاب الٰہی کے حکمونکی
تفسیر کرتے ہین تیسرا ہادی علماء دین ہین جو کہ رموز دانان احکام الٰہی
اور نکتہ سنجان احادیث رسالت پناہی ہین چوتہا ہادی مرشد ہے
جو طریقہ باطنی کا ہادی ہے اور راہ طریقت کا مرشد ہے بعد اسکے صاحب
در رنے شیخ عبد اللہ بلخی کا حال اس تمہید کی بعد لکہا ہے کہ اپنی مرشد
شاہ احمد بخاری سے اسقدر اعتقاد اور خلوص رکہتا تہا کہ ہر سال بلخسے
اونکی زیارت کو بخارا مین جاتا تھا اور جب وہ مرگیا تو عبد اللہ نے ایکپارچہ
حریر پر اپنے پیر کے تصویر کہنچوائی اور سارا نقشہ اوس مکانکا جسمین
وہ بیٹہتا تھا اور نقشہ اوسکے مقبرہ کا اور مسجد کا اوس پارچہ پر نقش کروایا
اور ہر روز اوسکی زیارت کیا کرتا تھا انتہی ملخصا اب جبکہ اسطریقہ پر
پیر اہلسنت کا اپنے مرشد کے تصویر کہنچواکر جو کہ ذی روح اور باتفاق
اہل اسلام ناجائز و نخدور ہے زیارت کرمی تو تعزیہ جو نقل روضہ مقدسہ
کے ہے اور بالکل غیر ذی روح اور بیجان اور باتفاق اہل اسلام جائز
و مباح ہے کیونکر ناجائز اور حرام ٹہر گی۔ شیخ احمد بخاری جناب امام
علیہ السّلام کے غلامونکے برابر بہی بالاتفاق منزلت نرکہتا تہا اور پہر
با اینہمہ اوسکی تصویر کی یہ عزت۔ شیعہ خود امام علیہ السّلام کے
تصویر کہنچکر زیارت نہین کرتے اور نہ کوئے ایسے چیز بناتی ہین جو جاندار کے

مشابہ ہو یان دیوار وسقف و در کی نقل ہے اس تعصب کا کیا حال کہ خود تو ذی روح کے بہی تصویر جائز اور اور کے لئے غیر ذی روح کی حرام سے فائدہ تجہہ ہے ای یار دل آزاریکا نہ سیکہہ لے تجہہ سے کوئی طور جفاکاری کا نہ علاوہ اسکے نہایت تعجب اور غایت حیرت کا یہ امر ہے کہ باوجودیکہ ہردو فرق سنی وشیعہ مین تصویر ذی روح حرام ہے اور بنانیوالا اوسکا حسب احادیث متواترہ داخل جہنم ہوگا لیکن حضرات اہلسنت باین طمطراق باعتراض غیر ذی روح یعنے تعزیہ ۔ جناب عائشہ صدیقہ کی گڑیان کہیلنا خیال نہین فرماتے کتاب جمع بین الصحیحین مین عائشہ ہی سے روایت ہے کہ کہا۔ کنت العب بالبنات عند النبی وکانت لی صواحب یلعبن معی وکان رسول اللہ اذا دخل یتقنعن منہ فیشیر الیہن فیلعبن معی یعنے مین گڑیون سے پیغمبر کے پاس کہیلا کرتی تہی اور چند میرے سہیلیان تہین جو میرے ساتہہ کہیلا کرتی تہین جب رسول خدا تشریف لایا کرتے تہے وہ چہپ جایا کرتی تہین پس حضرت ؐ انکو اشارہ کرتے تہے اور وہ آکر میرے ساتہہ کہیلتی تہین انتہے معاذ اللہ بہلا اس ظلم کا کیا ہے ٹہکانا نبی کے گہر مین اور گڑیان بنانا نہ کیا سچ کہا ہے ۔ کہ دروغ گورا حافظہ نباشد نہ کیونکہ آپ ہی اپنے صحاح مین یہ بہی روایت کرتے ہین کہ جس مکان مین تصویر ذی روح ہو اوسمین فرشتے نہین داخل ہوتے بے بے عائشہ نے کمال کیا جو محل نزول ملائکہ مقربین ومہبط روح الامین تہا اوسمین تصاویر ذی روح اور انسان کے بناکر رکہین اور پہر اس امر سے یہہ بہی ثابت ہے کہ حضرت نے اشارہ اونکے رکہنے اور اونسے کہیلنے کا

گڑیان کہیلنا حضرت عائشہ کا

فرمایا العیاذ باللہ ولو فرضنا اگر یہ امر تہا تو پہر منہی اسکے کیون آنحضرت سے
وارد ہوئی ۔ لفظ بنات کے معنے بتصریح اصحاب حدیث و لغت سنت
مثل ابن اثیر صاحب جامع الاصول در نہایہ و مجد الدین فیروز آبادی
در قاموس اون چہوٹے چہوٹی تصویرون کے ہین جنسے لڑکیان کہیلتے ہین
میان شاہ عبد العزیز دہلوی تو اسکا یون جواب دیتے ہین کہ اسوقت کے
بنات اب کی سے گڑیان نہین تہین بلکہ صورت ذی روح کے نہ بنتی تہے
سو انکا جواب توجب درست ہوسکتا ہے جب یہ تصریح اور بہی لوگ کرین
ابن اثیر و فیروز آبادی برابر لغت مین بنات گڑیون کو بتاتے ہین شاہ صاحب
اپنی طرف سے اعتراض دفع کرنیکے لئے معنے بناتی ہین اور فضل بن روز
بہان نے جو شاہ عبد العزیز سے بہت پہلے تہا اور بڑا اسنی متعصب تہا
اس بات کو مان لیا ہے کہ وہ گڑیان ذی روح کی تصویر تہین مگر کہتا ہے
جنسے عائشہ کہیلتے تہی وہ انسان کی صورت نہ تہین بلکہ گہوڑے کی تصویرین
تہین پس فضل بن روزبہان کے اسمقام پر ایسے ہوش و حواس گم ہوئے
کہ بے سوچی سمجہی کچہہ کا کچہہ کہہ گیا ہم کہتے ہین اگر گہوڑے ہی کے تہین
تو وہ بہی جاندار ہے علاوہ برآن بنات گہوڑے کی تصویر کو نہین کہتے
اور گہوڑیکی تصویر بنانے مین ذراسی غلطے کی اگر ابن روزبہان اونٹ
یا خچر کے تصویر بتاتا تو مناسب حال حضرت عائشہ تہا کیونکہ یہ کار آمدنی تہے
اور جامع الاصول والے نے سنن ابوداؤد سے نقل کیا ہے عن عائشۃ
قالت قدم رسول اللہ ص من غزوہ تبوک او حنین وفی سہوتہا ستر
فہب ریح فکشف ناحیۃ الستر عن بنات عائشۃ فقال ماہذا یا عائشۃ

قالت بناتی ورائ منهن فرساله جناحان من رقاع فقال ما ہذا الذے
اری وسطهن قالت فرس قال ما ہذا الذی علیه قالت جناحان
قال فرس له جناحان قالت اما سمعت ان لسلیمان خیلا لها اجنحة
قالت فضحک حتے رایت نواجذه رواه ابوداؤد یعنے عائشه بیان کرتی ہین
که رسالت پناه غزوه تبوک یا حنین سے تشریف لائے اور میرے گهرمین
ایک پرده پڑا ہوا تہا - ہوا جو چلی کناره پر دیکا گڑیو نسے عائشه کے
اوٹہه گیا پس حضرت نے فرمایا که ای عائشه یه کیا ہے عائشه نے کہا
که میری گڑیان ہین - حضرت نے ایک گہوڑیکی تصویر بہی اونمین
دیکہی جسکے دوپر رقعه کے لگے ہوئے تہے کہا یه بیچ مین کیا ہے کہا
گهوڑا فرمایا که اسکے اوپر کیا ہے کہا دوپر فرمایا گهوڑیکے پر کہا که کیا آپنے
نهین سنا که سلیمان کے گهوڑیکے پر تہے عائشه نے کہا که حضرت
اتنا ہنسے که داڑہین نظر آنے لگین انتہے اب گڑیان ملاحظه کرین اور
نقل غیر ذی روح جو بحسب محاورات لغت وغیره تصویر ہے نہین
یعنے تعزیه کو دیکہین کتنی بڑی چشم پوشے اور ہٹ دہرمے ہے
که آپ تو حرمت صریح کے مرتکب اور کچہه نہین دوسریکو اباحت پر طعن
سے انکس است اہل بشارت که اشارت داند * نکته ہاہست وے
محرم اسرار کجاست * تیرہوین ۱۳ یه که بیان مولوی عبد الواحد خان
ابن الابن مولوی عبد العلے بحر العلوم معتمد اہلسنت کا نہایت مسکت
اور مفحم اسبار هیین ہے یقین ہے که انسکو ملاحظه کرکے حضرات اہلسنت کو
کسیطرح سے شک نرہیگا اور معلوم کرلینگے که جو کچہه شیعه کرتے ہین

وہ نہایت درست اور بغایت راست ہے وہ بیان ازالۃ الاوہام میں مسطور ہے ہم بھی نقل کرتے ہیں کہ در عہد صحابہ و تابعین کتاب اللہ غیر معرب بود و بعدہ معرب شدہ و اجماع امت بر آن شد و بتواتر رسید وہمچنان جمع کردن احادیث و تفاسیر و فقہیات و چہار مصلے خانہ کعبہ و تالیف صرف و نحو وغیرہا و اختراع مجالس ذکر میلاد شریف نبوی صلعم بتواتر رسیدہ و اجماع بران گردید ہمچنان مراسم تعزیہ داری جناب امام حسین عم از صدہا سال جاری و مروج است و در زمان سلاطین اسلام و متشرع مانند جلال الدین اکبر و جہان گیر و شاہ جہان و عالمگیر اورنگ زیب وغیرہم کہ در تمامی ملک خود نافذ الامر کلے بودند مراسم تعزیہ دارے بوجہ احسن بتقدیم میرسید و نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہ جہان عالم متبحر و قاضی القضاۃ مستعد خان کلان و قاضی القضاۃ مستعد خان خرد کہ ہر یک حنفی المذہب بودند و دیگر علماء آن زمان اگر مراسم مذکورہ را خلاف شرع و بدی پسند داشتند بحضور سلاطین معروض ساختہ در تمامی ملک موقوف میگردانیدند کہ در سرکار پادشاہان اختیار کلی داشتند و پادشاہان ہم متشرع بودند و پادشاہان مذکورین کہ متشرع بودند بذات خود ہا در تمامی ملک تحت حکومت خود ہا موقوف میکردند و در آن عہد عموماً و خصوصاً مروج بود و تا حال جاری است و انشاء اللہ تعالے تا قیامت جاری خواہد ماند و کسے از عوام و خواص زمان تا حال انحراف از ان نکردہ درینصورت ترویج آن باجماع امت بینی ثابت گشت و بتواتر رسید حدیث شریف لن تجتمع امتی علے الضلالۃ - ہرچہ ایشان بر آن اجماع کنند و اتفاق نمایند

سمہ اسم حق بود پس درین عصر اگر کسے انکار نماید و این مراسم را خلاف شرح و مکروہ
دانند خلاف اجماع و انکار تواتر است و این معنے بموجب اصول فقہ نہایت ممنوع
و آنچہ بعضے کج فہمان این زمان سند حدیث من زار قبرا بلا میّت و یا بلا مقبور فقد
اثم او کفر بزعم باطل خود تعزیہ شریف را مصداق قبر بلا میّت تصور کردہ زیارت
تعزیہ را موجب کفر یا اثم قرار دادہ اند غیر معقول است چہ اوّلاً حدیث مذبور
در صحاح ستہ مذکور نیست در اوی حدیث مجہول و الفاظ حدیث مختلف است
ہمچو از محل اعتبار ساقط است و بالفرض اگر حدیث مذکور صحیح بودہ باشد
از جملہ احاد است و تواتر و اجماع امّت از جز احاد حسب قاعدہ اصول باطل نمیشود
و سوائے این تعزیہ امام چیزے دیگر است و قبر بلا میّت امرے دیگر قبر بلا میّت
آنست کہ قبر حضرت ادریس و عیسے و خضر و الیاس و یا قبر ملائک درینجا بنا کنند
و زیارت گاہ سازند و یا کسے صورت قبرے بنا کنند کہ فلان کس درینجا مدفون است
و فی الحقیقت چنان نباشد پس اینہمہ قبور بلا مقبور و جعلیہ خواہد بود و ہمچنین عیاذاً
باللہ اگر کسے بگوید کہ جسم مطہر جناب امام حسین ع در تعزیہ مدفون است
نہ در کربلا معلے درینصورت تعزیہ شریف نیز مصداق قبر بلا مقبور خواہد گشت
و گرنہ نقل قبر و ہر گاہ احدی از موالف و مخالف مجوز شق اول نخواہد شد پس تعین
شق ثانی یعنے بودن تعزیہ نقل مزار مبارک جناب سید الشہدا علیہ السلام
مبرہن شد و آن جائز است بموجب حدیث نبوی صلعم کہ مذکور خواہد شد و قطع
نظر از آن حضرت رسول خدا صلعم تعزیہ داری مروجہ این زمانہ را منع نفرمودہ اند
و خلاف حکم پیغمبر آنست کہ آنحضرت چیزے را منع کردہ باشند و باز آنچیز را
بعمل آرند و علت غائے از تعزیہ داری گریہ و بکا و بیان ظلم یزید و اظہار

شجاعت شهید است وبموجب حدیث شریف بروایت ترمذی که اصحاب
حدیث وفقه اورا بسیار معتبر ومستند می دانند که کتاب الله وعترت نبی صلعم
در بزرگی والیفای حقوق هردو برابراند ودر عهد صحابه وتابعین کتاب الله
غیر معرب بود من بعد معرب شد واجماع امت بر آن شد ومتواتر رسید پس
تعزیه شریف امام حسین علیه السلام که هم باجماع امت مروج است با اعراب
کلام الله برابر است اگر کسی اهانت وبی ادبی با کلام الله وعترت طاهره
یا با اعراب کلام الله شریف وتعزیه شریف نماید وترک حقوق کلام الله وعترت
طاهره کند هردو در قیامت فریاد وغیبت آنکس بر حوض خواهند کرد واز حضرت
امام موسی کاظمؑ مرویست که هر که زیارت قبر حضرت امام حسین علیه السلام کند
حالانکه میداند حق عظمت وی بنویسد حق تعالی درجه بزرگی وی در علیین وچون
بسبب بعد وشد اند راه بمزار شریف حضرت امام حسین علیه السلام بهر سال
رسیدن جمله مردمان این دیار را متعذر ومتعسر است بنا بر آن مردمان
این دیار هر سال در عشره محرم علامت نقل قبر ساخته زیارت بر آن میکنند
تا باین فضیلت وسعادت که در حدیث مذکور است در آیند زیرا که بنا ساختن
نقل قبور مباح وبوسه دادن بر آن جائز چنانچه در کفایه شعبی وفتاوای
غرایب وعالمگیری ومطالب المؤمنین وخزانة الروایت وغیر آن مذکور است
لا باس بتقبیل قبر والدیه لان رجلا جاء الی النبی صلعم فقال یا رسول الله
انی حلفت ان اقبل عتبة باب الجنة وجبهة حور العین فامره ان یقبل رجل
الاب وجبهة الام قال یا رسول الله ان لم یکن ابوای حیین فقال قبل
قبرهما قال فان لم یکن اعرف قبرهما قال خط خطین الواحد هما قبر الام فقبلهما

فلا تحنث فی یمنک انتہی اے ناظر فہیم صاحب طبع مستقیم سے بھی سجا
رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

علا

چودہوین یہ کہ رسم تعزیہ داری برابر اسلاف سے عہد سلاطین اہلسنۃ
جاری رہے کسی بادشاہ نے اسکے بند ہونے مین کوشش نہ کی اور قطعی
بنانے کو منع نہ کیا اور جب ایسا نہ ہوا تو یا تقیہ ثابت یا اولو الامر پر الزام
شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی * گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

علا

یہ چودہ دلیلین بتعداد چہاردہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین اسمعا
دربارہ جواز و اباحت تعزیہ کے لکھی گئین انہین یا دلائل عقلیہ متفقہ بین
اہلسنت سے مروی ہین خوف تطویل ہے اور خروج مرام کا خیال ہے
ورنہ ابہی بہت کچہ مجال استدلال باقی ہے * عاقل کے لئے کاسا
وافی ہے اشارہ * دوسری فصل اون اعتراضات مین کہ جو

فصل دوم

جو اہلسنت تعزیہ پر کرتے ہین * دلائل اہلسنت جو ہین مرقوم ہوگئے
ہوتا ہے یہ امر معلوم * بنانا تعزیہ کا ناروا ہے * بنانی پر جہنم کی سزا ہے
یہ بدعت ہے کبہی اسکی بنا مت * حدیث نبوی مین ہے ہر بدعت ضلالت
ضلالت بہیجیگی تجکو جہنم * یہ ہے قول جناب عمر علا * علاوہ اسکے قبر
مین یہ ممنوع * بلا مقبور کی ہے قبر ممنوع * شعار اہلبیت ہے صبر کرنا * نہ چہاتی
کوٹنا اور پیٹ مرنا * غرض ہین ایسے ایسے انکے اقوال * محقق ہے کہ ہان
جو دیکھی احوال * یہان اس فصل کا ہے یہی مفہوم * کہ ہووے حق و باطل
سبکو معلوم * لکہی ہین اعتراض اہلسنت * جواب اونکے ہین پہر
شریعت * ذرا انصاف کر اے مرد عاقل * کہ حق ہو کون سا اور کون باطل

اول اہلسنت کا یہ اعتراض ہے کہ تعزیہ بنانا اس وجہ سے ناجائز ہے کہ یہ قبر کی
تجدید ہے اور مثال ہے اور شیعوں کی کتابوں میں مثل کتاب من لا یحضرہ الفقیہ
کتب اربعہ امامیہ سے ہے یہ حدیث آئی ہے کہ من جدد قبرا او مثل مثالا
فقد خرج عن الاسلام یعنے جو شخص تجدید قبر کرے یا ایک مثال بناوے
وہ اسلام سے خارج ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جب تحقیق و تنقید احادیث اور جرح
و تعدیل رواۃ میں نظر کامل ڈالے جاتی ہے تو بنا بر افادہ علماء شیعہ معلوم ہوتا ہے
کہ راوی اس حدیث کا جرح سے خالی نہیں کیونکہ اسکی رواۃ میں سے ابو جارود
بھی ہے جسسے فرقہ جارودیہ منسوب ہے اور جو کہ باتفاق علماء رجال مقدوح تھا
علاوہ اسکے الفاظ حدیث میں چند طور سے بحث کی گئی ہے کوئی جدد بالجیم
پڑھتا ہے کوئی حدد بالحاء کہتا ہے کوئی جدث بیان کرتا ہے بہرحال یہ حدیث ہرگز
تعزیہ میں کچھ نقص پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ تجدید بالجیم کے معنے پرانی قبر کے
تازہ اور درست کرنے کے ہیں اور بعض نسخوں میں جو تجدید بحاء مہملہ آیا ہے اوسکے
معنے سنگ تیار کرنے اور خشت کرنے قبر کے ہیں اور اگرچہ یہ حدیث تمام تاول ہے
لیکن با اینہمہ اگر ظاہر پر بھی رکھیں تو تعزیہ نہ تجدید قبر ہے نہ تحدید اب باقی رہا
امر کہ وہ مثال ہے و من مثل مثالا فقد خرج عن الاسلام یعنے جسنے مثال
بنائی وہ خارج از دائرہ اسلام ہے پس اسکا جواب یہ ہے کہ معنی مثال بنانے سے
مطلق تو مراد لے ہی نہیں سکتے کیونکہ بالاتفاق ہر مثال کا بنانا شیعوں میں ممنوع
نہیں ہے قبیح بہت سے اخبار سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذی روح ہی کی مثال
بنانا ناجائز ہے جیسا کہ کچھ گذرا پس ضرور ذی روح ہی یہاں بھی مراد ہے اور یہ واضح ہے
کہ تعزیہ ذی روح کی نقل نہیں بلکہ روضہ کی مثال ہے اور وہ بہت سے

دلائل اور براہین سے جنمین سے کچھہ سابق مین گذری جائز ور واہے یہ روایت
خلاف مطلوب معترض ہے اور اسے استدلال کرکے تعزیہ پر طعن کرنا قیاس
مع الفارق ہے باقی تحقیق اس حدیث کے کتب احادیث وکلام مین مسطور
سے کہان ہے تعزیہ ذی روح کی شکل نہ یہ قبر سید الشہدا کی ہے نقل
نہ ہے تجدید اوسکی او نہ تحدید یہ بس اپنی ہے جانب سے تمہید
تعصب کا نہین ہے کچھہ ٹھکانا جو چاہے سو کہے اسپر زمانا دوسرے
یہ کہ اہلسنت کہتے ہین کہ ہماری کتابون مین مثل تفسیر درمنثور کے درج ہے من زار
قبرا بلا مقبور فہو ملعون یعنے جسنے زیارت کی ایسے قبر کی جسمین کوی مدفون نہ ہو
وہ ملعون ہے سو اسکا جواب خود مولوی عبدالواحد خان ابن الابن مولوی
عبدالعلے نے جو علماء اہلسنت سے ہے لکھا جسکو ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین
اور پہر مکرر بنا بر رفع دقت یہان ترجمہ کرکے اردو مین بیان کرتے ہین
اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے بعضے لوگ جو حدیث من زار قبرا بلا میت
مقبور فقد اثم وکفر کو تعزیہ شریف پر منطبق کرکے اوسکو منع کرتے ہین تو یہ
نامعقول بات ہے اوّل تو یہ کہ یہ حدیث نہ تو صحاح مین ہے اور نہ اور کسی
معتبر کتاب حدیث مین ۔ اور راوی اسکا مجہول اور نامعلوم اور الفاظ اسکے
مختلف ۔ پس ایسے حدیث قرائن اعتبار سے ساقط ہے ۔ اور بالفرض اگر
حدیث مذکور صحیح بھی ہو تو احاد سے ہی اور تواتر و اجماع امت ہر عصر کا جو
حسب قاعدہ اصول باطل نہین ہوتا ہے اور سوا اسکے تعزیہ امام کا اور
اور قبر بلا میت دوسری چیز ۔ قبر بلا میت وہ ہے کہ قبر حضرت ادریس و
اور خضر اور الیاس یا قبر فرشتون کے یہان بناوین اور زیارت گاہ کرین

جواب من زار قبرا بلا میت کا

امر سوم

اور یا کوی صورت قبر کی بنا کر کہین کہ فلان شخص یہان دفن ہے اور حقیقت
مین وہان نہو پس یہ سب قبرین بلا مقبور اور جعلی ہونگی اور اسیطرح عیاذاً باللہ
اگر کوئی کہے کہ جسم مطہر جناب امام حسین علیہ السلام کا تعزیہ مین مدفون ہے
نہ کربلاء معلےٰ مین اسصورت مین تعزیہ شریف بہی مصداق قبر بلا مقبور کا
ہوجاویگا ورنہ نقل قبر ہے اور جب کہ کوئی موالف و مخالف پہلی صورت جائز
نہین رکہتا تو دوسری صورت متعین ہوجائیگی یعنے تعزیہ مزار مبارک
سید الشہدا علیہ السلام کی نقل ہے اور وہ جائز ہے بموجب حدیث نبوی
صلعم کے جو ذکر کیجاویگی انتہے اسعبارت سے ظاہر ہے کہ تعزیہ امام حسین
علیہ السلام کا اور چیز ہے اور قبر بلا مقبور اور چیز۔ دیکہئے تعزیہ کو کبہی کوئی نہین کہتا
کہ اسمین امام حسین علیہ السلام دفن ہوئے ہین بلکہ مدفن کی نقل بتاتے ہین
اور جب یہ بات ثابت ہوئی تو یہ اعتراض بہی تعزیہ پر کرنا بالکل بے محل
اور خلاف موقع ہے علاوہ اسکے خیال فرمائی کتاب جذب القلوب جو اہل سنت کے
معتمد اور مستند کتاب ہے اوسمین ثبوت ہے کہ صورت قبر حضرت فاطمۃ الزہرا
در جنت البقیع متصل قبر حضرت امام حسن علیہ السلام ست و زوار ان ہر دو بلا
زیارت میکنند انتہے اب یہ بتائے کہ جناب سیدہ دو جگہہ تو مدفون ہی نہین
ہوئین بلکہ ایک مقام پر مدفون ہین پس دوسرے قبر جعلی ہے و من زار
قبرا بلا مقبور فہو ملعون۔ جو زیارت اوس قبر کی کرے جسمین کوئی مدفون نہ ہو
وہ ملعون ہے اب ذرا غور کیجئے اور مفہوم ہمکو بہی سمجہائی روشنئی طبع تو بر من بلا
شد سے ❊ تیسرے یہ کہ اہلسنت کہتے ہین کہ تعزیہ بنانا درست اور مباح ہی ہے
لیکن جبکہ اوسمین چند فعل حرام لازم آتے ہین تو حرام ہو جاوے گا

مثلاً لڑائیوں کا ہونا اور منہیات کا مرتکب ہونا پس اسکا جواب یہ ہے کہ اے
بہائیو تعزیہ کے جو غرض اصلی ہے اسکو سوچو تعزیہ دنگے فساد اور منہیات کے
لے نہین بنایا گیا اوسکی صرف غرض رونا ہے اب کوئے جو چاہئے سو فعل
اوسکی وجہ سے کرلے اپنا اپنا اختیار ہے اوسکے مستحسن ہونے مین کیا
کلام آویگا دیکہو مسجد جب بناتے ہین تو غرض اصلے اوسکی نماز پڑہنا ہے
اگر کوئی شخص جاہل یا عالم کچہہ اوسمین فعل بد کرے یا بالفرض مسجد مین دنگہ
وفساد ہو وے تو بہلا جائز ہے کہ اوس مسجد کو منہدم کر دین اور اوسمین
نماز پڑہنا چہوڑ کر مسمار کر دین یہ سب لوگون کے افعال ہین مسجد کی وہ
اعتراض چہلم
علت غائی ادای نماز ہے نہ کہ بنا اوسکی جہگڑے فساد پر مبنی ہے اوسکی حرمت
اور عزت مین کیا فرق آئیگا جہال و عوام کچہہ ہی سمجہین بہ ماران کہ در لطافت
طبعش خلاف نیست ؎ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ؎ چوتہے بڑے
ملتزین وجہ جو عدم جواز تعزیہ مین اہلسنت پیش کرتے ہین اور جسکو بڑے
بڑے اور چہوٹے چہوٹے عالمون نے مثل مولوی شاہ عبد العزیز محدث
دہلوی وغیرہ من علماء اہل السنۃ کے تعزیہ کے بابتہ لکہا ہے یہ ہے کہ تعزیہ
بدعت ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ سبیلہا
الی النار یعنے ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہ سے کا راستہ جہنم کی جانب ہے
تو معاذ اللہ حسب زعم باطل تعزیہ بنانیکا بہی راستہ جہنم کے جانب ہے
پس اسکا جواب سنئے اور انصاف کو ہاتہہ سے نہ دیجئے ؎ اچہی ہو تو بات
مان لیجئے ؎ دنیا ست نقطہ چند روزہ ؎ عقبی نہ خراب اپنی کیجئے ؎ ماتم شہ
دین کا بانیکا ہے و شرع سے علے سے جانیئے ؎ بدعت کے معنے قاموس مین

شیخ مجد الدین لغوی نے اصطلاح مین لکھا ہے البدعة المحدثة فی الدین بعد الاکمال او ما استحدث بعد النبی من الاہواء و الاعمال یعنے بدعت حدث دین مین بعد اکمال کے ہے یا جو بعد آنحضرت کے خواہش نفسانی اور اعمال سے حادث کئے گئے ہون اور مجمع البحرین مین یون لکھا ہے کہ البدعة بالکسر والسکون الحدث فی الدین وما لم یکن له اصل فی کتاب وسنة فمال علیه الشرع ولو بالعموم خارج منه فمن شرع فاحل حراما وحرم حلالا او کره ما لم یکره کان مبدعا خارجا عن الشریعة الخ بدعت بکسر و سکون حدث دین مین ہے اور وہ چیز جسکے لئے کتاب وسنت مین اصل نہوا اور شرع اوسکی طرف مائل ہو اگرچہ عموم سے ہو خارج از بدعت ہے پس جس شخص نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا یا مکروہ کیا اوسکو جو مکروہ نہین ہے تو وہ شخص بدعتی ہے اور شریعت سے خارج ہے انتہے اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس چیز کے اصل کتاب وسنت مین ہو اور میلان شرع اوسکے جانب ہو تو وہ بدعت نہین ہے۔ جبکہ معنی بدعت کے بیان ہو چکے تو اے حضرات اہلسنت وجماعت اوس بدعت سے کہ ضلالت ہے اگر یہ مراد ہے کہ جو شے بعد زمان رسالتمآب صلعم کے حادث ہوئی وہ بدعت ہے اور ضلالت پس یہ تو محض غلط اور باطل ورنہ ہزارہا ایسے امور مین جو بعد عہد رسالت مآب حادث ہوے علاوہ اسکے خود ملا علی قاری نے جو کہ نہایت معتمد اور مستند اہلسنت کے ہین شرح مشکوۃ مین تقسیم ... ضلالت مین تصریح کی ہے ... از ماری مین ہے کہ بدعت حسنہ ضلالت ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام مین ایک سنت حسنہ قایم کرے اوسکو اسکا اجر اور اوس

جو اوسپر عمل کرے اجر پاویگا اور ابو بکر و عمر نے قران جمع کیا اور تجدید قران
عہد عثمان مین ہوئے اور نووی نے کہا ہے کہ بدعت وہ شے ہے جو بغیر پہلے
ہونے کے نکالی جاوی اور شرع مین وہ چیز ہے جو عہد رسول خدا صلعم مین
نہ تھی اور قول انحضرت کا کہ ہر بدعت ضلالت ہے عام مخصوص ہے شیخ
عز الدین ابن عبد السلام آخر کتاب قواعد مین لکھتے ہین بدعت یا تو واجب ہے
جیسے علم نحو کا سیکہنا سمجہنے کو کلام خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور تدوین اصول فقہ اور کلام جرح و تعدیل مین آور یا حرام ہے جیسے
مذہب جبریہ اور قدریہ اور مجسمہ کا اور رد کرنا ان لوگون کا بدعت واجبہ ہے
کیونکہ حفاظ شریعت ان بدعتون سے فرض کفایہ ہے آور یا سنت ہے مثل
بنانے سراؤن اور مدارس کے اور ہر نیکی جو عہد اول مین مقرر نہین ہوئی ہے
اور مثل تراویح کے یعنے جماعت عامہ سے اور کلام کرنا دقائق صوفیہ مین
اور یا مکروہ ہے جیسے مسجد و نکا آراستہ کرنا اور تزویق مصاحف اور یہہ
شافعی کے نزدیک لیکن حنفیہ کے ہان پس مباح ہے آور یا مباح ہی جیسے کہ
مصافحہ بعد نماز صبح و ظہر کے آور یہ بہی شافعی کے نزدیک ہے اور حنفیہ
ہان مکروہ ہے آور بعد فاصلہ بسیرہ کے کہتے ہین کہ شافعی نے کہا ہے
جو شے حادث ہو وہ اگر کتاب خدا اور سنت اور اجماع کے خلاف ہو تو ضلالت
و گمراہی ہے اور جو کہ خیر کے شے حادث ہوا اور کسی کو انہین سے مخالف
نہ ہو تو مذموم نہین اور عمر نے قیام ماہ رمضان مین کہا کہ یہ نعم البدعۃ ہے
انتہے اب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کئی قسم پر منقسم ہے واجب بہی ہے
سنت بہی۔ مکروہ بہی مباح بہی آور نووی نے فتح المبین مین لکہا ہے

کہ شافعی نے کہا جو چیز حادث ہوا و کتاب خدا یا سنت رسالت پناہ یا اجماع
یا اثر کے مخالف ہو تو وہ بدعت ضلالت ہے اور جو چیز کہ خیر سے حادث ہو
اور کسی چیز کے ان اشیاء سے مخالف نہو وہ بدعت محمود ہے انتہے اسے
واضح تر سنئے صاحب بحر المذاہب جو علماء اہلسنت سے ہین فرماتے ہین بدعت
منقسم ہے طرف واجب اور مندوب اور مکروہ اور مباح کے اور طریقہ اوسکا
یہ ہے کہ بدعت قواعد شرع پر عرض کیجاوے پس اگر وہ قواعد ایجاب مین داخل
ہو تو واجب ہے اور اگر قواعد تحریم مین داخل ہو تو حرام ہے اور جو داخل ندب ہے
تو بدعت مندوب ہے اور اگر داخل کراہت ہے مکروہ ہے اور اگر داخل اباحت
ہو بدعت مباح ہے انتہے اور یہی رسالہ غایتہ المرام مین صفحہ ۲۸ پر ثبوت ہے
اور جو لوگ کہ اوسکو بدعت سیئہ کہتے ہین وہ لوگ واقف اصل دین اپنے سے
نہین ہین اسواسطے کہ اصل اشیاء مین اباحت ہے جب تک کوئی دلیل قطعے
مانع اوسکے نہووے ہکذا فی البحر الرائق والہدایتہ اور غرائب مین لکھا ہے
کہ بدعت پانچ قسم پر ہے ایک بدعت واجب جیسے پڑہنا علم صرف و نحو کا
واسطے معرفت کلام اللہ اور احادیث کے دوسری بدعت حرام جیسے پڑہنا
علم فلسفہ کا تیسرے بدعت مندوب جیسے مصافحہ بعد نماز عصر و فجر کے چوتھے
بدعت مکروہ جیسے مزین کرنا مسجد کا سونے چاندی اور گل بوٹہ سے پانچوین بدعت
مباح جیسے فراخ کرنا اور رنگارنگ طعام واسطے مہمانون کے پکانا اور بدعت
سیئہ نہین ہوسکتے ہے اسواسطے کہ کل بدعۃ ضلالتہ عام مخصوص البعض ہے
اور قیام بتعظیم رسول اللہ صلعم قسم اول سے یعنے واجب ہے کہ مثنوے
شرح موطا مین باب مصافحہ مین لکھا ہے عن عبد اللہ الخراسانے

انہ قال قال رسول اللہ تصافحوا یذہب الغل وتحابوا یذہب الشحناء قلت
علیہ اہل العلم قال النووی ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما اعتاد
الناس من المصافحۃ بعد صلوۃ الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی
ہذا الوجہ ولکن لاباس بہ لان اصل المصافحۃ سنۃ وکونہم حافظوا علیہا
فی بعض الاحوال وفرطوا فیہا فی کثیر من الاحوال لایخرج ذلک البعض
عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا اقول ھکذا ینبغی ان
یقال فی المصافحۃ یوم العید پس کہڑا ہونا وقت میلاد شریف کے
یا آگے زیارت رسول صلعم کے کمال مستحسن ہے اور عالمگیری مین لکھا ہے
کہ آگے زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا کہڑا ہووے جیسا نماز مین کہڑا ہوتا ہے
فیتوجہ الی قبرہ فیقف عند بابہ ولا یضع یدہ الی جدار التربۃ فہو اہیب
واعظم للحرمۃ ویقف کما یقف فی الصلوۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ کانہ نائم
فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ کذا فی الاختیار شرح المختار اور اسپر اجماع
علمائے حرمین اور بخارا اور علماء ہند وغیرہ کا ہے انکار اجماع کہ نص قطعی
ہے کفر ہے لایجتمع امتی علی الضلالۃ اور مخالفت اجماع کی کرنا مصداق
من شذ شذ فی النار کا ہے اور سید محمد برزنجی کہ امام حدیث اور سیر کے
اور تعریف اونکی روضۃ الاحباب تصنیف عطاء اللہ بن فضل اللہ
حسینی مین لکھی ہے کہ وہ معاصر ابن جوزی کے ہین اور امام حرمین شریفین کا
اونہون نے کتاب عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین لکھا ہے وقد
استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ودرایۃ
فطوبی لمن کان قیامہ تعظیمہ صلعم غایۃ مرامہ ومرماہ ودربہجت

الاسرار باسنادیکہ در وے دو واسطہ بیش نیست روایت کردہ کہ روزے
حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی بود
و وعظ میفرمود و قریب بدہ ہزار کس در نادیہ وعظ وے حاضر و شیخ علی در زیر پائے
کرسے شیخ علے نشستہ ناگاہ شیخ علے را خوابے بر د پس شیخ عبد القادر قوم را
فرمود اسکتوا پس ہمہ ساکت شدند تا آنکہ خبر انفاس از ایشان شنیدہ
نمیشد پس فرود آمد شیخ از کرسے و باستاد با دب در پیش شیخ علے مذکور ویسے
نگریست در روی وے پس بیدار شد شیخ علے گفت شیخ عبد القادر بارے
کہ دیدے حضرت را در خواب گفت نعم فرمود ازین جہت ادب ورزیدم
با تو و ایستادم در پیش تو فرمود چہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلعم گفت بملازمت
مجلس تو پس شیخ علے گفت انچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیدارے
دید روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان راہ در آنروز از عالم رفتند
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل من ترجمۃ المشکوۃ للشیخ عبد الحق الدہلوسے
قدس سرہ بلفظہ سے کتاب الروانتہے اقول ان روایات سے معلوم
ہوتا ہے کہ بدعت کئی قسم پر منقسم ہے اور ہر بدعت ضلالت نہین بلکہ
بدعت سئیہ البتہ ضلالت ہے اور تعزیہ بدعت سئیہ ہونا غیر معلوم بلکہ وہ
ایک سنت حسنہ ہے ومن سن فے الاسلام سنتہ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من
عمل بہا کیونکہ یہ موجب اوس چیز کا ہے جو موجب دخول جنان ہے۔ باعث
خوشنودی نبی الانس و جان ہے۔ اسے اہلسنت و جماعت تعزیہ
ہرگز ہرگز کسی معنے سے بدعت نہین ہوسکتا ہان یہ آپ صاحبونکا اعتراض
آپ کے اکابر کے بدعتون کے کہلوانے کے لئے بیشک بڑا محرک ہے

بطریق تنزل کہتے ہین کہ خلفاے ثلثہ سے کوئی ایسا ہوا جو بدعت
ایجاد کرنے کا مرتکب نہ بنا بلکہ خود اپنی زبان سے اوس فعل کے بدعت
ہونے کا اقرار کیا دیکھئے حکم تو اون سہے کہ البصر من کان بعیبہ بصیرا
وسنے عیب غیرہ ضریرا لیکن یہان پر تعزیہ کو بدعت ٹھہرانا شیعون کا
حقیقت مین عیب نہین بلکہ ایک خواہ نخواہ آپ لایق بننے کے لیے جھوٹا اعتراض ہے
معلوم نہین کہ اہلسنت جب بدعات خلفاء کو سنتے ہین تو اونکو بدعتی قرار دیتے
ہین اور مصداق حدیث کل بدعة ضلالة الخ بتاتے ہین یا وہ بدعت بھی امنا
وصدقنا کہکر داخل شرع سمجھتے ہین سچ ہے حب الشی یعمی ویصم معلوم ہوتا ہے
کہ درست ہے جانتے ہونگے مگر پھر ایک طرفہ امر یہ ہے کہ وہ چیزین تو جنسے
شریعت منقلب ہوگئی قابل اعتراض نہین اور وہ شے جسسے حسنات
حاصل ہوے لائق اعتراض یہ مباہتہ اور مکابرہ نہین تو کیا ہے اور پھر اوپر
دعوے تحقیق سے ہرکس کہ نداند وبداند کہ بداند * در جہل مرکب ابد الدہر بماند
اب اگر طبیعت محققین بدعات خلفاء راشدین حضرات متسنین کے اظہار کو
چاہتی ہے تو ہم پورا پورا بالتفصیل حال نہین لکھ سکتے ہان بالاجمال بیان
کرتے ہین اول بدعات خلیفہ اول پس منجملہ اونکی ایک یہ ہے کہ اونہون نے

بدعات خلفاء

اپنا نام امیر المومنین رکھا تفصیل اسکی کتب مبسوطہ سے باہر ہے لیکن بدعات
جناب خلیفہ ثانی عالم علوم ربانی رشادت مآب حضرت عمر بن الخطاب
پس اگر وہ سب لکھے جاوین تو مین اپنے ما فی الضمیر سے مخالف ہو جاوُنگا
اور اوراق بھی زیادہ ہوکر دستہاے نازک ناظرین باتمکین کو تکلیف
دینگے مگر چونکہ چند کا اونمین سے حسب ضرورت لاحقہ یہان بیان کرنا ضرور ہے

لہذا باختصار و ایجاز حوالہ خامہ عنبر شمامہ کرتا ہون اور صاحبان نصفت گزین
اور پیروان دین مبین سے امید انصاف رکہتا ہون و علے ان اقول ولا علی
القبول لمولفہ سنواے طالبان دین و ایمان ٭ سنواے صاحبان عقل و عرفان
سنواے حامیان شرع احمد ٭ سنواے مقبلان حکم ایزد ٭ سنواے دین کے
پابند یارو ٭ سنواے بہائیو اسلام والو ٭ تعصب کے حجابون کو ہٹاؤ ٭ اگر انصاف کا
کچہہ حظ اوٹہاؤ ٭ ذرا چشم بصیرت کو تو کہولو ٭ کوئی انصاف کا بہی لفظ بولو۔۔۔
ہے دنیا چند روزہ یہ بہی جانو ٭ تعصب چہوڑ دو للہ مانو ٭ غشاوہ تہا پڑا
آنکہون پہ اونکی ٭ عذاب سخت ہے شانون مین جنکے ٭ صحابہ کے بہت مین
ایسے بدعت ٭ ہوئے ہین جنکے قائل اہلسنت ٭ یہان پر ہوتی ہے تو منیح
اونکی ٭ نظر کر غور سے تصریح اونکی ٭ اکثر بدعات جناب خلافت مآب کے
علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ خلفا مین بیان کئے ہین یہ علامہ مشاہیر
علمائی اہلسنت سے ہین ثقات محدثین سے انکو جانتے ہین بلکہ نوین صدی مین
اپنے دین کا مجدد اور درست کرنیوالا مانتے ہین اور شاہ عبد العزیز دہلوی
صاحب تحفہ بہی رسالہ اصول حدیث مین انکو مستند اور حافظ اپنے وقت کا
بتاتے ہین نہایت جلالت اور عظمت انکی بیان فرماتے ہین کہتے ہین تصانیف
مابین آفاق معروف و مشہور ہین اسانید انکی جہان مین قریب و دور ہین
تاریخ مذکور مین بیچ فصل اولیات عمر کے بدعات کو گناتے ہین اوسمین چند کا
ہم بہی ترجمہ کر کے اسمقام پر لاتے ہین ۔ عسکری نے بیان کیا ہے
کہ اس شخص نے پہلی سب سے پہلی اپنا نام امیر المومنین رکہا اور اوّل اسی شخص نے
ماہ رمضان کے قیام کو سنت کیا ۔ اوّل اونہون نے شراب کے پینے پر

اسی کو ڑی ماری۔ انہون نے پہلے متعہ کو حرام کیا۔ اول اس شخص نے
لوگون کو نماز جنازہ مین چار تکبیرون پر جمع کیا۔ یہ اوّل وہ شخص ہے
جسنے میراث مین مسئلہ عول جاری کیا وغیر ذلک اور اگرچہ یہ ہے کافی ہے
بلکہ علامہ سیوطی نے تو بہت لکھا ہے اور ہمنے اوسمین سے چند کو بیان کیا ہے
لیکن اگر بنا بر مزید تحقیق و وفور تدقیق کسے صاحب کو اسسے زیادہ اثبات کے
حاجت ہو تو اوسکو گوکہ ہم ان ورقونمین پورا پورا تفصیل رفع نہین کر سکتے
مگر ہان بیان شافی اور کلام کافی مختصرا ہدیہ ناظرین طیاب خائفا عن الاطناب
کرتے ہین۔ اور جانتے ہین کہ من لایکفیہ القلیل لایکفیہ الکثیر۔ مین اول
اوس بدعت کو جناب ابن خطاب سر یر آرائے خلافت و مسند نشین
امارت کے بیان کرتا ہون جو آج تک مابین دیار و امصار بغایت اشتہار
جاری اور معمول یہ ہے یعنے نماز تراویح جو ماہ رمضان مین شب کو بیس
رکعتین پڑہی جاتے ہین یہ جماعت محض اختراع صاحب کرو فر او ابداع
جناب عمر کا ہے کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ یہ سنت نمازین رات کو
رمضان کے پڑہا کرتے تہے اور تین روز تک جماعت سے بہی پڑہائے
اسیوقت سے یہ شایع ہے چنانچہ مولوے شیخ عبد العزیز دہلوی نے
تحفہ کے باب مطاعن مین زیر طعن نہم اسکو لکہا ہے مگر جب اس مسئلہ کے
تحقیق و تنقید کیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ کچہہ اور ہی ہے کتب معتمدہ سے
ثابت ہے کہ نہ تو حضرت کے زمانہ مین یہ تہے اور نہ خلافت جناب ابوبکر
مین اور نہ تہوڑے عرصہ تک خلافت حضرت عمر مین بہی لیکن بعد مین
خود حسب خواہش خاطر فیض ماثر تراویح کو مروج فرمایا اور پہر لطف یہ ہے

بدعت تراویح

کہ بار ہا اپنے ہی زبان سے اسکو بدعت حسنہ تبلایا جناب رسول مقبول کے
جانب اس نماز کے نسبت دینا دعوی غانی ہے فی الحقیقت اختراع جناب
خلیفہ ثانی سے ہے صحیح بخاری مین کہ جو اہلسنت کے نزدیک بعد کتاب
جناب باری ہے اور جسکا درس وتدریس برابر جاری ہے صحاح ستہ مین
وہ افضل ہے اور مابین کتب حدیث اشل باب فضل من قام رمضان
من کتاب الصوم مین ابوہریرہ سے مذکور ہے یہان مجملاً ترجمہ مسطور ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ماہ رمضان مین از روے
ایمان واحتساب قیام کرے تو اوسکے گذشتہ گناہ بخشے جاینگے ابن شہاب
کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور یہ معاملہ
ایسا ہی رہا اور خلافت ابی بکر مین بھی ایسا ہی تھا اور اول اول عمر کے
بھی خلافت مین یون ہی تھا انتہے اور صحیح مسلم جو اخت صحیح بخاری ہے
اور بعض کے نزدیک اوس سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ تدریب سیوطی مین ہے
اوسمین بھی اسی مضمون کے باب الترغیب فی قیام رمضان من کتاب
الصلوۃ مین مسطور ہے کہ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے جنکے نسبت
یافعی نے وقایع سنہ ۶۷۶ ہجری مین فقیہ امام شیخ الاسلام مفتی انام محدث
متقن محقق مدقق نجیب الخیر مفید ولی کبیر صاحب محاسن عدیدہ وسیرہ
حمیدہ وتصانیف مفیدہ اور بہت سے تعریف لکھی ہے منہاج شرح صحیح
مسلم مین اوس مقام پر جہان صحیح مسلم مین ہے لکھا ہے جسکا محصل ہم بیان
کرتے ہین کہ بعد وفات رسول مقبول تا حین خلافت ابوبکر و شروع خلافت
عمر ایسا ہی رہا یعنے ہر شخص ماہ رمضان مین اپنے گھر تنہا نماز پڑھتا رہا

جب تک شروع زمانہ خلافت عمر کا گذرا پھر عمر نے لوگونکو ابی بن کعب کے ساتھ
جمع کیا اور واوستے انکی جماعت کرائی اور پھر ہمیشہ کے لئے جماعت ہوگئے
انتہے یہ روایت اسپر دلالت صریح رکھتی ہے کہ عہد جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد ابی بکر اور صدر خلافت عمر مین ماہ صیام کے
قیام مین جماعت نہ ہوئی بلکہ ہر شخص اپنے گھر مین تنہا نماز پڑہ لیتا تھا اور بعد اسکے
خلافت مآب نے مقرر فرمایا لیکن وہ عذر بارد جو کیا جاتا ہے کہ حضرت رسول
مقبول نے بھی یہ نماز بجماعت پڑہی سو اسکے دفع مین ملا علے قاری جنکے
مدائح ارباب حدیث اہلسنت پر مخفی نہین ہے شرح موطا مین جواب شافی دیتے ہین
اور یہ شرح بحوالہ خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز دہلوی معتمد و مستند ہے
چنانچہ بستان المحدثین مین شاہ صاحب ذکر نسخہ موطای محمد بن الحسن مین
فرماتی ہین و این نسخہ موطا را ملا علے قاری از متاخرین شرح کردہ اند و ہو
مروج و مشہور فے ہذہ الدیار انتہے ملا علی قاری باب قیام رمضان مین لکھتے ہین
جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت نے وفات پائی اور تراویح مین جماعت نہوئے
اور اسکو حافظ ابن حجر نے کہا ہے اور بعد آپکے زمان خلافت ابی بکر
و صدر خلافت عمر مین ہمیشہ ایسا ہی رہا یعنے ہر شخص ماہ رمضان مین اپنے گھر
تنہا نماز پڑہ لیتا تھا جبکہ زمانہ شروع خلافت عمر کا گذر گیا تو انہون نے
اسمین جماعت کرائے اور یہ جو ابن وہب نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ اوسوقت باہر تشریف لائے جب ماہ رمضان مین لوگ
مسجد مین نماز پڑہ رہے تھے اور کہا کہ یہ کیا ہے کہا گیا کہ لوگ ابی بن کعب کے
ساتھ نماز پڑہتے ہین تو حضرت نے جواب دیا کہ انہون نے بہت اچھا کیا

اور اسکو عبد البر نے ذکر کیا ہے اور اسمین مسلم بن خالد ہے اور وہ ضعیف ہے
اور محفوظ یہ امر ہے کہ عمر وہ شخص ہے جسنے لوگونکے جماعت ابی بن کعب سے
کرائی ابن حجر نے اسکو لکھا ہے اور سیوطی نے اسکا ذکر کیا ہے انتہی پس
روایت بالا سے کالشمس فی رابعۃ النہار باعتراف محقق عالی وقار ظاہر
وباہر ہے کہ وہب کی روایت جو ابوہریرہ سے متضمن وقوع جماعت تراویح ہے
مقدوح وقبیح ہے اور راوی اسکا ضعیف ہے لہذا یہ قول سخیف ہے
اور نہ معلوم کہ یہ ۲۰ بیس رکعتین کہانسے آگئین حالانکہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیارہ رکعت سے زیادہ رمضان اور غیر
رمضان مین حسب روایت عائشہ صدیقہ جو کہ صحیح بخاری کے باب فضل
من قام من کتاب الصوم مین ہے نہین پڑہین اور صحیح مسلم مین بھی
باسانید کثیرہ یہ روایت ماثور ہے کہ ابوسلمۃ بن عبد الرحمن نے عائشہ سے
سوال کیا کہ نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماہ رمضان مین کیونکر تھی
جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے رمضان وغیر رمضان مین
زیادہ نہین پڑہتے تھے انتہی اور اگر خوب تصریح اسکی منظور ہے تو مین
قسطلانی کے عبارت کا خلاصہ جو ارشاد الساری مین لکہی ہے بیان کرتا ہون
اول تو قسطلانی نے روایت عائشہ لکہی ہے یعنے حضرت صلعم رمضان
ورغیر رمضان مین گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑہتے تھے بعد اسکے
کہا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے جو ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت
رسول اللہ ص ماہ رمضان مین ۲۰ بیس رکعتین اور وتر پڑہتے تھے پس اسکے
سند ضعیف ہے اور یہ حدیث عائشہ کے مخالف اور معارض ہے

اور وہ صحیحین مین ہے اور عائشہ حضرت کا حال سب کا بہ نسبت اورون کے بہت
جانتی تہین انتہی یہ روایت پر افادت لبصدائے بلند نعرہ زن ہے کہ روایت
حضرت کے بیس ۲۰ رکعت اور وتر پڑھنے کی ضعیف الاسناد اور مخالف حدیث
حضرت عائشہ صاحب صدق و سداد ہے اور بوجہ عائشہ صدیقہ کے اعلم
ہونیکے اس معاملہ مین کسی صورت سے سماعت اس روایت کی نہین ہو سکتی
اور اعلمیت سے صدیقہ کے ظاہر ہے کہ اگر روایت ابن ابو شیبہ کی ضعیف بھی
نہ ہوتے تو بھی حضرت عائشہ کی روایت پر ترجیح نہ پاتے۔ علاوہ بر آن خود
جناب ستطاب عمر بن الخطاب کا اقرار و اعتراف نماز تراویح کی بدعت ہونے پر
ثابت اور متحقق ہے اور جب کہ یہ ثابت ہو جاوی تو کچھ ضرورت کسی روایت
اور کسی حدیث کے استدلال کے نہین ہے صحیح بخاری مین جسپر عمل کرنیکے
لئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے موافق تصریح شاہ ولی اللہ صاحب
دہلوی کے رسالہ درثمین فے مبشرات النبی الامین مین اجازت دے ہی باب
فضل من قام رمضان من کتاب الصیام مین ایک حدیث مذکور ہے جسکا
خلاصہ درج تحریر ہے کہ عبد الرحمن بن عبد القاری کہتے ہین مین ایک
راتکو رمضان کے عمر بن الخطاب کے ساتھہ مسجد مین آیا دیکھا کہ لوگ علحدہ علحدہ
متفرق نماز پڑھتے تھے عمر نے کہا کہ اگر یہ سب ایک قاری پر جماعت کرین
تو اچھا ہوگا پھر اسکا عزم کیا اور اونکی جماعت ابی بن کعب سے کرا دی تھہ
مین عمر کے ساتھہ دوسری رات آیا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھہ
نماز پڑھ رہے تھے عمر نے کہا کہ نعم البدعتہ ہذہ کیا اچھی بدعت ہے یہہ الخ
انتہی اور کرمانی نے شرح صحیح بخاری مین اس مقام پر کہا ہے

کہ اوسکو بدعت اسوجہ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
لوگون پر سنت نہین کیا تہا اور نہ یہ ابوبکر کے زمانہ مین تہے انتہی اور امام
محی السنہ بغوی جنکو جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رسالہ اصول حدیث
مین جملہ شراح وموجہین احادیث اپنی سے پسندیدہ اور برگزیدہ اور محل اعتماد
بتلاتے ہین اور اوسکی کتاب شرح السنہ کے نسبت لکہتے ہین کہ خصوصًا شرح
السنہ بغوی در فقہ حدیث و توجیہ مشکلات کافی و شافی آنست وگویا شرح
مفاتیح ومشکوۃ از آن کتاب حاصل است انتہے اپنی اوسی کتاب شرح السنہ مین
بعد ذکر حدیث عمر کے لکہتے ہین کہ اسکے قول نعمت البدعۃ ہذہ مین یعنے یہ کیا
اچہی بدعت ہے اسکو اسوجہ سے بدعت بتایا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
لوگون پر اسکو سنت نہین کیا تہا اور نہ یہ زمانہ ابوبکر مین تہے انتہے عاقل نقاد و
تارک تعصب ولداد وسالک مسلک رشاد پر محتجب نرہا ہوگا کہ جو حضرات
اہلسنت کے اس بارہ مین دعوی تہے اونکی قلع و قمع بروایات صریحہ
واحادیث صحیحہ ہوگئی گرم تر روایتٹا قرار بدعت نماز تراویح جناب خلیفہ صاحب
سے محل تامل وغور ہے کہ جناب بانی مبانی نماز رمضانی خلیفہ ثانی تو خود
باقرار لسانی اوسکو بدعت او رخلاف فعل محبوب سبحانی فرماوین اور مشاہیر
محققین او رعائد محدثین بہی اونکے اعتراف کے موافق روایتین معرض بیان
مین لاوین لیکن حضرت شاہ صاحب مولف تحفہ ومترجم صواقع کا سلسلہ
اسمین توجیہ رکیک اور تاویل ضعیف درمیان لاکر بہ جرات وجسارت
تحریر کرین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا تین شب رمضان مین جماعت تراویح
کو ادا فرمانا جمیع کتب حدیث اہلسنت مین بشہرت و تواتر ثابت ہوا ہے

سبحان اللہ۔ رسالہ اصول حدیث مین تو امام محی السنہ کی یہ توصیف
وتعریف اور اتنا اعتماد و اعتبار اور یہان اتنا بے وقعت وبے مقدار
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور سوا اسکے معلوم نہین کہ صحیح بخاری اور
صحیح مسلم اور شرح موطا ملا علی قاری اور ارشاد الساری قسطلانی اور
شرح صحیح بخاری کرمانی اور تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی وشرح السنہ
امام محی السنہ بغوی کس فرقہ کی کتابین ہین اور خدا جانے کتب مصنفہ شاہصاحب
مین کتنے ان محدثون اور تصنیفون کے توصیف وتعریف بھری ہے
الحق حب الشئی یعمی ویصم۔ محبت شے کی کر دیتی ہے اندھا۔ خلافت مآبکا
اقرار بدعت اور شاہصاحب وغیرہ کا اس سے بری کرنا عجیب تماشا ہے
مرحبا۔ جزاک اللہ۔ مدعی سست گواہ چست۔ ولکن قد حصحص الحق
ولاح ❊ وظہر وباح ❊ واتضح غایۃ الاتضاح ❊ ان الخلیفۃ الثانی ❊ مبتدع
لقیام الرمضانی ❊ باقرار لسانہ ❊ وابراز بیانہ ❊ مع ان رسول اللہ لیمنع
منعہم من الجماعۃ نہایۃ الاظہار ❊ کما صرح فی الاخبار ❊ فعلیک
ایہا الناظر المتین ❊ ذا الفکر الرصین ❊ بسلوک مسلک الانصاف ❊ وجنب طریق
الاعتساف ❊ والان تحاشینا الاملال ورمنا الاختصار ❊ فاقتصرنا علی ہذہ
الاخبار ❊ وہی کافیۃ لاولی الشعور ❊ ۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا
لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ❊ دوسری بدعت حضرت خلیفہ ثانی کے یہ ہے کہ دو نو متعہ
عورتون اور حج کے جو زمانہ رسول خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ اور عہد خلافت
ابی بکر مین جاری تھے خود حرام فرمائے اور کلام ربانی اور احادیث محبوب
سبحانے پر کچھہ خیال نکیا قرآن مین آیہ فما استمتعتم بہ منہن اجورہن فریضۃ

صریح موجود ہے کہ متعہ جائز ہو واسطے تفاسیر مین محدثین اہلسنت نے
گواہی دی ہے کہ متعہ زمان پیغمبر و خلافت ابی بکر مین برابر ہوتا رہا اور
خاص خلیفہ ثانی نے اسّے منع کر دیا لیکن اگر بنا بر توثیق و تحقیق روایات
مستندین اور اقوال معتمدین کے حاجت ہو تو ہم وہی کلام علامہ سیوطے کا
جو مذکور ہوا بس جانتے ہین کہ اول خلیفہ عمر نے متعہ کو حرام کیا زیادہ تفصیل سے
معذور ہین لیکن اسپر اکتفا کرنے سے بھی مجبور ہین کیونکہ بحث طوالت
چاہتا ہے لہذا کچھ تھوڑا سا بسط دیگر مرویات کتب معتمدہ و رسائل
مستندہ سے اسکو بیان کرتے ہین اس تحریر سے ظاہر ہوجاویگا
کہ کیسے کیسے صحابہ جلیل القدر اور کیسے کیسے تابعین وغیرہم برابر متعہ کرتے تھے
انہین روایات مین یہ بھی تصریح ہوجایگی کہ خود حضرت ثانی نے اپنے
رائے سے اسکو حرام ٹھہرایا اور اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو کتب علماء اعلام
شیعہ شکر سعیہم رب البریہ مثل ضربت حیدریہ و شعلہ ظفریہ و تشئید المطاعن
وغیرہا کے جو ان مباحث مین نہایت مسکت مفحم ہین ملاحظہ فرماوین
اور در مقصود و دامن مراد مین لاوین پہلی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم
کے باب نکاح متعہ مین کتاب النکاح سے صفحہ ۱۵۴ پر یہ روایت لکھی ہے

حدثنا حسن الحلوانی قال نا عبد الرزاق قال نا ابن جریح قال قال عطاء

قدم جابر بن عبد اللہ معتمرا فجئناہ فی منزلہ فسالہ القوم من اشیاء ثم
ذکروا المتعۃ فقال نعم استمتعنا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر و عمر مطلب اسکا یہ ہے کہ عطاء وغیرہ نے جابر بن عبد اللہ سے
اسکے منزل مین آکر چند چیزون کا سوال کیا اور بعد اسکے متعہ کا ذکر آگیا

پس جابر نے کہا کہ ہان ہم نے عہد رسول اللہ اور ابی بکر و عمر مین متعہ کیا اور اس روایت سے ظاہر ہے کہ جابر اور اور لوگون نے حضرت کے وقت اور ابی بکر و عمر کے خلافت مین برابر متعہ کیا اگر متعہ حرام ہوتا تو عیاذاً باللہ ایسے صحابہ کرام کیون مرتکب زنا و حرام ہوتے سہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؎ دوسری دلیل اوسکے کتاب صحیح مسلم مین اوسی مقام و صفحہ پر یہ ہے کہ حدثنی محمد بن رافع قال نا عبد الرزاق قال نا ابن جریج قال اخبرنے ابو الزبیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر و الدقیق الایام علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر حتی نہی عنہ عمر فے شان عمرو بن حریث حاصل اسکا یہ ہے کہ ابو زبیر کہتے ہین مین نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے سنا ہے کہ ہم ایک مٹھی چھواری آور آٹے سے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر مین عورتون سے متعہ کرتے تھے حتی کہ عمر نے شان عمرو بن حریث مین منع کر دیا انتہی اور اسسے واضح ہے کہ اسکا اجراء برابر ہر عہد مین رہا اور جابر بن عبد اللہ صحابی جلیل القدر اور اکابر و اعاظم صحابہ سے ہین اور جابر کا اطلاع دینا لوگون کو اپنے فعل کے اور پھر نہی ہونے اوسکے رسول مقبول سے صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ صرف نہی عمر ی متعہ کو ناجائز نہین کر سکتے بلکہ نہی خدا اور رسول پر موقوف ہے اور اوسکا حال خود اوسکے اپنے فعل سے بیان کیا ہے تیسری دلیل کنز العمال مین صفحہ ۳۴۵ پر ترجمہ متعہ مین کتاب النکاح کے حرف نون کے قسم افعال سے یہ لکھی ہوئی ہے عن جابر قال کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر و الدقیق علی عہد النبی صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر حتی نہی عمر الناس و کنا نعتد من المستمتع منہن بحیضۃ

عب اور اسکا بھی وہی حاصل ہے کہ جابر نے خود اپنا اور اور لوگون کا متعہ کرنا
عہد نبی صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر مین بیان کیا اور کتاب کنز العمال تالیف
علے متقی کی ہے جسمین اوسنے جمع الجوامع سیوطی کے تبویب کی ہے اسکے
نسبت مولوی غلام علے آزاد بلگرامی سبحتہ المرجان مین یون لکھتے ہین کہ مولانا
شیخ علے متقی اعاظم اولیاء واکابر اتقیا سے ہے **چوتھی دلیل** کنز العمال کے
صفحہ ۴۳۴ پر نشان سابق سے یہ مسطور ہے عن جابر قال تمتعنا متعۃ الحج
ومتعۃ النساء علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما کان عمر نہانا فانتہینا
ابن جریر یعنے جابر کہتے ہین کہ ہم عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین متعہ
حج و متعہ نسا کرتے تھے لیکن جب عمر نے منع کیا تو باز آئے **پانچوین** دلیل کنز العمال
صفحہ ۴۳۵ پر اوسی پتہ سے اس مضمون سے لکھی ہے کہ جابر سے متعہ کا سوال
کیا گیا اوسنے جواب دیا کہ ہم نے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر
وعمر مین متعہ کیا پھر عمر نے اوسے منع کر دیا ان روایتون او راور روایتون
صحیح مسلم وکنز العمال وصحیح بخاری وجامع ابن اثیر وغیرہا کے حکایت
لائی ہے کہ جابر بن عبد اللہ جو اجلہ صحابہ سے تھے بیان کرتے تھے کہ مین نے
اور اور لوگون نے عہد رسالت مآب اور ابو بکر مین متعہ کیا اور معلوم ہے
کہ صحابہ کے فعل سے خبر اہلسنت کے نزدیک اوس حدیث کے مرفوع
ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اوسکے خبر درست ہوگی کیونکہ وہ حضرت کے
زمانہ مین تھا لیکن بیان اسکا کہ جزو دنیا صحابی کا فعل صحابہ سے حکم حدیث
مرفوع مین سے پس اکثر کتب معتمدہ اہلسنت مین درج ہے از آنجملہ ابن حجر
جسکے توصیف مین علامہ سیوطی کتاب حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ مین

ان الفاظ سے رطب اللسان ہے کہ قاضی القضاۃ ابن حجر امام الحفاظ اپنے
زمانہ کا تھا اور جمیع فنون میں متقدم ہوا اسکے وقت میں کوئی حافظ سوای اسکے
ایسا نہ تھا بہت سی کتابیں اسکی تصنیف سے ہیں انمیں سے نخبتہ اور اوسکے
شرح وغیرہ ہیں انتہے اپنی کتاب نخبتہ الفکر میں کہتے ہیں کہ مثال مرفوع
تقریر سے حکمًا یہ ہے کہ کوئی صحابی خبر دی کہ وہ زمانہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
مین ایسا کرتے تھے پس اسکو حکم رفع کا ہے اس جہت سے کہ ظاہر یہ ہے
کہ اسپر حضرت نے اطلاع دی ہوگے۔ اور کتاب مواہب لدنیہ کی مقام
اباحت لحوم خیل مین بھی ابن حجر کے فتح الباری سے نقل کر کے بیان کیا ہے
کہ الراجح ان الصحابی اذا قال کنا نفعل کذا علے عہد رسول اللہ کان لہ
حکم الرفع لان الظاہر اطلاعہ صلے اللہ علیہ وسلم علے ذلک وتقریرہ حاصل
یہ کہ مذہب راجح یہ ہے کہ کوئی صحابی جسوقت کہے کہ ہم عہد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین فلان چیز کو کرتے تھے اوسکو حکم رفع کا ہے یعنے وہ حدیث
مرفوع ہووے گی کیونکہ ظاہر اطلاع حضرت کی ہے اس فعل پر اور مقرر کرنا
آنحضرتؐ کا اس فعل کو انتہے اور محمد بن امام بالکاملیۃ نے بھی شرح منہاج
الوصول کے فصل ثالث ماظن صدقہ وہو خبر العدل الواحد مین باب ثانی
اخبار سے صفحہ ۵۶ پر اسی مضمون کو بیان کیا ہے چھٹی دلیل یہہ ہے
کہ سوائی جابر بن عبد اللہ صحابی کے ابو سعید خدری اور دیگر صحابہ نے
بھی یہی روایت کی ہے چنانچہ کنز العمال علاء علے متقی مین صفحہ ۵۳۴ پر
نشان سابق سے یہہ تحریر ہے عن ابی سعید قال کنا نتمتع علے عہد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالثوب ابن جریر اور اس سی ثابت ہے

کہ ابوسعید خدری و دیگر صحابہ عہد حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
مین متعہ کرتے تھے اور دوسری روایت بھی ملا علے متقی نے اسے
مضمون سے لکھی ہے اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ خبر دینا صحابی کا فعل
صحابہ سے دلیل صحت کی ہے پس متعہ کا مشروع ہونا درست رہیگا اور نہی
عمری اوسمین کچھ اثر نہ کرسکے گی ساتوین دلیل یہہ ہے جو ملا علی متقی نے
کنز العمال مین نشان سابق پر لکھی ہے اور ۳۵۴ صفحہ پر مسطور ہے عن
ابن مسعود قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول
اللہ الا نختصی فنہانا و رخص لنا ان نستمتع احدنا بالمراۃ بالثوب الی اجل ابن جریر
اس روایت کو ائمہ اعلام و مشائخ فخام سنیہ نے نقل کیا ہے اور نہایت صحیح
و ثابت ہے شیخین نے بھی اسکو صحیحین مین ذکر کیا ہے اور اس سے دلالت
صریحہ ہے کہ ابن مسعود نے صرف جائز کرنا متعہ کا جناب رسالتمآب سے
نقل کیا اور ناسخ کا مطلق ذکر نہین کیا اور جلالت ابن مسعود کے نزد
اہلسنت بغایت ہے اصحاب عدول سے گنتی مین احتیاج بیان کے نہین
ابن مسعود کے نزدیک متعہ کے جائز ہونیکی روایت نووی نے منہاج شرح
صحیح مسلم مین بھی باب نکاح متعہ مین کتاب نکاح سے لکھی ہے۔ اور ملا یعقوب
لاہوری نے خیر جاری اور طیبی نے شرح مشکوۃ اور قسطلانی نے ارشاد
الساری مین لکھا ہے کہ ابن مسعود قائل جواز متعہ کا تھا آٹھوین دلیل یہہ ہے
کہ خود خلیفہ ثانی نے وقت تحریم بیان کیا کہ دو متعہ جو عہد رسول مقبول مین تھے
مین اونسے نہی کرتا ہون چنانچہ کنز العمال ملا علے متقی مین مسطور ہے عن
ابی قلابہ ان عمر قال متعتان کانتا علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وانا انہی عنہما واضرب علیہما ابن جریر کرا ور پہراوسی کنز العمال مین یہہ ہے
عن عمر قال متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی عنہما وانا
علیہما متعۃ النساء ومتعۃ الحج ابن صالح کاتب اللیث فی نسختہ والطحاوی
اور احکام القران تصنیف ابوبکر علی بن احمد حصاص رازی مین مذکور ہے
قال عمر بن الخطاب متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ انا انہی عنہما واضرب علیہما
متعۃ الحج ومتعۃ النساء اور شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی جواکابر
ائمہ حنفیہ سے ہے اور محامد اور مناقب اوسکے جواہر مضیۂ عبد القادر وغیرہ مین
مذکور ہین کتاب مبسوط کے ذکر متعۂ حج مین کہتے ہین وقد صح ان عمر رضی اللہ عنہ
نہی الناس عن المتعۃ فقال متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وانا انہی عنہما متعۃ النساء ومتعۃ الحج ان سب روایات کا حاصل یہ ہے کہ حضرت
عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ دو متعہ نساء وحج کے جو زمانہ رسول اللہ مین تھے
مین اونکا نہی کرتا ہون اور جو کوئی ایسا کریگا اوسپر عقاب کرونگا۔ کیا خوب
انصاف کی حجت طائفہ اہلسنت سے ابن قیم نے زاد المعاد کے فصول غزوہ
الفتح سے ایک فصل مین لکہا ہے کہ والیضا فلو صح لم یقل عمر انہا کانت علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہا واعاقب عنہا بل کان یقول ان
صلی اللہ علیہ وسلم حرمہا ونہی عنہا یعنے اگر یہ امر صحیح ہو تو عمر یہ نہ کہتے کہ
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوتا تہا اور مین اوسسے منع کرتا ہون
اور عقاب دونگا بلکہ یہ کہتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
حرام کیا ہے اور اسسے نہی کی ہے اور الحمد للہ رب العالمین کہ حق ظاہر
اور مدعا ثابت ہوا۔ لنوین دلیل قاطع اور برہان ساطع اور حجت قطعیہ

یقینیہ جوازمتعہ پر ارشاد باسداد جناب امیر المومنین علیہ السلام کاہے حضرت نے
فرمایا کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا تو کوئی زنا نکرتا مگر شقی اس روایت کو بتفاوت
یسیر اعلام حذاق و مشاہیر آفاق و ائمہ محدثین و افاخم متقدمین وارکان
دین اہلسنت نے مثل عبد الرزاق و ابو داؤد جو ارباب صحاح ستہ سے ہین
اور ابن جریر طبری اور ثعلبی اور فخر رازی اور نیشاپوری اور سیوطی اور ملا علی
متقی وغیرہ کے بیان کیا ہے دو ایک روایتین مین بھی بیان کرتا ہون ملا علی
متقی نے کنز العمال مین کتاب النکاح کے حرف نون مین لکھا ہے عن علی قال

لولا ما سبق من رائے عمر بن الخطاب لامرت بالمتعۃ ثم ما زنی الا شقی عب

ای رواہ عبد الرزاق فی جامعہ وای ابو داؤد فی ناسخہ وابن جریر یعنے
جناب امیر سے ہے کہ فرمایا اگر وہ چیز نہ سبقت کرتے جو رائے عمر بن خطاب سے
ہوئی تو مین البتہ متعہ کا حکم کرتا اور پھر کوئی زنا نکرتا مگر شقی انتہے دیکھنا چاہیے
کہ جناب امیر فرماتے ہین عمر نے اپنی رائے سے متعہ کو حرام کیا اور حضرت کی
یہ رائے تھی کہ متعہ کا حکم فرماتے تاکہ لوگ فعل زنا اور ارتکاب حرام سے محفوظ
رہتے حدیث الحق مع علی و علی مع الحق مشہور ہے انا مدینۃ العلم و علی بابہا بھی
ماثور ہے۔ کلام امیر انا قران ناطق و ہذا قران صامت مین کسکو کلام ہے
انکی اطاعت مین کونسا شک کا موقع اور ریب کا مقام ہے۔ علامہ سیوطی بھی
جو کہ نوین صدی مین درست کرنیوالے گنے جاتے ہین جیسا کہ فتح المتعال مین ہے
تفسیر در منثور مین اسی روایت کو فرماتے ہین اور تفسیر در منثور کے نسبت جناب
شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی رسالہ اصول حدیث مین تصریح فرمائی ہے
کہ یہ تفسیر جامع تفاسیر مشہورہ کی ہے اوسمین لکھا ہے کہ اخرج عبد الرزاق

وابو داؤد فی ناسخہ وابن جریر عن الحکم انہ سئل عن ہذہ الایۃ منسوختہ قال لا وقال علی لولا ان عمر نہی عن المتعتہ ما زنی الا شقی یعنی اس آیت سے سوال کیا گیا کہ منسوخ ہے یا نہیں کہا نہیں اور جناب علی نے فرمایا ہے کہ اگر متعہ کی نہی عمر نا کرتا تو کوئی زنا نہ کرتا مگر شقی انتہی تفسیر ثعلبی اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی مین بہی روایت ہے بخوف تطویل قلم انداز ہوئی جسکو تحقیق منظور ہو وہ تشئید المطاعن ملاحظہ کری۔ دسوین دلیل یہ ہے کہ امام مالک بہی جواز متعہ کے قائل ہو گئے چنانچہ برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل فرغانی نے ہدایہ مین لکہا ہے ونکاح المتعتہ باطل وہو ان یقول لامراۃ اتمتع بك کذا مدۃ بکذا من المال وقال مالک رحمہ اللہ ہو جائز لانہ کان مباحا فیبقی الی ان یظہر ناسخہ یعنی نکاح متعہ باطل ہے اور وہ یہہ ہے کہ عورت سے کہی مین تجہہ سے اتنی مدت کے لئے اتنی مال پر متعہ کرتا ہون اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ وہ مباح تہا پس وہی رہیگا جبتک کوئی منسوخ کرنیوالا ظاہر ہو انتہی اور قول مالک باباحت جواز متعہ فتاواے قاضی خان اور محیط رضی الدین محمد بن محمد سرخسی اور کنز الدقائق ابو البرکات نسفی اور شرح کنز الدقائق فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی بن محجن زیلعی اور شرح کنز الدقائق ابو محمد محمود بن احمد عینی وسراج وہاج شرح مختصر قدوری وحدائق الازہار شرح مشارق الانوار وجیہ الدین عمر بن عبد المحسن الارز نجانی مین موجود ہے تفصیل وتشریح اسکے مصنفات علمائے اعلام مثل استقصار الافحام وتشئید المطاعن وتقلیب المکائد وبارقہ ضیغمیہ وضربت حیدریہ وشعلہ ظفریہ مین موجود ہے تلک عشرۃ کاملتہ والحمد للہ

رب العالمین علے ما اجری الحق علے السنتہ المخالفین ولنعم ماقیل ؎ عدو شود
سبب خیر گر خدا خواہد ٭ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است ٭ تیسری بدعت
حضرت موصوف کے یہ ہے کہ حی علے خیر العمل کو جو اذان کا ایک جزو ہے
جناب نے نہایت دلیری اور غایت جرأت سے نکلوا دیا اور اس امر کے
بابت اہلسنت کسیطرح سے انکار نہین کر سکتے اور کیونکر کچھ کہہ سکین جب علماء
معتمدین و ائمہ دین حضرات متسنین نے صاف صاف لکھدیا کہ یہ فعل حضرت
خلیفہ ثانی سے سرزد ہوا اگرچہ بعض علماء اس حرکت کے جواب مین سرگرم
ہوتے ہین لیکن کچھ ہو نہین سکتا کبھی تاویل رکیک اور توجیہ سخیف کو آگے
لاتے ہین کبھے معترف ہو کر اجتہاد خلیفہ کے حیلہ سے خاموش ہوجاتے ہین
شمس الدین محمود بن عبد الرحمن بن احمد اصفہانی تشئید القواعد مین مطاعن
عمر کے مقصد پنجم امامت مین کہتے ہین ومنہا انہ حرم المتعتین فانہ صعد المنبر
وقال ایہا الناس ثلث کن فی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا انہی
عنہن واحرمہن واعاقب علیہن وہی متعتہ النساء ومتعتہ الحج وحی علی خیر العمل
یعنے بعض مطاعن سے یہ ہے کہ اوسنے متعون کو حرام کیا کہ وہ منبر پر چڑھے
اور کہا کہ ایہا الناس تین چیزین عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین تہین
مین اونسے منع کرتا ہون اور حرام کرتا ہون اور اونکی وجہ سے عقاب کرونگا
اور وہ متعہ عورتون اور حج کا اور حی علے خیر العمل ہے اور جواب مین اس
طعن کے کہا ہے کہ انہ کان حرم المتعتین ومنع حی علے خیر العمل لانہ ظہر
عندہ المحرم لذلک بعد الجواز والمجتہد تابع لہ لما اوجبہ ظنہ یعنے اوسنے
متعون کو حرام اور حی علے خیر العمل کو منع اسوجہ سے کیا کہ اوسپر بعد جواز کے

بدعت حی علی خیر العمل از اذان

وہ حکم جو حرام کرتا ظاہر ہو گیا تھا اور مجتہد اوس شئے کا تابع ہے جسکو اوسکا
نص واجب کردے اور علاء الدین علی بن محمد قوشجی نے بھی شرح تجرید کے
مطاعن عمر مین اسی مضمون کی روایت لکھی ہے اور علامہ تفتازانی نے
جنکے مناقب اور محامد بیان ہوے شرح مقاصد مین کہتے ہین وقد کان
معترفا بشرعیۃ المتعتین فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ما روی
عنہ انہ قال ثلث کن علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا انہی عنہن واحر
مہن وہی متعۃ الحج ومتعۃ النساء وحی علی خیر العمل یعنے خلیفہ ثانی اس
امر کے معترف ہین کہ رسول خدا کے وقت مین دونو متعہ مشروع تھے
کیونکہ اونسے مروی ہے کہ کہا تین چیزین عہد نبی مین تہین مین اونسے
منع کرتا ہون اور اونکو حرام کرتا ہون اور وہ متعہ حج اور متعہ النساء
اور حی علی خیر العمل مین انتہی اور جواب مین سواے توجیہ وتاویل کے
کوئی شئے نہین بیان کی اور چونکہ مقام تفصیل اور موقع تطویل نہین ہے
لہذا دو تین روایات پر اختصار ہوتا ہے جسسے بوضوح ثابت ہوگا کہ حی
علی خیر العمل جزو اذان ہے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے وقت مین کہا جاتا تہا یہ بات تو ظاہر ہے کہ آنحضرت کے
عہد مین جناب بلال موذن تھے اور تتبع کتب احادیث وتفحص آیات سے
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال اذان مین حی علی خیر العمل کہتے تہے
چنانچہ کنز العمال مین جسکے مدح اور اوسکے مصنف کے توثیق مبحث
متعہ مین گذری مسطور ہے عن بلال کان بلال یوذن بالصبح
فیقول حی علی خیر العمل طب یعنے بلال سے منقول ہے کہ بلال صبح کی

اذان دیتے تھے اور حی علی خیر العمل کہتے تھے اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے
انتہے اور غایہ شرح ہدایہ مین ابن حبان سے نقل کرکے لکہا ہے عن بلال رضی
اللہ عنہ انہ کان ینادی بالصبح فیقول حی علی خیر العمل یعنے بلال رضی اللہ عنہ
سے ہے کہ وہ صبح کو اذان دیا کرتے تھے اور حی علی خیر العمل کہتے تھے انتہی اور
غایہ شرح ہدایہ تصنیف احمد بن ابراہیم سروجی سے ہے جو نہایت ثقہ اور
معتبر ہین ابن حجر عسقلانی نے درر کامنہ فی اعیان المائۃ الثامنۃ مین انکی
بہت تعریف لکہی ہے اور علاوہ اسکے کہ خود موذن بلال اذان مین اسکو
کہتے تھے یہ بہی خوب ثابت ہے کہ جناب امام زین العابدین صلوات اللہ علیہ
وعلے آبائہ الطاہرین اذان مین حی علی خیر العمل فرماتے تہے چنانچہ مصنف
ابو بکر بن ابی شیبہ مین مسطور ہے ثنا ابو بکر ثنا حاتم بن اسمٰعیل عن جعفر عن
ابیہ ومسلم بن ابی مریم ان علے بن الحسین کان یوذن فاذا بلغ حی علے الفلاح
قال حی علی خیر العمل ویقول ہو الاذان الاول محصل اسکا یہ ہے کہ جناب
امام زین العابدین علیہ السلام جب اذان کہتے تھے اور حی علی الفلاح
پر پہنچتے تھے تو حی علی خیر العمل زبان مبارک پر جاری فرماتے تھے اور
کہتے کہ یہ اذان اول ہے اور یہی روایت کافی و وافی ہے کہ یہ جزو اذان
ہے اور زمان رسالت مین تہا جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے نسبت
کسیکو کچہ شک نہین کیونکہ وہ حضرت بموجب حدیث ثقلین وغیرہ واجب
الاتباع ہین اسی روایت کو تلویح شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے اور احمد
بن ابراہیم بن عبد الغنی الحنفی شمس الدین ابو العباس سروجی نے
کتاب الغایہ فی شرح الہدایہ مین بہی امام زین العابدین علیہ السلام سے

حی علی خیر العمل کے کہنے کو ذکر کیا ہے باقی تفصیل کتب مبسوطہ سے ظاہر ہے
من شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا۔ چوتھی بدعت حضرت ثانی سے
اذان مین داخل کرنا الصلوٰۃ خیر من النوم کا ہے اور اسکے نسبت بہی کسی کے
اہلسنّت سے مجال نہین ہے کہ انکار کر سکے نہایت معتمدین و معتبرین نے
اس روایت کو نقل کیا ہے کہ خلیفہ ثانی نے اذان مین اسکے داخل کرنیکا حکم کیا
از انجملہ موطای مالک ہے اول اوسکے مناقب علیہ اور محامد سنیہ سننی چاہئین
اور بعد اسکے روایت ملاحظہ کرائی جاوے گی سب موثقین کو چہوڑکر جناب
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی عبارت جو بستان المحدثین مین فرمائی ہے
ذکر کرتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ ابو زرعہ رازی کہ رئیس محدثین است گفتہ است
کہ اگر شخصی بطلاق زن خود سوگند خورد کہ انچہ در موطاست بلا شبہہ و شک
صحیح است حانث نشود واین وثوق و اعتماد بر کتب دیگر نیست انتہی
اور بعد اسکے اشعار سعدون شاعر کے جو موطا کے مدح اور ترغیب علم امام
مالک مین ہین اشعار قاضی عیاض لکھے ہین اور بعد اسکے لکھا ہی باید دانست
کہ موطا را از حضرت امام در زمان ایشان قریب ہزار کس شنیدہ و فرا گرفتہ
ونسخ آن بسیار است واز طبقات مردم فقہا ومحدثین وصوفیہ وامرا و خلفا
بطریق تبرک از آن امام عالیمقام آنرا سند کردہ اند انتہی اور جناب شاہ
ولی اللہ والد صاحب تحفہ فرماتے ہین کہ موطا اصل اور مادۂ صحیحین ہے
ہزار آدمیون نے علماء عصر امام مالک سے اُسی سے روایت کی ہے اور
عدالت اور ضبط رجال اوسکا مجمع علیہ ہے بعد اسکے کہا ہے کہ صحیح کو
بسط وکثرت مین موطا سے دس حصے ہین لیکن طریق روایت اور

بدعت ادخال الصلوٰۃ خیر من النوم در اذان

اور راہ اعتبار و استنباط کے موطا ہی سے سیکھا ہے اور سالم بن محمد نے
تیسیر الملک الجلیل شرح مختصر الشیخ خلیل مین ذکر مالک مین لکھا ہے
تالیفہ رحمہ اللہ کثیرۃ منہا کتاب الموطا الذی لم یسبق الی مثلہ ابن مہدی ما کتاب بعد کتاب
اللہ انفع للناس من الموطا ولا اصح بعد القران منہ الشافعی ما فی الارض کتاب
فی العلم اکثر صوابا من کتاب مالک و فی روایۃ افضل منہ احمد بن حنبل
ما احسنہ لمن تدین بہ وقد کثر مدح العلماء لہ نثرا و نظما و اعتنا وہم بہ شرحا و کلا
ما علی الرجال اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب موطا سے بڑہ کر
اور نفع والی سوائے قرآن کے کوئی کتاب نہین ہے اور نہ بعد کلام اللہ کے
کوئی اسّے زیادہ صحیح ہے پس اسی کتاب کے بیان ماجاء فی الصلوۃ مین
لکہا ہے مالک انہ بلغہ ان المؤذن جاء عمر بن خطاب یؤذنہ بصلوۃ الصبح فوجدہ
نائما فقال الصلوۃ خیر من النوم یا امیر المومنین فامرہ ان یجعلہا فی نداء الصبح
یعنے مالک سے یہ معلوم ہوا ہے کہ موذن عمر بن خطاب کے پاس نماز صبح کے
خبر دینے گیا اور انکو سوتا پایا پس کہا کہ الصلوۃ خیر من النوم یعنے نماز بہتر ہے
نیند سے اے امیر المومنین جناب عمر نے حکم کیا کہ اسکو صبح کے اذان مین داخل
کرو لیتے ہیں معاذ اللہ شریعت کو ایک عجب مضحکہ اور خود راے کا فعل سمجھہ
رکہا تہا یہ جرات و جسارت تو حضرت افضل عالمیان باعث خلق کون و مکان
رسول مکرم محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی نہ تہی ایک شخص نے آکر
کچھہ کہا اور کہدیا اجی یہ نماز مین پڑھنے لگو اسکو اذان مین مقرر کر دو جناب
خلافت مآب تابع دین نبوی ضرور رہتے نبی نہ تہے انکو اتنی قدرت نہ تہی
اپنی رائے سے کچھہ دین مین گہٹا بڑہا دیتے کیونکہ باعتراف حضرات

متسنین آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ نے اس احتیاج کو پورا کر دیا تھا بلکہ یہی آیت
بوقت طلب قرطاس وقلم جناب رسول اکرم مانع آئی تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہے
ہے کہ کوئی چیز اپنی رائے سے دین مین بڑھانا یا گھٹانا کیسا ہے بلکہ یہانتک
کہ کوئی مسئلہ درصورت عدم علم بتانا کیا حکم رکھتا ہے پس جب یہ سب معلوم ہے
تو حضرت خلیفہ ثانی کن لوگون مین محسوب ہونگے خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
دوسری روایت سابق کے موید سنئے موطا مین محمد بن حسن شاگرد امام
اعظم اہلسنت نے کہا ہے کہ اخبرنا مالک بلغنا ان عمر بن جاءہ المؤذن یوذنہ
بصلوٰۃ الصبح فوجدہ نائما فقال المؤذن الصلوٰۃ خیر من النوم فامرہ ان
یجعلہا فے نداء الصبح اور اسکا بھی وہی مطلب ہے جو اسکے پہلے بیان ہوا
تیسری روایت بھی موطا سے مشکوٰۃ مین نقل کی گئی ہے چنانچہ مشکوٰۃ کے
کتاب الصلوٰۃ کے باب اول کی فصل ثالث مین ہے عن مالک بلغہ ان
المؤذن جاء عمر بن الخطاب یوذنہ بصلوٰۃ الصبح فوجدہ نائما فقال الصلوٰۃ خیر
من النوم فامرہ عمر ان یجعلہا فے نداء الصبح رواہ فے الموطا اور اسکا بھی
بعینہ وہی مفہوم ہے جو مذکور ہوا پس جب کہ ایسے معتبرہ اور معتمدہ کتابون مین
یہ امر لکھا ہے تو کیا شک وریب کا مقام ہے اور اسکے صحت مین کیا کلام
ہے اور لیجئے مصنف ابن ابی شیبہ مین موجود ہے ثنا عبدۃ بن سلیمان عن
ہشام بن عروۃ عن رجل یقال لہ اسمعیل قال جاء المؤذن یوذن عمر بصلاۃ
الصبح فقال الصلوٰۃ خیر من النوم فاعجب بہ عمر وقال للموذن اقرہا
فے اذانک اسکا حاصل یہ ہے کہ موذن عمر کو نماز صبح کی خبر دینے آیا اور کہا
الصلوٰۃ خیر من النوم نماز نیند سے بہتر ہے پس عمر اس قول سے متعجب ہوا

اور موذن سے کہا کہ اسکو اپنی اذان مین پڑہ انتہے اور اگر اسے پڑہ کر سنے
توخود جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو بہی ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین مالک ان
عمر علم موذنہ ان یقول الصلوٰۃ خیر من النوم یعنے مالک کے نزدیک یہ ہے کہ عمر نے
اپنے موذن کو سکہایا کہ الصلوٰۃ خیر من النوم الصلوٰۃ خیر من النوم کہے اور اگر
منظور ہو کہ یہ امر حضرت عمر ہی کے زبان سے بدعت ثابت ہو جاوے تو بہی
بسم اللہ لیجے کنز العمال مین جسکے توصیف و توثیق پہلے گذری ہیہ لکہا ہے
عن ابن جریج قال اخبرنی عمر بن حفص ان سعدا اول من قال الصلوٰۃ
خیر من النوم فی خلافۃ عمر فقال عمر بدعۃ ثم ترکہ وان بلالا لم یوذن لعمر ح
حاصل اسکا یہ ہے کہ سعد اول وہ شخص ہے جسنے کہ الصلوٰۃ خیر من النوم خلافت
عمر مین کہا پس عمر نے کہا کہ یہ بدعت ہے اور بلال نے عمر کے وقت مین
اذان نہ دی انتہے اور صحیح مسلم مین جو بعض کے نزدیک صحیح بخاری سے
بہی زیادہ ہے جیساکہ تدریب میں سیوطی نے ہے سب ہان ابتدا اذان واقامت
کو حضرت نے شمار کرایا ہے الصلوٰۃ خیر من النوم کا پتا بہی نہین نہ کنز العمال
مین شمار کیا پہر جو کچہ کسی نے بیان کر دیا ہے غیر معروف اور کذاب راویون سے
بیان کیا ہے ورنہ جن کتب سے ہمنے بیان کیا ہے وہ غلط ہونگے اور حالانکہ
اونکی صحت کے نسبت حضرات اہلسنت کو ایسا ہی یقین ہے جیساکہ کلام
باری کے نسبت اب بدعت پر بدعت خلیفہ صاحب کی دیکہیے ۔ کاش
حضرات اہلسنت عوام شیعہ کے ایک ہی بدعت کے برابر سب بدعات
خلیفہ کو شمار کرین اب بدعت خوب ظاہر ہوئی ہوگی اور معلوم ہوا ہوگا
کہ بدعت کے کیا معنے ہین اور کن کن سے سرزد ہوئی ہے مقتضائے

انصاف یہی ہے کہ اگر طعن عوام شیعہ سے نہ ہٹایا جاوی تو جہان بدعت
اور بدعت کا کرنیوالا پایا جاوے وہ بہی اسے زمرہ مین محسوب ہوا ور اگر
صورت مذکورہ نامنظور ہے پہر تشنیع عوام بہی عقل سے دور ہے اور نہایت
بیجا نزد اہل شعور ہے ؎ من انچہ شرط بلاغ است با تو میگویم * تو خواہ از
سخنم پند گیر و خواہ ملال * چونکہ تسطیر بدعات خلفاء صحابہ محمد وحین اہلسنت
مین خروج از مرام وتطویل کلام کا خوف ہے لہذا چند اوراق پر اختصار کیا گیا
اسے پر غور کر کے سب حضرات کے حال کو خیال فرمالین ؎ قیاس کن
ز گلستان من بہار مرا * **باب سوم** اہلسنت کے ان اعتراضات کے
جواب مین کہ باجہ سننا اور راگ مین مرثیہ پڑھنا ور سننا اور تعزیہ کے
غایت تعظیم حتے کہ سجدہ وغیرہ کے آگے کرنا اور ہر سال محرم کو ماہ غم
ٹہرانا۔ اور کپڑون کو سیاہ رنگنا اور تعزیہ کے آگے دعا مانگنا اور اوسپر
عرضیان وغیرہ چڑہانا اور نعرہ یاحسین کہنا اور عورتون کو محرم کی راتون مین
تعزیون کے زیارت کے لئے باہر پہرنے کی اجازت دینا اور محرم کے دسوین
دن فاقہ کرنا اور امام باڑہ وغیرہ کے غایت تعظیم بجالانا اور جس او رخاک اوڑانا
اور علم وشدتی گہوارہ دلدل وغیرہ بنانا اور شربت کے گہرے تعزیونکے
آگے لیجانا اور تعزیہ کو بعد بنانیکے دفن کرنا اور ایام محرم ہی مین حاضرے
وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنا وغیرہ شیعونکے نزدیک بدعت
ہین یا سنت یا واجب اور کس وجہ سے **اقول** ہم اسمقام پر توضیح
ان امور کو بیان کرتے ہین اور ہر ایک کو علحدہ علحدہ لکھکر بتاتے ہین
بگوش جان سنئے **اول** یہہ اعتراض کہ شیعہ ایام محرم وغیرہ مین

باجہ و راگ

راگ و رباجا سنتے ہین پس یہ امر انکا کیسا ہے اقول و انا مولف الکتاب یعون الملک الوہاب مخفی نرہے کہ راگ کا سننا فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ کثرہم اللہ رب البریہ مین حرام اور ناجائز ہے الا ما استثنی جیسا کہ کتب معتمدہ و مستندہ سے ظاہر ہے نہ کوئی ائمہ معصومین علیہم السلام سے معاذ اللہ اسکا مرتکب ہوا اور نہ اس فعل کے سماع و استماع کے نسبت جناب رسول مقبول سے پناہ بخدا کسی روایت شیعہ مین پائی جاتی ہے بالتصریح آیات سے احادیث سے روایات سے اقوال سے اثار سے علماء معتمدین کے اقرار سے حرمت ثابت ہوتی ہے ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان وعلینا التسلیم والرد بالبرہان اب بعد اسکے جو کوئی واقفیت یا ناواقفیت سے اسکا مرتکب ہوگا ماخوذ ہوگا کیونکہ حرمت پایۂ ثبوت پہونچ گئی ہے علاوہ اسکے نفس عبادت ایسے امور کا واقع ہونا نامعلوم ہے لیکن مرثیہ اس طریقہ متعارفہ سے پڑھنا جسکو سوز کہتے ہین جبکہ ترجیع یعنے گٹکری سے خالی ہو اور حد غنا تک نہ پہونچے یعنے بول چال مین وہ گانا نہ بولا جاوے تو فقہاء نے جائز سمجھا ہے سو وہ غنا نہین کیونکہ غنا کسکو کہتے ہین غنا اور راگ وہ ہے جسکو عرف مین غنا اور راگ کہین اور اوسکے فاعل کو گانے والا بتاوین۔ مرثیہ پڑھنے والی کو گانے والا اور پڑھنے کو گانا کوئی نہین کہتا غیر یہ تو اطلاق اور عرف کے بابت قول محقق ہے اور اگر غنا صوت اور درازی آواز سے مراد ہے تو مطلق تو مراد ہو ہی نہین سکتی ضرور کوئی قید ہوگی ورنہ اسسے بچنا محال ہے اور کم سے کم اذان اور تلاوت قرآن وغیرہ وغیرہ ناجائز ٹھہرتے ہین پس اسکے واسطے بعض فقہا نے یہ حد مقرر کی ہے کہ گو عرف مین گانا نہ کہلائے مگر ترجیع یعنے گٹکری سے خالی ہو وہ درست ہے پس جب پڑھنا ان دونو امرون سے خالی ہوا اوسکا سننا حرج نہین رکھتا کیونکہ وہ غنا نہین ہے

عتا جسکو کہتے ہین کوئی متقین سے نہین سنتا۔ عوام البتہ ماہ محرم الحرام

یا غیر جسمین تخصیص نہ شیعہ کی نہ سنی کے اسکے مرتکب ہوتے ہین وعلی ہذا

باجہ شرع مین شیعونکی ہان حرام اور ناجائز ہے کسی مقام سے اسکا جواز

نہین نکلتا اور نہ کوئی علما ومتدینین سے اسکا مرتکب ہوتا ہے والعوام کالا

نعام لایفرقون بین الحلال والحرام۔ پس یہی جواب باصواب کافی ہے خود شاہ

عبد العزیز صاحب اپنے تحفہ مین فرماتے ہین کہ ہر فرقہ کے عوام نے اپنے لئے

چیزین پیدا کرلین ہین اور چونکہ اونکے علماء اسکے قائل نہین اسلئے طعن سب سے

ساقط ہے انتہی پس طعن اہلسنت جو عوام شیعہ کے جانب راجع ہی سارے

شیعون سے باعتراف اونکے خاتم المحدثین وستون دین مبین شاہ

عبد العزیز دہلوی کے ساقط ہے اور کیونکر ساقط نہو عوام اہلسنت مین

وہ وہ زیادتیان اور بدعتین پائی جاتی ہین کہ معاذ اللہ اور استغفر اللہ

مدار و میران غوث پیر دستگیر وغیرہ کے تعظیمین اجمیر شریف کی زیارت

پیرونکے قبرونکی قربانی اور تصدق ہونا ناچ رنگ اور انا بارہ وفات

دہلی کے مشہور کیفیت بڑے اعتراض اور سخت طعن ہین ان سے ہم بہی

اعتراض کرتے ہین لیکن جب نظر غور سے دیکہا جاتا ہے تو چہ عوام وچہ خواص

اہلسنت سب ایسے امور کے مرتکب ہوئی ہین اور ہوتے ہین شیعونکے

عام لوگ اور اہلسنت کے خاص اور عمائد بلکہ بڑے بڑے پیر

اور مشائخ اور خود خلفاء ثلاثہ اس طعن مین برابر ہین اور خواص شیعہ

ومتدینین وائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین بلاشک درپے

ان منہیات ومعاصی سے بری اور پاک ہین اسے حضرات اہل

وجاہت وصاحبان نصفت وعدالت ذرا انصاف کرنا اعتساف نہایت
بیجا شی ہے شریعت نے انا وجدنا علیہ آبارنا او عصبیت کو درست نہین کہا
آپ کا یہ اعتراض شیعون پر نہین ہوسکتا مگر ہان سب سے پہلے مشائخ صوفیہ
اور اعاظم فقہائے واصلیہ شمراخیہ کے جانب راجع ہے بلکہ یہ تو ایک
ذرا سا امر ہے وہ تو عجیب عجیب بدعات کے مرتکب ہوتے ہین انکا اسلام
حال وقال لانا اور گانا سننا ناچ دیکہنا اشعار عاشقانہ پڑہ پڑہ کر جہہ
زمین پہ گر پڑنا اور کبہی اوٹہنا لڑکون سے بوس وکنار کرنا ایک لباس سنے
ہیئت کا پہننا بدعت اور خلاف شریعت نہین تو کیا ہے کسی مقام پر
شرع شریف مین ان امور کے حلت نہین پائی جاتی اور نہ رسول مقبول سے
کبہی ایسا صادر ہوا نہ اہلبیت طاہرین العیاذ باللہ مرتکب ان امور کے
ہوئے نہ کوئی اصحاب اخیار سے اسکو عمل مین لایا نہ مقتیان دین نے
اسکے جواز کا فتوی فرمایا بلکہ اسکے خلاف پر حکم دیا ہے اور اہل تشیع کے
علاوہ خود صوفیہ کے عمائد نے انکی بدعت ہونے کا اعتراف کیا ہے مولوی
عصمت اللہ سہارنپوری نے ایک رسالہ مبسوطہ مذمت مین انکی بعض
فعلون کے تصنیف کیا ہے اوسکے دیباچہ مین لکہا ہے جسکا حاصل یہ ہے
کہ راگ کے حرام ہونے پر اجماع واقع ہوا ہے اور یہ امر خلافت مین
بعد گذرنے قرون ثلثہ یعنے صحابیون اور تابعون اور تبع تابعون کے
ظاہر ہوا ہے کہ پیغمبر خدا نے اسکے اچہے ہونکی گواہی دی ہتی پس یہ جو کہتے ہین
معرض اعتبار سے ساقط ہے کہ راگ اوسکے لوگون کو مباح ہے اور
غیرون پر حرام اور وہ لغیرہ حرام ہے نہ کہ بعینہ ۔ یعنے حرمت

اوسکی عارضی ہے نہ ذاتی جیسا کہ آج کل متصوفہ مین جو طریق شرع سے
جاہل ہین مشہور ہے خدای تعالی اونکو صراط مستقیم کی ہدایت کرے
اونہون نے گانا سننے اور ناچ دیکھنے کو طاعت وعبادت قرار دی ہے
اور دین قویم ٹہرایا ہے اور متقی لوگون پر تشنیع کرتے ہین کہ وہ اس امر سے جو میان
خلق شائع ہے پرہیز کرتے ہین اور ان پر طعن کرتے ہین کہ یہ لوگ خالی البواطن
اور خشک طبیعتون کے ہین اور اپنی لئے درباب ناچ اور گانا سننے کے جسکے
جانب اونکے نفسون نے اونکو بلایا ہے جو مقتضا ساری امور شیطانیہ کا ہے
دعوی کرتے ہین کہ اس سے اسرار و معارف اور اذواق ولطائف اور
حالات ومقامات اور علو مراتب وکمالات وکرامات حاصل ہوتے ہین
اس سماع کے حیلہ سے اونہون نے جال مکر وخداع اور حیلہ انگیزی کا برپا
کرر کہا ہے اور عوام جہال کو اس سے دام مین لاتے ہین اپنے حال کا لقا
وفنا اور ارتکاب امر شنیع رقص وغنا سے ملمع کیا ہے افتروا علی اللہ کذبا
ام بہم جنۃ یعنے خدائے تعالے پر کذب سے افترا کرتے ہین کیا اونکے لئے جنت ہے
اونہون نے راہ ہدایت اور سنت نبویہ کو گم کر دیا ہے پس وہ گمراہ ہوئی اور بہت سے
لوگون کو گمراہ کیا اور بڑی خطا اور بڑے عصیان کے مرتکب ہوئی اولئک
الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا یعنے یہ وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے دین کو
لہو ولعب سمجہا ہے انتہے مرحبا اے فاضل سہارنپوری وجہ استشہاد مراد
عبارت بالا سے ظاہر اور ہر عاقل کے لئے باہر ہے کہ محافل حال وقال کا برانگیختہ
کرنا اور اوسمین تالی بجانا۔ ناچنا گانا۔ اور سب افعال صوفیہ بدعات
عظیمہ سے ہین اور نامشروع ہین اور کیونکر نامشروع ہون جب کہ اونہون نے

ان امور محرمہ کو عبادت جانا اور صوم و صلوۃ سے فارغ ہو گئے چنانچہ فرقہ شمراخیہ کا
انہین سے قول ہے کہ جب صوفیون کے صحبت قائم ہوتی ہے اور حال اون کے
دل مین راہ پاتا ہے تو فوراً سب تکلیفین شرع کی باطل ہو جاتی ہین اور دف
بجانا ناچنا و گانا سننا سرود و طنبور و طبل سے دل خوش کرنا اور رنڈیکا مرتکب
ہونا حلال ہو جاتا ہے اور لوگون کے عورتین اور لڑکے بھی روا ہو جاتے ہین چنانچہ
جنید کا قول ہے کہ راگ سننے سے جب حق نظر آتا ہے تو حق حق اور ہو ہو کہتے مست
اور مدہوش ہو جاتے ہین حورین جنت کی آکر بغل مین لیتی ہین اور عشاقیہ کا
انہین سے مقولہ ہے کہ یہ لوگ جب خدا پر عاشق ہو جاتے ہین تو سب عبادتین
اور ساری تکلیفین ان سے ساقط ہو جاتے ہین کیونکہ عبادتون مین حق کے
دیکھنے سے باز رہتے ہین اور خوب تفصیل تصفیۃ القلوب و مونس الابرار مین
مسطور ہے نفحات الانس وغیرہ مین بھی بالاجمال مذکور ہے فخر الاسلام کا کلام
بزدوی مین جو مشہور ہے قابل ہدیہ اہل شعور ہے پس علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ مین افادہ فرماتی ہین کہ کتاب مذکور مین تحریر ہے الصوفیۃ اکثرہم اہل
السنۃ والجماعۃ ومنہم من یکون صاحب الکرامۃ ومنہم الحبیبیۃ یقولون ان
اللہ تعالے اذا احب عبدا یرفع عنہ الخطاب فیحل لہ کل النعم ویسقط عنہ
کل العبادات ولا یبقی فے حقہ خطرہ لا یصلون ولا یصومون ولا یسترون
العورۃ ولا یشبعون عن الزنا ولا عن اللواطۃ ولا عن شرب الخمر ولا عن
محظور ومنہم الاباحیۃ یقولون الاموال کلہا علے الاباحۃ وکذا الفروج ولیس
الحلال الا مجرد لا ضافۃ ومجرد الاکتساب ویستبیحون اموال الغاصبین وفروج
نساءہم ومنہم الحوریۃ یقولون باستباحۃ الرقص والغنا والمبالغۃ فی السرور

حتے یسقطون علے الارض من کثرة الالتعاب ثم یقومون ویغتسلون ومنہم

المتجاہلة وہم قوم یضربون المزامیر ویشربون الخمر ویاتون ببعض الفواحش

ویلبسون ثیاب الفسقة ومنہم المتکاسلة وہم قوم رضوا بجلاء بطن من الطعام

حراماً کان او حلالاً یاکلون کثیرا ان وجدوا او یرقصون ان وجدوا فاریاو اختار

والکسل لایتعلمون شیئا ولایتزوجون ولایعتقدون مذہبا ولاینازعون احدا انتہے

مختصرا یعنے صوفیہ جنمین سے اکثر اہلسنت وجماعت ہین بعضے اونمین سے

صاحب کرامت ہین اور بعضی اونمین سے جیبیہ ہین سو کہتے ہین کہ جب خدا کسے

بندہ کو دوست رکہتا ہے تو اوسے خطاب کو اوٹہالیتا ہے پس سب نعمتین

اوسکو حلال ہوجاتی ہین اور سب عبادتین اوسے ساقط ہوجاتی ہین اور اوسکے

حق مین کوئی ممانعت اور کوئی حرمت باقی نہین رہتے اور نہ نماز ادا کرتی ہین

نہ روزہ رکہتے ہین نہ اپنی شرمگاہ کو ڈہکتی ہین اور زنا لواطہ شراب کے

پینی اور سب حرام چیزون سے پرہیز نہین کرتے ہین۔ اور بعضی اباحیہ ہین

سو کہتے ہین کہ سارے مال مباح ہین اور اسیطرح عورتین ہین۔ اور حلال نہین ہے

مگر صرف اضافت واکتساب اور لوگون کا مال اور اونکی عورتین مباح جانتے

ہین اور بعضی اونمین سے حوریہ ہین جو ناچ اور غنا یعنے راگ اور سرود کے

قائل ہین اور ناچ مین اسقدر زیادتے کرتے ہین کہ کثرت تعب سی زمین پر

گر گر پڑتے ہین اور پہر اوٹہتے ہین او غسل کرتے ہین اور بعضے اونمین سے

متجاہلہ ہین اور وہ وہ قوم ہین جو مزامیر بجاتے ہین اور شراب پیتے ہین

اور بعض فواحش کے مرتکب ہوتے ہین اور فاسقون کا لباس پہنتے ہین

اور بعضے اونمین سے متکاسلہ ہین اور وہ ایک قوم ہین جو پیٹ بہرنے پر راضی ہوتے ہین

کہ اپنے پیٹ کو کہانے سے بہرین خواہ وہ حلال ہو خواہ حرام ہے بہت کہاتے ہین
اگر پاتے ہین - اگر کسی گانے والی کو پاتے ہین تو رقص کرتے ہین اور انہون
نے کسل اور کاہلی کو اختیار کیا ہے نہ علم سیکھتے ہین نہ نماز و حج کرتے ہین اور
کسی مذہب اور کسی ملت کا اعتقاد نہین رکھتے اور نہ کسی سے جھگڑا کرتے ہین
انتہی اور باوجودیکہ خود بہت سے علماء اہلسنت نے غنا و راگ کو حرام جانا ہے
جیساکہ بیان ہوا اور جسکی شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین
تصریح کی ہے اور تنبیہ الجاہلین مین ہے کہ صرف راگ کا سننا یا مع آلات کے
مطلقاً حرام ہے اور ابتک اہلسنت مین خلاف نہین ہے انتہی اور بہت سے
رسالے اسبارہ مین تصنیف و تالیف ہوئے ہین لیکن باینہمہ بڑے بڑے
مشائخ اور کبار صوفیہ نے اسکو سنا ہے اور اوسکے جواز کے فتوے دیے ہین
اور اہلسنت نے اونکی تحریرون اور تقریرون پر آمنا و صدقنا کہا ہے جیساکہ کچھ تو
حال اباحت غنا و سرود و رقص و زنا ابھی بیان ہوا ہے علاوہ اسکے امام غزالی
جنکے مدائح اور مناقب اگر تحریر کیے جائین تو ایک کتاب مبسوط تصنیف ہو
لیکن اتنا ہی کافی ہے جو حیوۃ الحیوان دمیری مین بسند صحیح ابو الحسن شاذلی سے
مروی ہوا ہے یعنے اونہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
کہ حضرت نے موسے اور عیسی علیہ وآلہ وعلیہما السلام پر بسبب امام غزالی کے
فخر و مباہات کے اور مولوی حیدر علے صاحب اونکو حجۃ الاسلام سے موصوف
کرتے ہین - تاریخ یافعی وغیرہ شاہد صادق ہین - اور محمود بن سلیمان کفوی
جسکو خود مولوی حیدر علے ازالۃ الغین مین علماء سنیہ مین شمار کرتے ہین
اور اوسکی اس کتاب سے احتجاج اور استدلال فرماتے ہین کتاب

اعلام الاخیار مین فقہار مذہب النعمان المختار مین نہایت سرگرم مدح
غزالی ہے اور کہتا ہے کہ وہ قطب وجود اور برکت عامہ ہر موجود کے تہی اور انھون نے
اپنی کتاب احیاء العلوم مین فرماتے ہین جسکا ماحصل یہ ہے کہ راگ کا سننا
پہلا امر ہے جس سے ایک حالت قلب مین متمیز ہوتی ہے اور اوسکو وجد کہتے
ہین اور وجد سے اطراف کا حرکت کرنا متمیز ہوتا ہے یا تو بحرکت غیر موزون جسکو اضطراب
کہتے ہین اور یا موزون جسکو تالی بجانا اور ناچنا کہا جاتا ہے پس بحکم سماع تدبر کرنا چاہیے آئمہ
مذہبون کے اقوال ہین پس قاضی ابو الطیب طبری نے شافعی اور
مالک اور ابی حنیفہ اور سفیان ثوری اور ایک جماعت علماء سے ایسے
الفاظ بیان کئے ہین جنسے استدلال ہو سکتا ہے کہ اونکے حرمت کے
روایت ہے اور ابو طالب مکی نے ایک جماعت سے اوسکے سننے کے
اباحت نقل کی ہے اور کہا کہ صحابہ مین سے عبد اللہ بن جعفر اور ابن زبیر
اور مغیرہ بن شعبہ اور معاویہ وغیرہم نے اسکو سنا اور یہ بھی کہا کہ یہہ امر
بہت سے صحابیون اور تابعیون سے بہ بہتر سے منقول ہے اور کہا کہ ہمارے
پاس مکہ مین حجازی لوگ عمدہ دنوان مین ہمیشہ گانا سنتے رہتے اور وہ وہ
دن گنے ہوئی ہین جنمین خدا نے حکم دیا ہے کہ اوسیکا ذکر حاوی مثل ایام تشریق
انتہی موضع الحاجۃ اور بھی زیادہ تر لطیفہ اور کیسا خوب یہ معاملہ ہے
کہ خود جناب شیخ عبد الحق دہلوی اوسے اپنی شرح سفر السعادۃ مین
فرماتے ہین کہ کوئی قاطع دلیل خبر و روایات دین سے نہین ہے جس سے
حرمت سماع علی الاطلاق ثابت ہووے چنانچہ صاحب کتاب
سفر السعادۃ کے خاتمہ مین جہان یہ لکھا ہے کہ در باب مذمت

سماع کے کوئی حدیث صحیح نہین ہوئے وہان اسکی شرح مین شیخ موصوف
فرماتے ہین کہ اب شاید تو یہ پوچھے کہ تیرا اسمین کیا اعتقاد ہے پس جان تو
کہ جو شخص راہ انصاف اور احتیاط کی چلے اور کذب و تعصب و مکابرہ سے عناد ہو
تو اوس مسئلہ مین سمجھین کہ نزاع اور خلاف نے راہ پائی ہے قطع نظر ازحج و حرج
کے سوائے سکوت اور توقف کے کچھہ نکریگا اس مسئلہ مین بھی فقہا اور مشائخ
مین نزاع ہے اور مشائخ طریقت مین بھی باہم اختلاف اور جو شخص احادیث
اور اقوال فقہا کا تتبع کریگا معلوم کریگا کہ متعارف اور مشہور مابین حرمت
اور کراہت ہے اور غایت توجیہ اور تطبیق اوسکے یہ ہے کہ اوسکی حرمت بوجہ
لہو و لعب ہونیکے مفید اور معلل ہوگے اس قرینہ سے کہ یہ فعل اس زمانہ مین
اہل فسق اور فجور و لعب والون کا شعار تھا اور جب کہ جماعت ارباب
ذوق و وجدان و ولہ و محبت بسبب گانے سننے کے اوس تاثیر کے جو اہل
خلوت کے نفوس تک پہونچتی ہے اور باعث وجد اور حال کا ہوتی ہے اسمین
پڑے اور لہو و لعب اونکی افعال تک پہونچنی کے مجال نہین رکھتا ہے تو وہ
اسسے خارج ہوگئے الحاصل جو کچھہ بیان تنقیح ثابت ہوا یہ ہے کہ حرمت گانا سننی کے
علے الاطلاق کسی دلیل قاطع سے جو ضروریات دین سے ہو ثابت نہین ہوئے
انتہی اور جبکہ اس عالم کامل نے یہ بیان کیا تو کیا مجال جو کوئی کچھہ سخن سازی
کرسکے انہین شیخ عبد الحق مرحوم کے نسبت فاضل رشید نے ایضاح لطافۃ المقالین
لتصحیح لکھے ہے کہ علم علومش از چرخ آسمان و اگذشتہ و فنن فنونش برارجبار
عالم سایہ انداز گشتہ و تصانیفش در علوم دینیہ مسلم الثبوت نزد علمائے
اہلسنت و جماعت کلامش بجہت اتصافش بجودت و انصاف مستند اسماع

دیانت و براعت است انتہی اور مولوی حیدر علی صاحب منتہی و ازالۃ الغین
وغیرہا نے بہی بیان کیا ہے کہ وہ اکابر محدثین سے ہین اور جنکے غلام علی
آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان سے آثار ہندوستان مین نہایت مدح سرا ہین ــ
صاحب عقل سلیم اور ذہین فہیم پر یہ بہی مخفی نرہیگا کہ صرف بیچارے مشائخ
اور کبار صوفیہ وغیرہی نے اپنی طبیعت سے یہ فعل نہین کیا بلکہ ایسے روایات
اہلسنت مین بہت وارد ہوئے ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ خود حضرت
رسول مقبول نے راگ سنا اور دف بجانیکے منع نہ کی بلکہ اجازت دی اور جب
یہ ثابت ہوجاوے تو یہ اعتراض جو عوام شیعہ پر ہے بعینہ حضرت اور جتنی سامعین تہے
سب پر وارد ہوگا بلکہ اس سے بڑھکر پس یا تو اہلسنت ان راویونا ور روایتون
اور اپنی کتابون کو معتمد جانکر فعل عوام شیعہ کو جسپر اونکا یہ اعتراض ہی سنت جانین
اور خود بہی اس ثواب بیحساب سے جو اونکے ہان سے ثابت ہوتا ہے محروم نرہین
اور اونکی شریک حال ہووین اور یا ان راویون اور روایتون کو غیر معتمد اور
لغو جانین علماء اہلسنت نے تنگ و دو تو بہت کی ہے کہ کسیطرح یہ اعتراض
رفع ہوجاوے لیکن ہم بھی باختصار بیان کرینگے کہ یہ کسیطرحسے رفع نہین ہوسکتا
بلکہ جبتک اون کتب قدیمہ پر عمل ہے اسپر بہی اعتقاد کرنا لازم ہوگا
مشکوۃ مین ربیع بنت معوذ سے مذکور ہے جسکا محصل یہ ہے کہ پیغمبر خدا میرے
یہان آکر فرش پر تشریف فرما ہوئے پس کچہہ لونڈیان دف بجا بجا کر ہماری
باپ دادا پر جو جنگ بدر مین قتل ہوئی تہے نوحہ کرنے لگین اور ایک نے
اونمین سے کہا کہ ہم مین نبی ہے جو جانتا ہے جو کچہہ کل ہوگا پس حضرت نے
فرمایا کہ یہ مت کہہ اور وہی کہہ جو پہلے کہتی تہے اسکو بخاری نے روایت کی ہے

انتہی وہی شیخ عبد الحق دہلوی جنکے کچہہ مدائح ابہی بیان ہوئی ترجمہ مشکوۃ مین کہتے ہین
کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ دف کا بجانا اور اشعار کا پڑہنا ظاہر یہ ہے
کہ غنا اور راگ ہو اور مثل ایسے مقامون کے مباح ہے آنحضرت نے اسکو منع
نہ کیا بلکہ فرمایا وہی کہہ جو پہلے کہتی تہی اور اسجگہہ سے ہے کہ اون لوگون کے نزدیک
جو راگ کو حلال جانتے ہین مرد یا عورت سے سننے مین کچہہ فرق نہین انتہی
جو اعتراض اہلسنت کا نسبت اہل تشیع کے تہا کہ یہ راگ کو مطلقاً درست
جانتے ہین وہ تو محض بے اصل تہا جیسا ثابت ہوا لیکن یہ محل تامل و مقام
تدبر ہے کہ اس حدیث سے کیا کیا ظاہر ہوتا ہے اول تو خود حضرت کا اوسی کو
سننا جسے بارہا نہی فرمائی ہو اور دوسرون کو سنوانا عجیب امر ہے ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانے ٭ دوسری حسب تحریر صاحب مشکوۃ
و محدثین اس حدیث کے ثابت ہوا کہ نوحہ اور ندبہ کرنا روا ہے بلکہ ان
چیزون مین سے ہے جنکی حضرت نے اجازت دی تیسرے شیخ عبد الحق دہلوی
کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دف بجا کر اور اشعار پڑہکر نوحہ کیا جاوے
تو بہی مباح ہے ـ پس اسصورت مین سوچنا چاہئے کہ جب حضرت نے سب
حدیث مذکور مقتولین بدر کے نوحہ کے نسبت کچہہ نہ کہا اور دف بجا کر نوحہ
کرنے کی اجازت دی تو کیونکر ہوگا کہ اپنی جگر بند نور العینین امام حسین علیہ
الصلوۃ والسلام کے نوحہ کو جو مرثیہ پڑہکر ہو منع فرماوین اور مقتولین بدر کے
برابر بہی انکو نہ سمجہین ٭ چوتہے یہ معلوم ہوا کہ اون اہلسنت کے نزدیک
جو غنا کو حلال جانتے ہین گانا سننے مین مرد اور عورت سے کچہہ فرق نہین
ـ سبحان اللہ ایک تو گانا سننا اور دوسرے غیر عورت کے آواز کے

کان لگانا اور پہر اوسکو سنت نبوی قرار دینا کار اہلسنت ہی ہے آسی برگزیدہ
سنے کتاب عوارف المعارف مین مسطور ہے عائشہ روایت کرتے ہین کہ
میرے پاس ایک لونڈی تہی جو مجہکو گانا سناتی تہی وہ گا رہی تہی کہ رسول
اللہ تشریف لائے اور پہر عمر آئے وہ لونڈی بہاگ گئی رسول خدا اسکو دیکہکر
ہنس پڑے عمر نے عرض کیا کہ آپ کے ہنسنے کا کیا باعث ہے حضرت نے قصہ لونڈی کا
سنا دیا عمر نے کہا کہ مین نہ ٹلونگا جبتک وہ نہ سن لون جو رسول اللہ نے سنا ہے
پس رسول خدا نے اوس لونڈی کو حکم دیا اوسنے اونکو گانا سنایا اور شیخ ابو طالب
مکی بیان کرتے ہین کہ عطا کے پاس دو لونڈیان تہین جو گاتی تہین اور اونکے
بہائی اونکو سنتے تہے اور کہتے ہین کہ ہم ابو مروان قاضی کے پاس گئے
اوسکے ہان لونڈیان تہین جو گانا سنایا کرتی تہین اور اوسنے اونکو صوفیوں کے
لئے رکہہ چہوڑا تہا اور یہ قول ہمنے قول شیخ ابو طالب سے نقل کیا ہے انتہی
اس حدیث مین صراحت ہویدا ہے کہ رسول خدا نے گانیکا حکم لونڈی کو دیا
اور جناب عمر بن خطاب کو سنوایا حضرات اہلسنت کو کب ہو سکتا ہے
کہ عوام شیعہ پر مرثیہ راگ مین بہی پڑہنے اور باجا بجانے پر اعتراض کر
سکین کتب اونکی مملو اور مامور ہین کہ خود نبی تک سے یہ فعل صادر ہوے
اور گانا اور باجا سننا جیسا ابہی اس روایت سے ظاہر ہوا اور اگر اسے
زیادہ منظور ہے تو وہ حدیث بیان کرتا ہون جسمین حضرت نے گانے بجانیکی
اجازت دی اور سنا اور سننے مین نہ تنہا تہے بلکہ ابو بکر بہی علی بہی عثمان بہی
شریک تہے اور پہر عمر بہی آئی یقین ہے کہ اسکو سنکر اور انصاف باہتہ
نہ دیکر کبہی مائل الطعن عوام شیعہ نہو نگے اور سنت نبوی اور سیرت خلفا

پر قایم ہو کر اور اہلسنت کے وجہ تسمیہ پر غور کر کے خود شریک عوام ہو کر
اونکی افعال کو مسنون اور مندوب جانینگے یہ روایت جو مین بیان کرتا ہون
نہ ایسے ہے کہ کسی غیر معتبر نے بیان کی ہو بلکہ ثقات اور معتبرین و محدثین
اہلسنت سے منقول ہے بغوی اور ترمذی کیسے شخص ہتے جنکے مدح مین سب
رطب اللسان ہین بریدہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا کسی
لڑائی مین تشریف لیگئے جب واپس آئی ایک لونڈی حبشن خدمت
مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ای رسولخدا مین نے نذر کی ہے کہ جب آپ اس
سفر سے بصحت مراجعت فرماینگے تو مین آپ کے آگے دف بجاؤنگی اور
خوانندگی کرونگی یعنے گاؤنگی حضرت نے فرمایا کہ اگر نذر کی ہے تو بجا اور اگر نہین
تو مت بجا پس اوسنے دف بجانا شروع کیا اتنے ہی مین ابوبکر آئی اور وہ
دف بجاتی رہے پہر علی آئی اور وہ جب بہی دف بجانی مین مشغول ہتے یہانتک کہ
عثمان بہی داخل ہوئے اور وہ دف بجائے گئی جب عمر داخل ہوے کنیز نے
وہ دف اپنی مقعد کے نیچے رکہہ لیا اور اوسپر بیٹہہ گئی حضرت نے فرمایا تحقیق
ای عمر شیطان تجہسے ڈرتا ہے کیونکہ مین بیٹہا تہا اور یہ کنیز دف بجاتی تہی
اور ابوبکر و علی و عثمان سب آئے اور یہ دف بجاتی رہے جب تم آگئے
تو اسنے دف کو ڈالدیا اور اوسپر بیٹہہ گئی انتہے دیکہنا چاہئے کہ ہیبت نبوی
نے تو کنیز سیاہ کے دل مین کچہہ اثر نکیا اور شوکت عمری نے اوسکی گانے
اور بجانے کو بند کر دیا اور یہ بہی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
رسالتمآب سے تو شیطان نہ ڈرا اور بقول آنحضرت کے خلافت مآب سے
شیاطین جن و انس ڈر گئے اور یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ اوس کنیز سیاہ کا

دف بجانا اور گانا امور شیطانیہ سے تھا کیونکہ شیطان کا حاضر ہونا امور شیطانیہ
مین ہے ہوتا ہے اور بقول حضرتؐ کے ظاہر ہے کہ حضرت عمر کے آنے سے
شیطان بھاگ گیا اور اسکے لئے وہ دف بند ہو گیا و ہل ہذا الا بہتان صریح
و کذب شنیع بعض اہلسنت نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ غنا
حلال ہے کیونکہ پیغمبرؐ نے سنا اور اصحاب کو سنوایا چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی
ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین بعض نے رسالہ حلیت غنا مین لکہا ہے کہ شرح
مشارق مین شمس الدین یحیی بن الوجیہ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قول حضرت کا
کہ اگر نذر کی ہے تو اسکو کر اسپر دلیل ہے کہ عورت کی آواز کا سننا حرام نہین
ہے کیونکہ گناہ مین نذر نہین ہوتے اور کتاب بیان مین جو فقہ مین ہے
یہ ہے کہ گانا سننے مین مرد اور عورت کو ہمارے اصحاب نے مساوی بتایا
انتہے قرآن مجید و فرقان حمید مین صاف مسطور ہے کہ یہ امور ناجائز ہین
چنانچہ عوارف المعارف مین ماثور ہے کہ تفسیر مین اس قول اللہ تعالی ومن
الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل الایۃ کے عبداللہ بن مسعود سے
کہا ہے کہ وہ غنا اور اوسکا سننا ہے اور اوسکے بعد اسی کتاب مین لکہا ہے
کہ عبدالرحمن بن عوف نے نبی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا
مینے نغمہ کے آواز سے نہی کی ہے محرم مین عوام اہل تشیع کا باجا وغیرہ بجانا
اور نوحہ کرنا کب قابل طعن خواص و عوام اہلسنت ہے اونکی محدثون کے
قول سے اسکی اباحت بلکہ مسنونیت ثابت ہوتی ہے اسپر اعتراض کرنا
حقیقت مین فعل رسول مقبول اور اصحاب عدول اور عمل ام المومنین پر تشنیع
کرنا لازم آتا ہے جیسا بیان ہوا اور اگرچہ خوف طوالت طالب ایجاز

واختصار سے ایکن بات تو وہ اسکے بغیر اس روایت کے بیان کے بہی نہیں رہ سکتا جو میان اہلحدیث شائع و ذائع ہے اور جسکو معتبرین اور معتمدین نے لکہا ہے اوس سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ سرورکائنات نے رقص دیکہا اور اپنی پیاری سب سے عائشہ کو ایک بڑے محبت اور الفت سے دکہایا چنانچہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق و نہج الصدق مین افادہ فرمایا ہے جسکا محصل یہ ہے حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین روایت کی ہے کہ عائشہ نے کہا ہے کہ مین نے رسول خدا کو دیکہا کہ مجکو اپنی چادر سے ڈہکتے تہے اور حبشیونکے طرف دیکہہ رہے تہے وہ مسجد مین بازی کرتے تہے پس عمر نے اونکو منع کیا انتہی بعد اسکے اور رواۃ اہلسنت کے تحریر کو ملاحظہ کرنا چاہئے صاحب جامع الاصول نے ترمذی سے اور اوسنے اس حدیث کو عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا بیٹہی ہوے تہے کہ ہمنے کچہہ آوازون اور بچونکے شور کو سنا رسول خدا کہڑے ہوئے ناگاہ دیکہا کہ حبشی رقص کرتے ہین اور بچے اونکے گرد ہین پس فرمایا کہ اے عائشہ آ اور دیکہہ مین آئی اور اپنے رخسارے کو کاندہے پر رسول اللہ کے رکہکر دیکہنے لگے حضرت نے فرمایا کہ کیا سیر ہو چکے مینے کہا کہ نہین تاکہ اپنے مرتبہ کو حضرت کے نزدیک دیکہون اتنے ہی مین عمر آگئے لوگ وہان سے متفرق ہوگئے رسول اللہ نے کہا کہ مین دیکہتا ہون شیاطین جن والنس کو عمر سے بہاگتے ہین عائشہ کہتی ہین کہ بعد اسکے مین پہرآئے انتہی اور شیخ محدث مجد الدین لغوی نے بہی کتاب سفر السعادۃ مین لکہا ہے وبردوش مبارک وے تکیہ زدہ در حبشہ ورقص ایشان نظر کرد انتہی جبکہ یہ روایات بیان ہوچکین جنسے ثابت ہوا کہ راگ اور دف کا بجانا

اہلسنت کے نزدیک درست ہے تو اب یہ بہی دیکہنا چاہئے کہ قطع نظر ان روایات کے
کتاب خدا اور احادیث متفقہ رسول سے راگ حرام ہے یا حلال اور جناب عائشہ کا
ان امور مین مرتکب ہونا کس بنا پر ہے پس بیان ہو چکا کلام مجید سے بقول
عبداللہ بن مسعود کے کہ غنا حرام ہے اور موافق اوس حدیث کے جو عبدالرحمن
بن عوف سے مروی ہے ناجائز ہے لیکن اسکو تسلیم کر کے بعض اہلسنت ام المومنین کے
اس فعل مین عجیب عجیب توجیہین بیان کرتے ہین حالانکہ وہ توجیہ اونکی موافق اونکے
صنادید کے تحریر کے بہی درست ہنین ہو سکتی اور اونکے اکابر کے نزدیک ان امور مین
مشغول ہونا ان امور کے اباحت ثابت کرتا ہے ماسوا اسکے حضرت عائشہ
وغیرہا کا اسمین مرتکب ہونا اباحت ثابت کرے یا نکرے لیکن عوام شیعہ پر
جو اعتراض تہا وہی جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کے جانب راجع ہوا اور سوائے
راگ وغیرہ سننے کے یہ امر بہی تو معلومات سے ہے کہ اجنبی مردون کو دیکہنا حرام ہے
چنانچہ کلام الہی اور حدیث صحیح حضرت رسالت پناہی اسپر دلالت قاطعہ رکہتی ہے
بلکہ جمہور اہلسنت کا بہی قول موافق نص قران وحدیث کے ہے شیخ عبدالحق دہلوی
نے مشکوۃ شریف کے فارسی شرح مین لکہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے قول صحیح
جسپر جمہور ہین یہ ہے کہ حرام ہے بسبب قول حق سبحانہ تعالے للمومنات
یغضضن ابصارھن کے اور بجہت حدیث ام سلمہ افعمیاوان انتما کے انتہے
اور پوری حدیث مشکوۃ مین ان الفاظ سے ہے عن ام سلمۃ انہا کانت
عند رسول اللہ اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ احتجبا منہ فقلت
یا رسول اللہ الیس ہو اعمی لا یبصر فقال رسول اللہ افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ
رواہ احمد والترمذی وابوداؤد یعنے ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ رسول خدا کے

پاس اوسوقت نہین جب ابن مکتوم آیا اور آنحضرت صلعم کے پاس داخل ہوا پس رسولخدا نے
کہا کہ تم دونو پردہ کرو مینے کہا کہ اے رسول خدا صلعم کیا وہ اندھا نہین ہے جو ہم نہین
دیکھتا رسولخدا نے فرمایا افعمیاوان انتما یعنے کیا تم دونو نابینا ہو کیا تم ایسے
نہین جو کہ اوسکو دیکھو اسکو احمد و ترمذی و ابو داؤد نے روایت کیا ہے انتہے
اور شیخ عبد الحق دہلوی سنے بعد ترجمہ اس حدیث کے لکہا ہے کہ اس جگہہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دیکہنا مرد بیگانہ کا عورت بیگانہ کو حرام ہے برعکس کا بہی
یہی حال ہے انتہے لیکن جناب صدیقہ اسکی بہی مرتکب ہوئین بعض علماء اہلسنت
وجماعت سنے اس طعن کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ قصہ قبل نازل ہونے پردہ کے
آیت کے ہے اوسوقت مین پردہ نہ تہا دوسری یہ کہ اوسوقت مین عائشہ
لڑکی اور غیر مکلفہ تہین اور ایسے حالت کا اون کا اس تماشے کو دیکہنا کچہہ خرابی
نہین رکہتا یہ احتمال نووی سنے شرح صحیح مسلم مین بہی ذکر کئے ہین اور ایسے
توجیہ کو شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ مین بیان کیا ہے جسکو کہ تفصیل جواب
شاہ صاحب دیکہنا منظور ہو وہ کتب مبسوطہ و اجوبہ تحفہ کو بعین انصاف ملاحظہ
کرے لیکن یہان پر خفیف چند روایات افادات علماء شکر اللہ سعیہم سے نقل کرکے
پیشکش حضرات منکرین کرتا ہے اور رفع تشکیک مین چند دلائل قاطعہ اور
براہین ساطعہ خوفاً عن الاطناب واحترازاً من الاسہاب لکہتا ہے ۔ اول تو یہ
وجوہ بطور یقینی اور قطعی نہین خود شاید کہکے نووی سنے شرح صحیح مسلم مین
بیان کیا ہے گو کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے بطریق جزم و یقین لکہدیا ہو
مگر وہ خلاف واقع ہے دوسرے یہ کہنا کیسا ہے ہو لیکن اوسکے نقض مین
وہ روایت کافی و وافی ہے جو ابن حجر عسقلانی سنے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین

تحریر کی ہے اور مدائح قاضی القضاۃ ابن حجر عسقلانی کے بکثرت ہین چنانچہ علامہ
سیوطی نے حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ مین بعد مدح کثیر کے لکہا ہے
کہ ریاست حدیث اوسکے جانب منتہی ہوی تہی اور کوئی اوسکے وقت مین
سوا اسکے ایسا حافظ نہ تہا اور ابوسالم مغربی نے مفتاح کنز درایۃ المجموع
مین اوسکو امام ہمام خاتمۃ الحفاظ الاعلام قاضی القضاۃ اور بہت بڑی صفات
سے ذکر کیا ہے پس ابن حجر نے ابواب مساجد مین فتح الباری کے
کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ قول عائشہ کا یسترنی بردائہ یعنے حضرت
مجہکو اپنی رداسے ڈہکتے تہے دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث بعد نازل
ہونے پردہ کے آیت کے ہے (یعنے اگر یہ نہ ہوتا تو چادر مین چہپانیکی
حاجت نہ تہی) اور یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ عورت کو دیکہنا مرد کیطرف
جائز ہے اور بعضون نے اسکا جواب دیا ہے کہ عائشہ اسوقت مین صغیرہ
تہین اور اسمین نظر ہے بوجہ اوسکے جو ہمنے بیان کی ۔ اور بہی ابن حجر نے
ابواب عیدین مین اسی کتاب مذکور کے لکہا ہے جسکا محصل یہہ ہے
کہ مسلم نے ابوسلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا مینے رسولخدا
سے (حبشہ کے رقص کے وقت) کہا کہ شتابی نہ کیجے حضرت ٹہر گئے پہر
فرمایا کہ کیا کفایت کیا تجہکو اسنے مینے کہا شتابی نہ کیجے عائشہ نے کہا کہ مجہکو
اونکے دیکہنے کی محبت نہ تہی لیکن مین اسکو دوست رکہتی تہی کہ میرا مقام
جو حضرت کے نزدیک ہے اور بی بیون تک پہونچے اور میرا مرتبہ اوسکے
نزدیک بلند ہو بعد اسکے روایت زہری بیان کرکے لکہا ہے کہ حضرت
عائشہ نے اس قول سے اسبات کا اشارہ کیا کہ وہ اسوقت مین جوان تہین

اور اسّے اوس شخص سنے تمسک کیا ہے جو اس حکم کے نسخ کا دعوی کرتا ہے اور تحقیق کہ یہ قصہ اوّل اسلام مین تہا چنانچہ اسّے پہلے ابواب مساجد مین گذرا کہ یہ قول عائشہ کا کہ مجہکو روا سے دیکہنے سے تہے اس معنے پر دلالت کرتا ہے کہ بعد نازل ہونے آیہ حجاب کے یہ معاملہ تہا اور ایسے ہی قول اوسکا یہ ہے کہ مین اسکو دوست رکہتی تہی کہ میرا مقام اوتک پہونچی اور میرا مکان بلند ہو پس اسے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاملہ اوسکو جب پیش آیا جب اوسکے لئے ضرائر تہین اور اسسے اوسنے اون پر فخر کرنیکا ارادہ کیا تہا پس ظاہر یہ ہے کہ یہ امر بعد اوسکے بلوغ کے جوانون کے حد مین واقع ہوا اور پہلے اسّے روایت ابن حبان سے گذرا کہ یہ قصہ جب گروہ حبشہ کا آیا تہا ہوا تہا اور انکا آنا سنہ سات ہجری مین تہا پس عمر عائشہ کی اندنون مین پندرہ برس کی تہی انتہی جب کہ ان تاریخون سے لائح اور واضح ہے کہ عمر حضرت عائشہ کی اسوقت مین پندرہ ۱۵ برس کی تہی اور ظاہر ہے کہ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہونا اونکے بالغہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عورت تو نو ۹ برس کے سن مین بالغ ہو جاتی ہی جیساکہ قبل اسکے گذرا علاوہ اسکے اگر حضرت عائشہ صغیرہ اور غیر مکلفہ تہین تو جناب رسولخدا صلعم تو باجماع غیر مکلف نہ تہے اور خیال کرنیکا مقام ہے کہ جب بچون کے لہو اور نامشروع امور سے روکنا واجب ہے تو کیون کر یہان اس کا عکس حضرت سے ظاہر ہوا اور کتف مبارک پر حضرت عائشہ کو سوار کرکے رقص حبشہ دکہایا اور پہر یہ سب پوچہتے گئے کہ بس ہی ابہی [illegible] یا نہ اور وہ یہی کہے فرمائی گئین کہ ابہی [illegible] تک [illegible] الغرض بلکہ سب علماء کے نزدیک یہ مسئلہ [illegible]

سنہ ۷ ہجری

من شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ حسب روایات
حضرت عائشہ صدیقہ نے بحالت بلوغیت اور بعد نزول آیہ حجاب خوب ناچ
دیکھا اور خود حضرتؐ نے دکھایا اور سیر ہونے کا انتظار کیا پس حضرات اہلسنت
یا تو صاحب جامع الاصول و ترمذی اور شیخ مجد الدین صاحب کتاب سفر السعادۃ
اور قاضی القضاۃ ابن حجر عسقلانی وغیرہم کو معتمد اور معتبر جانکر فعل عوام شیعہ
پر طعن نکرین اور یا انکے طرف سے دست بردار ہون اور عوام پر اعتراض
کرین لیکن کچھ ہے ہو جادہ مستقیمہ آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر
کسیطرح حرف نہین آسکتا عوام کو علمائے شیعہ پہلے ہی سے منع کرتے ہین
اور اس فعل سے ناراض ہوتے ہین۔ مشہور ہے العوام مثل الانعام۔ عوام
کا طعن خواص پر کسی صورت سے منتقل نہین ہو سکتا بخلاف خواص و عوام
اہلسنت کے خواص کا حال مذکور ہوا۔ عوام کی بدعات ہزار ہا ہین جنکو
خود اہلسنت بہ خوب جانتے ہین۔ **دوسرا طعن اہلسنت کا یہ ہے**
کہ تعزیہ کی تعظیم جیسے کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے
پس جواب اسکا یہ ہے کہ تعظیم تعزیہ کی واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے
چیزون کے تعظیم صرف اوس شئے کے منسوب الیہ کی وجہ سے ہوا کرتی ہے
اگر کوئی شی کسی مقدس و معظم کی ہے قابل تعظیم ہوگی اگر کسی حقیر و ذلیل
کے ہے تعظیم ضروری نہ ہوگی یہ امر ذرا ذرا سے چیزونمین جاری و ساری
ہے اگر پروانہ و تمغہ شاہی ہو کتنی تعظیم کیجاتی ہے اگر خط کسی ذلیل کا ہو
خود ذلیل ہوگا علے ہذا التعزیہ کے انسبت کو خیال کرنا چاہئے پس اسکی نسبت
گہوارہ عرش معلے سبط رسول خدا سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کیجانب ہے

پہر اسکی تعظیم کیون داخل دین و ایمان نہوگی علاوہ اسکے یہ طاعت ایزدی یعنے بکا،
تک پہونچاتا ہے اور کلام مجید مین خدائی تعالی فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ
فانہا من تقوی القلوب یعنے جو شخص کہ شعائر خدا کے تعظیم کرے پس وہ تقوے
قلوب سی ہے اور جوہری صحاح مین شعائر کے معنے لکہتا ہے کہ وہ اعمال حج مین
اور ہر شی جو علم طاعت ایزدی ہو اِنتہی اور فخر الدین رازی ذیل تفسیر آیہ ان الصفا
والمروۃ من شعائر اللہ مین لکہتا ہے کہ شعائر اللہ اعلام طاعتِ خدا مین اور ہر شے
جو علامات طاعت خدا سے علامت گردانی جاوے شعائر اللہ مین داخل ہے
اور یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ تعزیہ طاعت خدا تک پہونچاتا ہے اور نوحہ و بکا پر
جو اس مصیبت مین افضل طاعات سے معین ہوتا ہے۔ پس اسکی بہی تعظیم واجب
و لازم ہے۔ لیکن تعظیم اوسی مقام تک جائز اور محدود ہے کہ جبتک خلاف
شریعت بیضا لازم نہ آوے ورنہ کیا تعجب ہے کہ ثواب کے بدلے عذاب نازل ہو باقی رہا
یہ امر کہ تعزیہ کی یہانتک تعظیم کرنی کہ اوسکے آگے سجدہ کیا جاوے پس شریعت مین
سجدہ تعبدی کرنا سوائے خدا کے کسی اور کو جائز نہین اور نہ کوئی عوام و خواص سے
یہ فعل کرتا ہے ہان قبور صوفیہ پر البتہ اس سے بڑہ کر بدعات ہوتے ہین ورنہ فرضا
کوئی ایسا کری تو وہ جزاء اعمال مین گرفتار ہوگا حسب شریعت اسکی اجازت
نہین بلکہ تعزیہ کو معبود سمجہکر کوئی عبادت نہین کرتا اگر صرف سجدہ تعظیمی کری تو کری
سو اسکو اہلسنت نے جائز اور روا کیا ہے کسی نوع کا ہرج اسمین نہین۔ بلکہ
سجدۂ مطلق کو جائز جانا ہے چنانچہ لطائف اشرفی مین مرقوم ہے پیشانی کرنا
پیش شیوخ بعضے مشائخ نے روا جانا ہے اور اونکے اصحاب مین سے
بعض ایسے ہین جنہون نے اس امر کا امتناع نہین کیا کہ اگر کوئی فرط محبت او غلبۂ

شفقت سے پیشانی آگے شیوخ کے رکہے آگی جاکے لکھتا ہے کہ اس امر کے
لئے بعض اصحاب روایت شرعی بہی لائی ہین یعنے ما تقطمین ہے کہ سجدہ کے
دو قسمین ہین ایک تحیہ اور دوسری عبادت پس تحیہ تو آدم کے لئے تہا اور عبادت
اللہ کے لئے۔ ابن عباس نے کہا ہے کہ سجدہ تحیہ بمنزلہ سلام کے ہے اور آگے
شیوخ کے رخسارون کا رکہنا کچہہ مضائقہ نہین رکہتا اور سجدے دو ہین سجدہ عبادت
وسجدہ تحیت اول تو صرف اللہ تعالی کے واسطے ہے اور دوسرا بوجہ تکریم کے
پانچ مقام پر۔ امت کو نبی کے لئے اور مرید کو پیر کے لئے۔ رعیت کو بادشاہ کے
لئے۔ بیٹے کو والدین کے لئے۔ اور غلام کو آقا کے لئے۔ ہر حال مین اسکی
اجازت ہے۔ جبکہ انسان سجدہ تحیہ کرے تو کافر نہین ہوتا اور جب کہ امام وغیرہ کو
سجدہ کرے اور قصدا اوسکا تعظیم اور تحیت ہو نہ کہ نماز جب بہی کافر نہین ہوتا
صدر شہید کہتا ہے کہ جو سجدہ سوائی خدا کے کسیکو کرے اور اسسے ارادہ اوسکا
تحیہ ہو نہ کہ عبادت تو کافر نہین ہوتا یہ سب فتاوای قاضی خان وصغیر خان
مین موجود ہے انتہے اور یہی لطائف اشرفی ہی مین ہے کہ حضرت قدوة الکبرا
میفرمودند چون زیارت قبور در آید از چپای قبر دخول کنند وسے طواف کند
یا ہفت طواف بعدہ بپایان قبر سر فرو آورد و بمقابلہ قبر روے میت راستا
قبر بایستد انتہے صاحبان انصاف ملاحظہ فرماوین کہ اہلسنت کے ہان عجیب
امور جائز ہین کہ پیرون کو اور بادشاہ کو اور آقا کو سجدہ جائز اور درست ہے
اور قبور کا طواف روا ہے اب اگر شیعون مین سے کوی ناواقف مسئلہ کا
شدت محبت اور فرط مودت سے گرد تعزیہ کے طواف کرے یا محض جہالت
سے سجدہ تعزیہ کے آگے کرے فوراً کافر سمجہا جاتا ہے ان ہذا الشی عجاب

یہ صدر شہید کا قول قاضی خان مین ہی ہے جو کتب معتبرہ فقہ حنفیہ سے ہے اور شرح اشباہ ونظائر مین بہی یہی مضمون ہے ۱۲ منہ

آقا اور پیر اور بادشاہ سے شان امام حسین علیہ السلام کے نہایت ارفع
ہے اور باوجودیکہ شیعہ یقین یہ امر جائز نہیں مگر اس تعصب اور اس مکابرہ کے
خدا ہی پاداش دیگا اگر شیعہ اسکے خدانخواستہ مرتکب بھی ہوتے تو کسطرح
اہلسنت کو نہ ہوسکتا تھا کہ طعن کریں مگر اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ اگر بنا
ثبوت اس امر کا منظور رہو کہ سجدہ پیرون کو اہلسنت کے ہان درست ہے
تو روایت فوائد الفواد کو جو کتب معتبرہ مشہورہ متداولہ سے ہے ملاحظہ کرین
اوسکو علامہ دہلوی علیہ الرحمہ نے ترجمہ مین ارقام فرمایا ہے اور وہ یہ ہے
کہ بعد ازان فرمود کہ بر من خلق مے آیند و روے بر زمین مے آرند چون پیش
شیخ الاسلام فرید الدین و شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہما العزیز منع نبود من
ہم منع نمے کنم درین میان بندہ عرضہ داشت کہ این کس کہ پیش مخدوم روے
بر زمین مے آرد و ران او را مریدی حاصل میشود نفس او مے شکند اما مخدوم
بزرگ کردہ خدا است بزرگی او بخدمت کردن مرید متعلق نیست بعد ازان
خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر درین باب حکایت فرمود کہ درین روزہای گذشتہ یکے
آمدہ بود مردی بزرگ زادہ سیاحت کردہ شام و روم دیدہ چون بیامد
بنشست درین میان وحید الدین قریشی در آمدہ و چنانچہ رسم خدمتگاران
است خدمتے کرد و سر بر زمین نہاد این مرد کہ نشستہ بود بانگ برزد کہ مکن
سجدہ جائی نیامدہ است ازین بابت سجدہ کردن گرفت من نخواستم
کہ با او محجوب شوم چون بسیار درین غلو کرد این قدر گفتم کہ بشنو غلبہ مکن
ہر امر یکہ فرض بودہ باشد چون فرضیت برخیزد استحباب باقی ماند چنانچہ
صوم ایام بیض و ایام عاشورا بر امم ماضیہ فرض بود در عہد رسول علیہ السلام

روزہ ماہ رمضان فرض شد آن فرضیت ایام سفر علی شور ابر خود است اما استحباب
باقی ماند آمدیم در سجدہ در میان امم ماضیہ مستحب بود چنانچہ رعیت مر پادشاہ را
و شاگرد مر استاد را و امت مر پیغمبر را چون عہد رسول شد آن سجدہ برخواست
اگر استحباب رفت اباحت ماند اگر مستحب نباشد مباح باشد بر مباح نفی
و منع کجا آمدہ است یکے با من بگوید ہمین انکار صرف چہ کار چون اینقدر گفتم
او بماند ہیچ نتوانست گفت انتہے اس روایت مین تو دلیل جواز سجود بہی
مرقوم ہے اب کیا کلام ہے تاریخ بداؤنی مین شیخ عبد القادر احوال قاضی خان
مع توصیف و توثیق لکھکر کہتے ہین کہ اوّل کسیکہ اختراع سجدہ پیش بادشاہ
کرد در فتح پور او بود و ملا عالم کابلی بحسرت میگفت در ایّام کہ من مخترع این
امر نشدم انتہے اس بیان سے کیا خوب جرات و جسارت اور جواز سجدہ
بادشاہ تک کے لئے بغیر کسی شرط کے ظاہر ہے۔ یہ تجویز سجدہ اکبر بادشاہ کے
لئے کی گئی تہے اور تا جلوس شاہ جہان جاری رہے۔ علماء مخترعین پر
کچھ بہی الزام نہین حالانکہ انہون نے یہ فعل مخترع کیا اور پھر بہ نیت تشریع
اوسپر عمل ہوتا رہا جہال و عوام شیعہ وغیرہ پر تعزیہ کے تعظیم و تکریم مین اعتراض
پر اعتراض اور طعن پہ طعن خود رافضیحت و دیگری را نصیحت کے یہی
معنے ہین اپنے علماء اسلاف و اخلاف کے اقوال سے جہل ہے یا تجاہل ہے
بے جانے پوچھی اظہار قابلیت ضرور ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔
تیسرا طعن اہلسنت کا یہ ہے کہ یہ لوگ ہر سال محرم کو ماہ عزا ٹھہراتے
ہین حالانکہ شہادت امام حسین ع ۶۱ سنہ ہجری مین ہو چکی اور ہر سوین دن
مصیبت تازہ کرتے ہین اور اربعین یعنے چہلم کرتے ہین یہ رسوم خارج

از دائرہ شریعت ہین لیس اسکا بھی جواب لکہا جاتا ہے تازہ کرنا مصیبت کا
اور روز عاشورا کو یوم حزن سمجھنا اوسی قاعدہ سے ہے جیسی روز جمعہ عید
سمجھا جاتا ہے اور جسکے سبب سے بعض تاریخین نحس ہین اور بعض سعید
اور یہ قاعدہ سرور و فرحین جارے ہی کم سے کم یہ ہی ہے کہ اہلسنت روز ولادت
سرور کائنات کو آج تک باعث سرور و خوشی جانتے ہین اور اوسکے
خوشی کرنے مین مستحق ثواب ہونا کتب معتمدہ مین درج کرتے ہین چنانچہ
مولوی سید رؤف احمد رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۲۶۳ پر لکھتے ہین الحاصل
حضرت مارا از زمان و مکان شرفی حاصل نیست بلکہ زمان و مکان را
از آنحضرت صلعم شرفی است قال الشیخ احمد بن الخطیب القسطلانی فی
المواہب اللدنیہ واذا کان یوم الجمعۃ التی خلق فیہ ادم خصص بساعۃ لا
یصادفہا عبد مسلم فسال اللہ فیہا خیرا الا اعطاہ ایاہ فما بالک بالساعۃ التی
ولد فیہا سید المرسلین ولم یجعل اللہ فی یوم الاثنین یوم مولدہ من التکلیف
بالعبادات ما جعل فی یوم الجمعۃ المخلوق فیہ ادم من الجمعۃ والخطبۃ وغیر
ذلک اکراما لنبیہ صہ بالتخفیف عن امتہ بسبب عنایۃ وجودہ قال اللہ تعالی
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ومن جملۃ ذلک عدم التکلیف عن قتادۃ الا
نصاری انہ صہ سئل عن صیام یوم الاثنین قال ذلک یوم ولدت فیہ
وانزلت علی فیہ النبوۃ رواہ مسلم وفی المسند عن ابن عباس قال ولد
یوم الاثنین انتہی وکذا فتح مکۃ ونزول سورۃ المائدۃ یوم الاثنین حالا آن
روایات کہ در استحسان ابن عمل محمود در کتب معتمدہ مرقوم است نوشتہ مے شود
قال القسطلانی فی المواہب اللدنیہ ناقلا عن ابن الجزری والشیخ عبد الحق

المحدث الدہلوی فیما ثبت بالسنۃ فی ذکر رضاعہ صلعم ولازال اہل الاسلام
یحتفلون بشہر مولدہ عم ویعملون الولائم ویتصدقون فے لیالیہ بانواع الصدقات
ویظہرون السرور ویزیدون فے المبرات ویعتنون بقراۃ مولدہ الکریم ویظہر
علیہم من برکاتہ فضل عظیم انتہی وقال الامام الحافظ ابو الخیر بن الجوزی ومن
خواصہ انہ امان فے ذلک العام وبشرے عاجلۃ لنیل البغیۃ والمرام فرحم
اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علتہ علے من
فے قلبہ مرض وعناد انتہی ان روایات سے ظاہر ہے کہ روز دوشنبہ جو روز
ولادت حضرت رسالت پناہ ہے تاقیام قیامت باعث سرور وفرحت ہے
بلکہ موجب استجابت دعا وسبب امان از بلا اب خیال کیجے کہ ولادت رسالت
پناہ تو اوس زمانہ مین ہوچکے اور علے ہذا وفات آپکی اوسکا بقاء کیون ہے
دوسرے وجہ روز عاشورا کو یوم حزن سمجھنے کی مرویات مستندہ بطریق آئمہ معصومین
علیہ السلام ہین جنکے سبب سے قیام حزن کیا جاتا ہے اور اعمال عاشورا بجا لائے
جاتے ہین تیسرے یہ کہ خود علماء معتمدین اہلسنّت نے روز عاشورا کو مصیبت
قائم کرنے اور یوم حزن سمجھنے کی اجازت دی بلکہ حکم کیا ہے چنانچہ ترجمہ صواعق
محرقہ ابن حجر مکے مین لکہا ہے چہارم آنکہ انچہ در روز عاشورا الحسین بن علے
رضے اللہ تعالے عنہما رسید چنانچہ تفصیل آن بعد ازین خواہد آمد نیست مگر شہادتی
کہ دال است بر مزید رتبت و رفعت درجہ آنحضرت نزد پروردگار و الحاق
وے بدرجہ آبا و اہل بیت مطہر خود پس باید کہ اگر کسے آنروز مصیبت را دریابد
سزاوار است کہ در آن روز مشغول نشود مگر بصوم و طاعات و عبادات
واسترجاع بنا بر امتثال و اطاعت امر الٰہی تا مترتب شود بر آن مغفرت

ورحمت نامتناہی کما قال اللہ تعالے وابشر الصابرین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا

انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون
انتہے اور ظاہر ہے کہ فقرہ پس باید کہ اگر کسے آنروز مصیبت را دریابد سزاوار است
کہ در آن روز مشغول نشود مگر بصوم وطاعات الخ صاف دلالت کرتا ہے کہ ابن حجر
روز عاشورا کو ان چیزون کے کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اسدن کا تقرر کرتا ہے
اب شیعون پر کونسا اعتراض ہے باقی رہا یہ اعتراض کہ شیعہ روز چہلم یعنی چالیسون
دن بعد دسوین محرم کے محزون ہوتے ہین اور مجالس کرتے ہین زیارات
پڑھتے ہین پس جواب اسکا یہ ہے کہ ذکر مصائب سید الشہدا کسی وقت مین
منع نہین اور نہ وقت ذکر حزن کرنا ممنوع ہے بلکہ رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۲۶
پر لکھا ہے وقال القاضی ابو الفضل العیاض وفی فضل الخطاب صحابہ رضم
چون یاد پیغمبر مے کردند خاشع وخاضع مے بودند وپوست بر تن ایشان می برخاست
وگریہ مے کردند الخ پہلا جب رسالت پناہ کے صحابہ کا یہ حال تہا تو اب تابعین
شریعت کیون قیام حزن سے باز رہین ۔ لیکن خاص روز چہلم کے تخصیص
زیارت پڑھنے اور قیام اندوہ کے روایات علما سے چند در چند مستفاد ہوتے
ہین ۔ جناب مولائے مجلسی علیہ الرحمہ زاد المعاد مین افادہ فرماتے ہین
وبدانکہ مشہور آنست کہ بسبب تاکید زیارت آنحضرت درین روز آنست
کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام با سائر اہلبیت درین روز بعد از
مراجعت بکربلائے معلا وارد شدہ اند وسرہائے مقدس شہدا را بہ بدنہائے
مطہر ایشان ملحق کردند واین بسیار بعید است از جہات بسیار کہ ذکر آنہا
موجب طویل است وبعضے گفتہ اند درین روز اہلبیت علیہ السلام وارد مدینہ

طیبہ شدہ و این نیز بسیار بعید است و بعضے گفتہ اند کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
باعجاز و طی الارض مخفی بکربلا رفتہ باشند از شام و سرہا را بہ بدنہا ملحق کردہ باشند
و این ممکن است اما روایتی درین باب بنظر نرسیدہ است بلکہ بعض از روایات
منافاتی سے فی الجملہ باین وارد و وجہی کہ از احادیث ظاہر میشود آنست کہ اول کسیکہ
از اصحاب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ بزیارت آنحضرت مشرف شد جابر بن عبد اللہ
انصاری بود و او درین روز بکربلا رسید و آنحضرت را با شہیدان زیارت کرد و چون
جابر از اکابر صحابہ بود اساس این امر عظیم را گذاشت مے تواند بود کہ بسبب مزید فضل
زیارت آنحضرت درین روز شدہ باشد و شاید وجہ دیگر داشتہ باشد کہ بر ما مخفی
باشد و چون فرمودند کہ درین روز زیارت بکنم باید کرد انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ
پس معلوم ہوا کہ اربعین یوم زیارت ہی اور اوسکے وجہ کلام مجلسی علیہ الرحمہ سے معلوم ہو گئے
اور کلمات زیارت مشتمل حزن و اندوہ ہیں علاوہ اسکے اگر کوئی انعقاد مجالس وغیرہ
اس تاریخ کرے کیا ہرج رکھتا ہے اقتریوم عاشورا و اربعین و روز ولادت
رسالت پناہ وغیرہ وغیرہ کی علت مشترک ہے پس ایک کو جائز اور دوسرے کو ناجائز
بنانا مکابرہ اور مباحثہ ہے سوا اسکے بہت شواہد جو اسکے ہیں طوالت مانع تحریر ہے
خلاصہ یہ کہ روز عاشورا و چہلم وغیرہ میں سوائے امور حزن و اندوہ کے اور کوئے
امر نہیں ہوتا اور اسپر اعتراض کرنا صرف عداوت خاندان عصمت و طہارت ہے
چوتھا طعن یہ ہے کہ ماہ محرم میں کپڑون کو سیاہ رنگنا کیا حکم رکھتا ہے۔ پس پیروان
دین مبین پر مخفی نہ ہے کہ لباس کا رنگنا اور سیاہ کرنا فعل خواص شیعہ سے نہیں اور
جو لوگ کہ باخبر ہیں وہ اسکے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ احادیث سے سوائے عمامہ و عبا کے
سیاہ لباس کے پہنے کی ممانعت معلوم ہوتے ہیں اور بنظر علامت بکا و حزن اوسکا پہننا

نامعلوم ہے۔ ہان کتب فقہیہ مین وارد ہوا ہے کہ جب کسیکا کوئی مر جاوے تو کپڑے
تبدیلی لباس مین کر لے تاکہ لوگون کو صاحب مصیبت معلوم ہو شاید کہ عوام نے
ایسے ہی امور سے یہ تبدیلی لباس مین ظاہر کے ہوا اور چونکہ لباس سیاہ مسلمان
عزا سے شمار کیا جاتا ہے لہذا ماہ عزا مین اوسکا استعمال کرنا اور مخالفین اور
مالغین بکار سے اس علامت کے وجہ سے ممتاز ہونا کیا مضائقہ رکھتا ہے
علاوہ اسکے کتب فقہیہ اہلسنت سے بھی مطلق حرمت لباس سیاہ کی نہین
ثابت ہوتے بلکہ فتاوی عالمگیریہ مین ہے ویکرہ للرجال تسوید الثیاب وتمزیقہا
للتعزیۃ ولا باس بالتسوید للنساء انتہی یعنی مردونکو لباس سیاہ کرنا اور پھاڑنا تعزیت مین
مکروہ ہے اور عورتون کو کچھ مضائقہ نہین اور معلوم ہے کہ فعل مکروہ پر حسب
قواعد اصول فقہیہ کوئی عقاب مترتب نہین ہوتا۔ اور عورتون سے تو کراہت بھی
رفع کردی گئی ہے۔ اور بعض مرویات شیعہ مین وارد ہوا ہے کہ محمل جناب فاطمہ
علیہا السلام وقت نزول بدشت کربلا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام سیاہ تھی
پس اگر اس اتباع سے اور رسم زمانہ سے لباس سیاہ ماتم حسین علیہ السلام مین
کرین کب قابل تشنیع ہے ؎ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است ۔ پانچوان
طعن یہ ہے کہ تعزیہ کے آگے دعا مانگنا اور اوسپر عرضیان چسپان کرنا اور نعرہ
یا حسین کہنا حسب شریعت نبوی کیسا ہے پس معلوم کرنا چاہئے کہ یہ بھی
اون امور سے ہے جنکی عوام مرتکب ہوتے ہین اور خواص اسکے تہدید کرتے
ہین نہ کہ ترغیب ماسوا اسکے یہ ہے کہ تعزیہ خانہ مین اگر مقام متبرک سمجھکر دعا مانگی
جاوے اور جناب امام حسین علیہ السلام سے اوس دعا مین امید شفاعت ہو تو اسیطرح سے
مضائقہ نہین۔ کتاب کشف الغطاء عن احوال الموتے مین ہے کہ امام شافعی گفتہ

نما استعانت بتعزیہ و عرضی بحضور حسین ع

که قبر امام موسی کاظم تریاق مجرب است مر اجابت دعا را و حجة الاسلام گفته هر که
استمداد کرده شود بوی در حیات استمداد کرده شود بوی بعد از ممات و امام رازی
گفته چون می آید زائر بسر قبر حاصل میشود نفس او را تعلقی خاص بقبر چنانکه نفس
صاحب قبر را بسبب این دو تعلق حاصل میشود میان هر دو نفس مقابله معنوی
و علاقه مخصوص پس اگر نفس مزور قویتر باشد نفس زائر مستفیض شود و اگر بالعکس بود
بر عکس شود و در شرح مقاصد ذکر کرده نفع یافته میشود بزیارت قبور و استعانت
بنفوس احیا از اموات بدرستیکه نفس مفارقه را تعلقی هست ببدن و بتربتی
که دفن کرده است در آن پس چون زیارت میکند زنده آن تربت را و متوجه
میشود بسوی نفس میت حاصل میشود میان هر دو نفس ملاقات و فائضات
و اختلاف کرده اند در آنکه امدادحی قوی تر است از امداد میت یا بالعکس مختار
بعضی ثانی است و درین باب بعضی روایت کنند که فرمود آنحضرت صلی الله
علیه وسلم چون متحیر شوید شما در امور یعنی بر آمد کارها پس مدد جوئید از اصحاب قبور
شیخ اجل در شرح مشکوة گفته که یافته نشود در کتاب و سنت و اقوال سلف
صالح چیزی که مخالف و منافی این باشد و رد کند این را و بالجمله بعد از آنکه
ثابت شد که روح باقی است و او را تعلقی خاص باجزای بدن بعد مفارقت
از وی و تغیر کیفیت وی نیز هست که بدان علم و شعور بزائران قبر و احوال
ایشان دارد و ارواح مکمل که در عین حیات ایشان بسبب قرب مکانت
و منزلت از رب العزت کرامات و تصرفات داشتند بعد از ممات چون
بهمان قرب باقی اند نیز تصرفات دارند چنانکه در عین حیات تعلق کلی بجسد
داشتند یا بیشتر از ان انکار استمداد و را وجهی صحیح نمی ماند مگر آنکه از اول

امر منکر شوند تعلق روح را بہ بدن بالکلیہ و بجمیع وجوہ بعد مفارقت و زوال علاقہ حیاتی
و آن خلاف منصوص است و برین تقدیر زیارت و رفتن بقبور ہمہ لغو و بے معنی گردد
و آن امرے دیگر است کہ حامہ اخبار و آثار دال بر خلاف آنست و نیست صورت
استمداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الٰہی بتوسل بروحانیہ
بندہ مقرب مکرم درگاہ والا او خداوند برکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ
او را برآوردہ کردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را کہ ای بندہ
خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدائے تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند
حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار
آنست تعالیٰ شانہ و در وے ہیچ شائبہ شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ
و آن چنان است کہ توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت
حیات کنند و آن جائز است بالاتفاق پس این چرا جائز نباشد و فرقے نیست
در ارواح کاملان در حین حیات و بعد از ممات مگر بترقی کمال و شرح و بسط
این مبحث چند در شرح مشکوٰۃ است خصوص در باب حکم اسیری کہ آنجا داد
تحقیق دادہ سیوطی در شرح صدور نیز مفصل ذکر کردہ و سرہ احادیث بالتعدد
طرق نمودہ انتہیٰ اس بیان تحقیق سے ظاہر ہے کہ استمداد اور استشفاع
عام اہل قبور مومنین و مسلمین سے کچھ حرج نہیں رکھتا بلکہ باعث اجابت دعا ہے
اور فقرہ یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را سے صاف معلوم ہے کہ یا حسین علیہ السلام
اور یا علی کہنا کسی صورت سے مضائقہ نہیں رکھتا اور جس ارادہ سے ممانعت ہے
اوسکا کوئی مرتکب نہیں ہوتا اور اگر ہو تو اپنے اپنے اعمال سے اپنا حاجت روا
ہیں اور چاہنا امام حسین علیہ السلام سے کس مقام سے ممنوع ہے

اور حاجت عام ہے خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری جسکو عرضی کہدیا ہے یہ مضمون
جو کشف الغطا سے لکھا گیا ایسا ہی مظہر العجائب اہلسنّت مین مسطور ہے
استمداد کے ممانعت کہین نہین علے ہذا النعرہ یا حسین علی سے غرض استمداد
واستشفاع ہے اور وہ جائز بلکہ استشفاع تو عموماً ذی قدر سے جائز ہے ترجمہ
صواعق محرقہ مین صحیح بخاری سے نقل کرکے لکھا ہے کہ عمر در وقتیکہ قحط و کم
بارانے می شد بہ عباس رض دعا استسقاء نمود و میگفت اللہم انا کنا
نتوسل الیک بنبینا محمد صلعم اذا قحطنا فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا
فاسقنا۔ بار خدایا ماقبل ازین بہ پیغمبر خود محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ متوسل
مے شدیم در ایام قحط پس بشفاعت آنحضرت باران عطا میفرمودی بحالا
عم پیغمبر خود عباس رض را وسیلہ مے سازیم و امید عطاء باران بدرگاہ تو
داریم بعد ازان خدای تبارک و تعالے رحمت بے نہایت مرحمت فرمود
انتہی جب عمر نے عباس عم رسول ص کے ذریعہ سے دعا درگاہ ایزدی مین
مانگی تو بذریعہ جناب امام حسین علیہ السلام طلب کرنا کیونکر ناروا ہے
فالجواب الجواب اور یہی شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ مین صفحہ ۳۳۳ - پر
لکھتے ہین کہ ابوجعفر امیر المومنین مناظرہ کرد امام مالک را در مسجد رسول ص
پس فرمود ایشان را امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پست کن آواز خود را
با امیر المومنین در مسجد زیرا کہ حق تعالی ادب آموختہ است قومے را گفتہ
لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایہ و مدح کردہ است قومے دیگر را و گفتہ
است ان الذین یغضون اصواتکم الایہ۔ و ذم کردہ است قومے دیگر را
و گفتہ ان الذین ینادون من وراء الحجرات الایہ۔ و بدرستیکہ حرمت و عزت

رسول بعد از فوت همچو حرمت اوست در حالت حیات شریف پس زاری کرد
وخاموشی گزید ابوجعفر بعد از آن گفت ابوجعفر یا اباعبداللہ در دعا روبقبلہ آرم
یا رسول خدا صلعم گفت مالک چرا روی میگردانی از حضرت وی صلعم
وحال آنکہ وی وسیلہ تست و وسیلہ پدر تو آدم صفی اللہ بروز قیامت از وی
وشفاعت طلب کن از وی انتہی اور استشفاع رسالتمآب سے اور استشفاع
امام حسین ع سے باہم فرق نہین رکھتے۔ آمدم بشاہد دیگر بر جواز نعرہ یا حسین ع
مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر خواب کرد پای او پس گفتہ شد اورا
یاد کن محبوب ترین مردم را نزد تو تا ببرد این آفت پس فریاد کرد یا محمداہ پس
بہ شد پای او انتہی خیال فرمائے کہ جب عبداللہ بن عمر نے وقت اذیت رفع
اذیت کے یا محمداہ کہا تو اسے غرض سے یا حسین ع کہنا کیا مضائقہ رکھتا ہے
علاوہ اسکے حدیث حسین منی وانا منہ موجود ہے جہل اور تجاہل وتعصب کا
کچھ جواب نہین ہے۔ اور اگر خاص تعزیہ ہی پر دعا مانگنے کا اعتراض ہے تو اوسکے
جواز مین بہت مرویات علماء معتمدین متسنین کافی ہین روضۃ الاحباب مین جو
جمال الدین محدث کی ہے ذکر کیفیت نعل وفضیلت تمثال نعل آنحضرت صلعم
مین لکھا ہے کہ از جملہ آنچہ مجرب شدہ از برکات تمثال این نعل شریف آن است
کہ ہر کس کہ آن را با خود دارد او را در میان خلق قبولی تمام باشد والبتہ پیغمبر را
زیارت کند یا آنحضرت را در خواب بیند و من را فقدرا حقا واین تمثال شریف
در ہر لشکر یکہ باشد ہرگز ہزیمت نیابند از لشکر دشمن وعاقبت بر دشمن
ظفر ونصرت یابند و در ہر قافلہ کہ باشد غارت نیابند و ہر کشتی کہ باشد غرق
نشود و در ہر متاعی کہ بود دزدان بر آن دست نیابند و توسل بجویند

بصاحب آن در ہیچ حادثہ و ہیچ واقعہ و در ہیچ حاجتے الا آنکہ گذاردہ شود و توسل بجوید
در ہیچ ضیقی بآن الا آنکہ فرج حاصل شود بحرمت رسول و الخ جب حضرتکی نعل مبارک کی
تصویر جو پوست گاؤ کی تھی باعث قبولیت دعا ہے اور اوسکے اتنے کثیر خواص ہین
تو خاص نقل قبر امام حسین علیہ السلام مین کچھ بھی برکت کیونکر نہو گی — چھٹا اعتراض
یہ ہے کہ شیعہ محرم کی راتون مین عورتون کو تعزیون کی زیارت کے لئے پھرنیکی اجازت
دیتے ہین پس یہ طعن بھی قابل سماعت نہین کیونکہ کسی ضعیف بھی روایت اہل تشیع مین
ماثور نہین کہ تعزیون کی زیارت کے لئے عورات کو پھرنا چاہئے معترض کو اول اپنا
دعوی کی دلیل سے قایم کرنا چاہئے بعد اسکے طالب جواب ہو کوئی باخبر اپنے
عورات کو اسکی اجازت نہین دیتا ہان عوام مین اگر کہین یہ رسم ہو تو ہو سو یہ چند
وجوہ سے قابل اعتراض معترض نہین اول تو یہ کہ خود علمای شیعہ کثرہم اللہ فی
البریہ ہی اسکی سخت ممانعت فرماتے ہین اور وعظ و نصیحت سے ہزارون
رسوم کے درپے ہین کیونکہ اہل تشیع مین مرد اجنبی کو عورت اجنبیہ کا اور عورت
اجنبیہ کو مرد اجنبی کا دیکھنا ناجائز ہے دوسری یہ کہ عورت کا جانا مردون کے
مجمع مین حسب تصریح علماء اہلسنت مضائقہ نہین رکھتا بلکہ جس طرح ہم
کہ عورات موافق گمان معترض پھرتی ہین یعنے اس طریقہ سے کہ خود
صورتین دیکھتی ہین اور مرد اونکے صورت بوجہ پردہ چادر و برقع کے نہ دیکھین
سو اسکی حرمت اہلسنت مین ثابت نہین کیونکہ بی بی عائشہ نے حبشی
لوگون کا ناچ ملاحظہ فرمایا اور حبشی مرد اجنبی تھے بلکہ خود پیغمبر نے دکھایا
جیسا کچھ بیان ہوا اور خود شاہ عبد العزیز صاحب اس موقعہ پر تحفہ مین
فرماتے ہین و نیز تحریم نظر کردن بمردان اجنبی کہ عورت شان مکشوف نہ

ہنوز ہیچ در شریعت یا لاجماع ثابت نیست اختلاف است انتہی اور جب
بالاجماع ثابت نہین اختلاف ہے تو اول اہلسنت اپنا اختلاف رفع کرین
اور مجوزین کو ضعیف اور مبطل حق ٹہرالین بعد اسکے عورات عوام شیعہ پر
اعتراض کرین تیسرے یہ کہ اگر بنا بر کثرت حزن اگر کسی سے ایسا ظہور مین آوے
تو معترض تحریر الشہادتین کی روایت کو دیکہی جسمین لکہا ہے کہ جناب ام سلمہؓ
اور تمام اہل مدینہ جز و الپسی اہلبیت ع سنکر شہر سے باہر آئی اور بعد گریہ و بکا کے
متوجہ روضہ رسالتمآب کے ہوی چوتہے یہ کہ پردہ کا مسئلہ جو آج اہلسنت اُٹہا
کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک قابل اعتقاد نہ تہا کیونکہ حین حیات
رسالتمآب مین تو ناچ حبشیون کا دیکہا اور بعد وفات حضرت ص جنگ جمل مین
ہزارہا لوگون کے مجمع مین شریک ہو کر ہنگامہ قتال و جدال سرگرم کیا پانچوین
یہ طعن بعینہ اہلسنت کی عورات کی طرف پہرتا ہے جو پیرون کے صحبت پاتی ہین
اور پیرون کے قبرونکی مجاورنی رہتی ہین فالجواب ساتوان اعتراض
یہ ہے کہ محرم کی دسوین فاقہ کرنا شیعونکے ہان کسوجہ سی ہے حالانکہ اس روز
روزہ رکہنا سنت ہے ۔ پس پیروان دین مبین و تابعان شرع متین پر
مخفی و محتجب نہی کہ جسوقت تتبع اخبار و تفحص احادیث کیا جاتا ہے تو دربارہ
صوم عاشورا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر حدیثین روزہ روز عاشورا ۔ کے منع ہونے پر
دلالت کرتے ہین اسیوجہ سے پیروان ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین
اسکے روزہ کا کامل اور مسنون ہونے مین کلام رکہتے ہین ہان بعض احادیث
سے استحباب بہی معلوم ہوتا ہے جنکے باعث سے اوسکے منع اجماعی مین
اختلاف واقع ہوا چنانچہ وہ لوگ جو اکثر احادیث یعنے منع روزہ روز

عاشورا پر عمل کرتے ہین اول تو اون بعض حدیثون کے نسبت جنمین آیا ہے کہ روزہ عاشورا
مستحب ہے کہتے ہین روز دہم محرم کا حکم تو منع کا آچکا اوس عاشورا سے مراد نہم محرم ہے
جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے بہی جامع صغیر ابن عباس سے روایت کی ہی اور یہ بہی
کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ عاشورا یوم التاسع یعنے عاشورا نوین محرم کی ہی انتہے
اور مناوی نے فیض القدیر شرح جامع صغیر مین لکہا ہے وقیل ہو یوم الحادی عشر یعنے
بعض کہتے ہین کہ وہ گیارہوین محرم کی ہے انتہی واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال
جب کوئی نوین کہتا ہے کوئی گیارہوین اور کوئی دسوین ۔ اور دسوین کے منع
صوم پر اکثر احادیث وارد ہو چکی ہین لہذا اسکا ترک بنا بر اکثر اولی سمجہا گیا ۔
دوسری یہ کہ امر دائر ہے درمیان تحریم و استحباب کے اور ظاہر ہے کہ ترک مستحب مین
اتنی عقوبت نہین جتنی کہ فعل حرام کے کرنے مین عقوبت و معصیت ہے ۔ پس اولے
واحوط عند الشیعہ ترک صوم یوم عاشورا یعنے دہم محرم ہے تیسری یہ کہ جمع بین الاخبار
کے لئے بعض علما نے اور صورت نکالی ہے اور وہ یہ ہے کہ احادیث منع مین صوم
مراد صوم کامل مع نیت ہو اور احادیث استحباب مین صوم ناقص بے نیت ۔ اور
معنے لغوی سے صوم اس مراد لینے مین بہی خارج نہین ہوتا ۔ اور یہی مراد فاقہ سے ہے
چوتہے یہ کہ بنا بر ارشاد معصوم صلوات اللہ الملک القیوم علیہ و علے آبائہ اس روز کا پورا
روزہ نرکہنا اولی ہے چنانچہ اہل تشیع مین شیخ ابو جعفر طوسی نے فی کتاب مصباح عن عبداللہ
بن سنان سے روایت کی ہی ۔ قال دخلت علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فی یوم
عاشورا فالفیتہ کاسف اللون ظاہر الحزن ودموعہ تنحدر من عینیہ کاللؤلؤ المتساقط
قلت یا ابن رسول اللہ مم بکائک لا ابکی اللہ عینیک فقال لی او فی غفلۃ انت
اما علمت ان الحسین بن علی اصیب فی مثل ہذا الیوم فقلت یا سیدی فما قولک

فی صومہ فقال علیہ السلام صومہ عن غیر تبئیت وافطرہ من غیر تشمیت ولا تجعلہ
یوم صومہ کملا ولیکن افطارک بعد العصر ساعۃ علے شربۃ من ماء فانہ فی
ذلک الوقت من ذلک الیوم تجلت الہیجاء عن آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وانکشف الملحمۃ عنہم۔ پانچوین یہ کہ وجہ فاقہ کے اون لوگون مین جو اسکے قائل
ہین اسی حدیث سے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب جگر گوشہ رسول خدا خامس
آل عبا جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا مع یار وانصار اسدن کے سے دنمین
بھوک پیاس سے رنج ومحن وظلم وستم مین گرفتار ہتے لہذا اونکے پیرو کو بھی لازم ہے
کہ اونکی پیروی مین گرسنگی وتشنگی کہے علاوہ اسکے امور مسنونہ کے ترک مین کچہ
اتنی خرابی نہین جتنی کہ ارتکاب حرام مین۔ بر سبیل تنزل کہتے ہین کہ شیعہ ترک
سنت کے مرتکب ہے لیکن اہلسنت بجاے گرسنگی وتشنگی وحزن والم روز عاشورا
کو مسرور وفرحان ہوتے ہین اور بجائے گریہ وزاری کے عید کرکے کوفیان
بیحیا وشامیان پر جفا کی ارواح خبیثہ کو مسرور کرتے ہین اور عید کی اجازت
شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ اپنی غنیہ مین فرماتے ہین۔ آٹھوان اعتراض
یہ ہے کہ امام باڑہ کی تعظیم شیعہ کس وجہ سے کرتے ہین حالانکہ اوسمین سواے
اینٹ اور مٹے کے کچہہ نہین ہے اور اپنی ہی بنائی ہوئی شے ہے۔ پس
مخفی نرہے کہ پہلے بیان ہوچکا کہ ان چیزونکی تعظیم صرف منسوب الیہ کی معظم
ہونے سے کیجاتی ہے عام اسسے کہ وہ شے خود تیار کی ہو یا کسی اور نے
بنایا ہو اور ظاہر ہے کہ امام باڑہ مقام گریہ وبکا وتذکرہ احوال شجاعت
ومصیبت خاصان خدا از ائمہ وانبیا ہے اور جب کہ حسب تصریح اہلسنت
بنا رپل وسڑک وچاہ جنسے دنیاوی فائدہ حاصل ہوتا ہے سنت ہے

تو بنیاد امام باڑہ جسمین فوائد دینی صد ہا طرح کے متصور ہین بدرجہ اولی
سنت ہوگا۔ اجتماع مومنین جو حسب روایات سابقہ نزول رحمت ہے
اور تذکرہ تفسیر و احادیث جو باعث اکتساب حسنات ہے امام باڑہ سے
سراسر ہے کوئی چیز شریعت مین ایسی نہین پائی جاتی جسسے بنا امام باڑہ
ممنوع ہو اور اگر اہلسنت بدعت ہونیکا اسکے دعوی کرین اور کہین کہ عہد
رسالت پناہ مین یہ نہ تھا تو مین کہتا ہون کہ بہت ایسی چیزین ہین کہ زمان
رسالت مآب مین نہ تہین جیسے مدرسے پل۔ سڑک چاہ وغیرہ
اور وہ اہلسنت کے نزدیک گو بدعت ہین مگر سنت اور اونکے کرنے
امید ثواب واثق ہے جیسا کہ کتب معتمدہ اہلسنت سے ثابت ہوا پس امام باڑہ
کا بنانا ہی لا اقل مباح ٹہریگا بلکہ نہ سنت کہ ممنوع اور غور کرنا چاہئے کہ امام باڑہ
مقدمہ گریہ گاہ ہے اور اسیوجہ سے اسکی بنا کا مستحسن ہونا ظاہر ہے
اور انہین وجوہ سے اسکی تعظیم لازم سمجہی جاتی ہے اور سوا اسکے خود علما
اہلسنت نے تعظیم امام باڑہ واجب بتائی ہے چنانچہ حکیم سلامت علی بنارسی
ولد شیخ محمد عجیب معروف بحذاقت خان جو اہلسنت کے نزدیک معتمدین
اور مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام جنکو بار بار حکیم مخدوم لکھتے ہین اور مستند
بتاتے ہین اپنی کتاب تبصرۃ الایمان مین فرماتے ہین شک نیست کہ امام باڑہ
ونقل تربت شریف بعد مرتب شدن واجب التعظیم است انتہی اس بیان سے
واجب التعظیم ہونا امام باڑہ اور تعزیہ کا ظاہر ہے پس اہلسنت پر واجب اور
لازم ہے کہ امام باڑہ اور تعزیہ کی تعظیم مین کسیطرح کمی نکرین ورنہ ترک
جواب مین حسب افادہ اپنے علماء معتمدین کے گرفتار جرائم وعصیان ہونگے

اول تبصرۃ الایمان مسلمہ ... کا
بعد احمد و ثنای خالق
ذوالجلال والاکرام و نعت سید
الثقلین خیر الانام محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ التحیۃ
والسلام الخ

شریعت نبی آخر الزمان ہونگے سے بر رسولان بلاغ باشد وبس ہ توان

اعتراض یہ ہے کہ ایام محرم مین وقت ماتم وغیرہ شیعہ خاک ڈالتے ہین
اور بہوسہ وغیرہ اوڑانیکا رواج رکہتے ہین عندالشرع یہ کیسا ہے سو اسکا
جواب یہ ہے کہ خاک وغیرہ اوڑانا دو حال سے خالی نہین یا عین رقت وزاری مین
بسبب فرط الم ایسا فعل کرین یا عمداً بغیر رنج و الم خواہ مخواہ اسکا ارتکاب ہو
اگر دوسری صورت کہین پائی جاوی تو یہ فعل کسی خواص کا شیعہ سے
ہرگز نہ ہوگا عوام کا اعتبار نہین اور اگر پہلے صورت ہے تو وہ جائز ہے
بلکہ حسب روایات معتمدہ اہلسنت مسنون اول تو یہ کہ خود رسالت مآب
صلعم کو دیکہا گیا کہ غم حسین علیہ السلام مین سر و ریش مبارک حضرت پے
خاک پڑی ہوئی ہتی چنانچہ باب اول کے فصل اول مین صواعق محرقہ ابن
حجر مکی و سر الشہادتین مولوی عبدالعزیز دہلوی و مدارج النبوۃ شیخ عبد
الحق محدث دہلوی و اسعاف الراغبین علامہ محمد صبان سے بوضاحت ثابت
ہوا کہ ام سلمہ اور ابن عباس نے خواب مین دیکہا کہ جناب رسالت پناہ کے
سر و ریش مبارک پر خاک ہے اور ہاتہہ مین ایک شیشہ پر از خون ہے۔ یہانتک جب
رسالت مآب خاک ڈالین اور فرط الم مین ریش مبارک گرد آلودہ ہو
پہر امت محمدی کا سر اور اونکی ڈاڑہی کیا اوس سے بہی زیادہ ہے اسواسطے
سے سنت ہونا اس فعل کا واضح و لائح ہے دوسری روایت ایسی ہے
جسکو اہلسنت ضرور ہے مانین گے چاہئے پہلے مین توجیہ و تاویل کرین
اور وہ یہ ہے کہ ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب مین ترجمہ حفصہ
دختر عمر کے درمیان لکہا ہے عن عقبۃ بن عامر قال لما طلق رسول اللہ صلعم

حفصہ بنت عمر فبلغ ذلک عمر فحثی علی راسہ التراب یعنی عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جب رسول خدا نے حفصہ دختر عمر کو طلاق دی تو یہ خبر عمر کو پہونچی پس اپنی سر پر خاک ڈالی انتہے ای اہلسنت صاحبان جب عمر صاحب نے بیٹی کے طلاق کی سنکر سر مین خاک ڈالی تو مصیبت کبری اور داہیہ عظمی نمونہ قیامت کے خبر سننے سے کیون سر کوبی اور ماتم اور خاک ڈرانا جائز نہ ہوگا حفصہ کے طلاق بہتر کی ذبح ہونیکے برابر نہ تھے افسوس فعل عمر ذرا سے خرابی کے خبر سننے مین جائز اور فعل مومنین خبر شہادت نور دیدہ فاطمہ علیہا السلام کے سننے سی حرام اور ممنوع ہے انصاف سے ہوگیا زمانہ خالی ہ دسوان اعتراض یہ ہے کہ علم سنت گہوارہ ولدل وغیرہ بنانا جو شیعونین ایام محرم مین مروج ہے کیا حکم رکھتا ہے پس واضح ہو کہ یہ سب امور جنکا اعتراض مین ذکر ہوا کسی شرع کے خلاف امر نہتی نہین اور نہ کسے نص سے حرمت وکراہت ثابت ہے ہان اباحت بلکہ ثبوت کی دلیلین شریعت سی انکے نسبت اخذ ہوتی ہین۔ اور یہ مقدمات گرچہ از قبیل نقل صریح یعنے تعزیہ اور یہ امور ایک حکم رکھتے ہین اور جو دلائل کہ باب دوم مین نقل صریح کے اثبات جواز مین گذرے اکثر اونمین سے انکی ثبوت پر شرعا امین بہی ہانہی وارد نہین ہوی۔ ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان وعلینا التسلیم او الرد بالبرہان علاوہ اسکے ارباب تاریخ پر ہویدا ہے کہ خاص انشاء و شدی بنانیکے ہدایت تیمور بادشاہ کو باجازت امام حسین علیہ السلام تربت حر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے بلکہ اسیکے صلہ مین فتح ہند کے اوسکو بخشی گئی۔ نسخہ کیفیت شاہان ہند مین ذکر تیمور مین مرقوم ہے ودر کربلای معلی بروضہ حضرت امام حسین علیہ السلام باریاب گردید ارشاد شد

واز ہاتف غیب ندا برآمد کہ بہ تربت حضرت حر علیہ الرحمہ رفتہ تبرک بگیرد
وانچہ ارشاد شود بجا آر حسب الامر عالی بر تربت آنحضرت رسیدہ ونشان ویک
رومال عنایت شد وحکم فرمودند کہ در ہندوستان بردو واز غرہ محرم این ہر دو
نشان را ایستادہ کردہ بتاریخ دہم محرم سال بسال فاتحہ کردہ باشی کہ فتح ہند
بتو بخشیدہ شد از آنجا مرخص گردیدہ در ہندوستان آمدہ سکہ وخطبہ بنام خود
جاری کردہ بر تخت دہلی نشست ازان روز رواج تعزیہ مشہور است انتہی
یعنے جب تیمور کربلاے معلے مین روضہ امام حسین علیہ السلام پر باریاب ہوا
تو ارشاد ہوا اور ہاتف غیب سے ندا آئی کہ حضرت حر علیہ الرحمہ کے قبر پر جاکے
تبرک لیوی اور جو کچہ وہان سے ارشاد ہووی اوسکو بجا لاوی حسب الحکم
حضرت حر کی قبر پر جب گیا تو ایک نشان اور ایک رومال وہانسے عنایت ہوا
اور حکم ہوا کہ ہندوستان مین اسکو لیجاؤ اور محرم کے پہلی تاریخ سے ان دونو
کو ایستادہ کرکے دسوین محرم بر سوین دن فاتحہ دلایا کرو ہندوستان کے
فتح تمکو بخشی گئی وہان سے رخصت ہوکے تیمور ہندوستان مین آیا اور سکہ
وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور دہلی کے تخت پر بیٹہا اسیدن سے رواج
تعزیہ کا مشہور ہے انتہی جب بتصریح مولخ خاص امام حسین علیہ السلام
نے نشان قائم کرنے اور سال بسال فاتحہ دلانیکے اجازت تیمور کو فرمائے
تو پہر کیا کلام ہے — گیارہوان یہہ ہی اعتراض بعض اہلسنت کرتے
ہین کہ شربت کے گہرے ماہ محرم مین تقسیم کرتی ہین اور تعزیون کے آگے
لیجاتے ہین یہ عند الشرع کہان سے جائز ہے سو معلوم کرنا چاہئے
کہ ایسے امور فی سبیل اللہ کئے جاتی ہین کوی مانع شریعت مین کسی

مقام پر نہین ہے بلکہ قرآن مین حسنات خیرات و تقسیم کی روایتین موجود ہین تقسیم
شربت اور تبرک مین کوئی دلیل ممانعت نہین لاسکتا بلکہ اہلسنت مین تو بڑے بڑے
پیرون نے شربت کے گھڑے اور کوزے اپنے سرون پر لیجا کر ماہ محرم مین غربا کو تقسیم کئے
ہین۔ اخبار الاخیار شیخ عبد الحق دہلوی مین شیخ احمد محمد شیبانی کا حال یون
لکہا ہے و شیخ احمد محمد شیبانی بغایت محبت خاندان نبوت علیہم السلام
والتحیۃ موصوف بودہ بر طریقہ پیر خود گویند کہ در عشرہ عاشورا و دوازدہ روز
اول ربیع الاول جامہ نو وشستہ پنوشیدی و در لیالی این ایام جز بخاک
نہ خفتے و در مقابر سادات معتکف شدی و ہر روز بقدر امکان بروح حضرت
رسالت و بارواح خاندان مطہر توسیع طعام میکردی و چون روز عاشورا شدی
کوزہای نو از شربت پر کردی و بر سر خود نہادی و بدر خانہ سادات رفتے
و یتیمان و فقیران ایشان را بخورانیدی الخ جب کوئی ممانعت شرعی
نہین پائی جاتی اور صنادید سے یہ فعل صادر ہوا اور آج تک اونکی اس
فعل سے علما و فقہا مدح سرا ہین تو بغیر دلیل کسے کے غلط گوئی سے کیا ہو سکتا
ہے اور اگر تعزیہ کے آگے لانے پر اعتراض ہے تو یہ بہی لغو ہے تعزیہ پر کسے
اور نظر سے نہین لاتے محض تقسیم وغیرہ کے وجہ سے لاتے ہین اور علاوہ اسکے
کوئی وجہ ایسی نہین پائی جاتی جو ممانعت پر دلالت کرے۔ ومن ادعی
فعلیہ البیان ۱۲ وہذا اخر ما اردت وعلیہ التکلان ۱۲ بارہوان طعن اہلسنت کا
یہ بہی ہے کہ تعزیہ بنانیکے بعد توڑنا کیا معنے اور مدفون کرنے سے کیا غرض
سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو تعزیہ کے لئے بعد ماہ محرم وغیرہ دفن کرنا
واجب و لازم نہین ہے کہ خواہ مخواہ وہ دفن کیا جاوے دوسرے یہ کہ دفن

طعن ۱۲

کرنیکی وجہ یہ ہی کہ تعظیم تعزیہ وغیرہ فریقین مین واجب ہے اور اکثر امتداد زمانے
اور عدم احتیاطی سے اوسکی تعظیم مین خلل واقع ہوتا ہے اسوجہ سے اونسمقام پر
تعظیم اوسکی نہین ہوسکتی یہ مناسب سمجہا گیا ہے کہ زیر زمین دفن کردیا جاوے
یا دریا مین ڈالدیا جاوی اور ایسے امور بنا بر پاس حرمت ایسی چیزون کے
ہر دو فریق مین کئے جاتی ہین اور جن مقام پر اوسکی تعظیم وتکریم بدرجہ تمام ہوتی ہے
وہان باقی بہی رکہتے ہین اور سوائے محرم کے بہی وہ گہر مین اعانت کرتا ہے اور
مجالس عزا مین رکہا جاتا ہے اور بوقت ضرورت دفن کیا جاتا ہے مگر اس دفن کو
توڑنا نہین کہتے اور نہ بہ نیت توڑنے اور شکستہ کرنے کے معاذ اللہ بے ادبی
تعزیہ شریف کی ساتہہ کیجاتی ہے اگر معترضین تحریر مولوی سلامت علی بنارسی
وغیرہ کو ملاحظہ کرین تو یقین ہے کہ پہر کوئی کلام سوء ادبی کا نسبت تعزیہ کے نہین
اور گذشتہ پر توبہ کرین اور معنے دفن اونکے کلام سے سمجہین کہ دفن کرنا اوسکا
از روے تعظیم ضروری ہے یا باقی رکہنا ہر حالت مین جسمین تعظیم ہو سکے فتدبر
وتامل تیرہوان اعتراض بعض اہلسنت یہہ ہے کہ کرتے ہین کہ ایام
محرم ہی مین حاضری وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنا شیعون کے
نزدیک کہانسے روا ہے سوای حضرات معترضین اسکا جواب سنی اور
اتباع انصاف سے نہ نکلی ہر محمدی پر واجب وفرض ہے کہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اولاد امجاد صلوات اللہ علیہم اجمعین سے محبت
اپنے نفس سے زیادہ رکہے اور محبت کامل وخالص نہین متحقق ہوتے تا وقتیکہ اونکے
جمیع اعدا سے بیزار نہ ہو ورنہ دشمن کو دوست کے دوست رکہنا دوستی کے
وستہ مین ناقص ہونا بلکہ اوس دوست کے نزدیک دشمن بنتا ہے انہین معنون کو

اخطب خوارزمی نے اپنی کتاب مین لکھا ہے اور زبان سے اوس بیزاری کا اقرار
کرنا اور اونکے افعال شنیعہ کو سنکر برا کہنا مقتضاے فطرت سلیمہ وطبیعت مستقیمہ ہے
علاوہ اسکے اتباع کلام الہی ہے چنانچہ خداتعالی نے خود ہی اپنی اعدا پر لعنت فرمائی
اور لوگون کے بہی لعنت اوسکے ساتہ شریک کی ہے جگہہ قران مین ایسا فرمایا ہے
اور لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین اسکا مثبت ہے۔ اور ماہ محرم جسمین
ظلم ظالمان اور شقاوت حاسدان خاندان نبوت بیان کیجاتے ہین تو ہر محب کو
اون ملاعنہ سے جو ظالم اور غاصب حق ہین بوجہ اتحاد شعلہ عداوت اوٹہتا ہے
جسکی وجہ سے بے اختیار و با اختیار لعن وطعن اونکے نسبت ہر شخص کے زبان سے
نکلتا ہے اور اسکے تخصیص کچہہ شیعہ ہی پر نہین ہے منصف و محب اہلبیت سنی ہو
یا شیعہ اسطرحکے ظلم وستم جو خاندان عصمت وطہارت پر گذرے سنیگا بے اختیار
لعن وتبرا کریگا بہت کچہہ کلمات اونکے نسبت کہنے پر مستعد ہوگا۔ اسمین کچہہ
تخصیص کوفیان بیحیا و حاضرین معرکہ کربلا کے نہین ہے کیونکہ کاخ ظلم کے بانی
تو عہد آنحضرت مین ہی ہوئے اور الکفر ملة واحدة پس سب پر تبرا کہا جاتا ہے
بلکہ اعدا اہلبیت پر لعن کہنا اور اونسے بیزار ہونا جزو ایمان ہے اور بغیر اسکے ایمان
حاصل نہین ہوتا اور کیونکر مومنیت ہو سکے گی جبکہ ایک وقت تو محمد رسول اللہ کو
حق سمجھی اور دوسری وقت مسیلمہ کذاب کی رسالت پر ایمان لاوی جو ایسا
کریگا اوسکا ایمان بلکہ اسلام کجا سے گئے دونو جہان سے وای ستم نہ ادہر کے ہوئے
نہ اودہر کے ہوی۔ باقی رہا یہ امر کہ باواز اظہار بیزاری کرنا چاہئے یا آہستہ
سو جب احادیث متواترہ سے یہ امر ثابت ہی تو اسکی کسی صورت مین کہنے کی
ممانعت نہین ہان جہان خوف ہو وہان دشمن اہلبیت کو کیا دشمن خدا و دشمن

رسول کو برا نہین کہہ سکتے اور ایسا ہی کلام ایزدی ولا تسبوا الذین سے مستفاد ہوتا ہے
احادیث بہی اسی جانب اشارہ کرتی ہین ۔ **خاتمہ** ہزاران ہزار شکر پروردگار
کہ جس امر کا ارادہ کیا تہا وہ گویا جمال ہوکر پورا ہوگیا یہ تو مین نہین کہہ سکتا کہ جملہ
اعتراض جو بابت عزاداری اہلسنت وغیرہ کرتے ہین سب اسمین سطح مندرج ہین کہ ایک
بہی باقی نرہے کیونکہ حصر ممکن نہین مگر ہان یہ ہے کہ اگر ان ناظران سب مقامونکو
دیکھہ لیگا تو اونسی اکثر کا دفع اخذ کرسکتا ہی کہین روایات مین اگر بنا بر مزید توثیق
روایت کسی راوی کے توثیق کی ضرورت ہوی ہے وہ بہی مبنی باختصار بعض
کتب علماء اعلام مثل استقصار الافحام وغیرہ سے درج تحریر کردی ہے اور روا
یات کو حتے الامکان بصحت تمام وحوالہ کامل مثل جلد و باب و فصل بلکہ اکثر مقام پر
بقید صفحہ لکہا ہے تاکہ دیکہنے وقت اصل کتاب مین دقت واقع نہو بعض
رسالون مثل زاد عقبی و درۃ التحقیق و قول حق وغیرہا کے تالیف سے اس
رسالہ کے اتمام مین تعویق ہوگی مگر پہر بہت جلد تسوید سے تبییض مین آیا کیا تعجب ہے
جو ہدیہ مومنین ہوا اور شائع ہوکر اپنی وضع کی علت غائی ظاہر کری مقبول طبائع
مومنین پر لازم ہے کہ ہر شخص کے دلچسپ تحریریا سنے اور بسمجھ دیکہکر اسپر یقین
نہ لاوین بلکہ اوسکی سقم اور توثیق کے جانب اول نظر کرین اگر خود وہ مسئلہ حل نہو سکے
تو علماء اعلام کے جانب رجوع کرین قرآن مین ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون ۔ اگر تم نہین جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کرلو ورنہ بغیر تحقیق و تفتیش
کسی امر کو ماننا ہلاکت مین ڈالدیتا ہے ۔ اہلسنت وغیرہ سے فی زماننا ایسے
رسالے شائع ہوئی ہین کہ حسنین اہلحق کے نسبت بڑی بڑے بہتان ہین اور
اگرچہ علماء شیعہ نے برابر ہر وقت مین اونکا ابطال باجوبہ تفصیلے والزامی کیا ہے

مگر عام مومنین تک انکا شائع ہونا اکثر رہ جاتا ہے لہذا دہو کا پڑتا ہے اور شیطان جو انسان کے لئے دشمن ایمانی ہے ہر وقت اپنی کارروائی سے خالی نہین ہوتا کچھ نہ کچھ وسوسہ ڈالدیتا ہے علما و مجتہدین کے جانب ہر مسئلہ مین عند الضرورت رجوع کرین اور جواب باصواب حاصل کر کے آپ بہی مستفیض ہون اور لوگونمین بہی شائع کر کے ثواب بیحساب پاوین اور اس رسالہ کو بہی پڑھے لکھے لوگ پڑہکر اورون کو سناوین اور اگر کوئی بات پسند آوے تو مصنف کو دعاء خیر سے محروم نہ رکھین کیونکہ میرے پاس سوائے دعاء مومنین و مدد ختم المرسلین اور کوئی وسیلہ مغفرت نہین - وہذا آخر ما اردنا ایراده فی ذلک الکتاب بعون اللہ الوہاب وقد فرغ من تنمیقہ متشتت الاحوال متوزع البال محسن توفیق اللہ المتعال فی یوم الاربعاء السادس والعشرین من شہر الشوال سنة ثمان وتسعین ۱۲۹۸ بعد الف ومائتین من الهجرة النبویة علی هاجرها آلاف التسلیم والتحیة

قطعہ تاریخ از مصنف رمح مصقول غفر اللہ جرائمہ بحرمة الرسول وابنی البتول علیہ السلام - بابت سنہ ۱۲۹۸ھ

رمح مصقول بہر منکر دین	شد مکمل باحسن ترتیب
زان کلامیکہ گفت نیم زبان	قلب دشمن شدہ دو نیم عجیب
طعن او دفع شد بطعن سنان	از کلام رشیق و نیک مصیب
زخم دلہای ریش اعدا را	غیر اقبال طعن نیست طبیب
شکر ایزد ہزار الحمد	فتح و نصرت شدہ نصیب مجیب
بعد تبئیض بہر تاریخش	چون زنخدان بحبیب بردہ کئیب

گفت طبعم که از سر ایمان | بی تفکر بگو عجیب الغریب ۱۲۹۸

قطعۂ تاریخ از ذکی متین شاعر دین رقیب سید حسین بسمل بن عباس گستہ بارہ ضلع مظفرنگر

ناصر دین و عالم و عامل | شیخ سجاد فاضل و عاقل
ان اولوالعزم از دلائل عقل | کرد دعوای مدعی باطل
از کلامش بغایت آگاہی | اہل اسلام راشده حاصل
وز دلیلش تمام اہل خلاف | باز مانند مثل خر در گل
ختم شد چونکه این رسالۂ پاک | از عنایات داور عادل
وا و بسمل نشان تاریخش | در جواز ضریح پاک بدل ۱۲۹۸

ولہ اخرے

چونکه سجاد این رساله گفت | بہر یا بر گزیده دارین
از عقول و نقول ثابت کرد | ساختن تعزیۂ شہ کونین
خاک انداز شد بچشم خلاف | این مضامین خاص عین العین
ہاتف غیب ساعتش از بسمل | گفت جای قیام داغ حسین

۱۲۹۸ھ

تمام شد

بتاریخ چهبیسوین ماه رمضان المبارک سنه ۱۲۹۹ ہجری و سنه ۱۰۴۴ مهدوی ۴
مطابق ۱۳ ماه اگست ۱۸۸۲ع روز شنبه بمقام لکھنؤ محله فراشخانه
وزیر گنج باہتمام کمترین دعاگوی مومنین سید عابد علی مہتمم و مالک
مطبع اثنا عشری کے طبع ہوا ۲

اعلان

الحمد لله والمنة کہ اندنون بفضل حاکم حقیقی رسالہ ہذا خاص واسطے مومنین
مذہب شیعہ کے مطبع مین طبع ہوکر شایع ہوا اور واضح ہو کہ اس مطبع مین
علاوہ کتب مذہب شیعہ وغیرہ قسم ہا کے قانون دیوانی و فوجداری و مال
موجود ہین جن صاحبون کو ضرورت ہو بذریعہ خط پیڈ بعد دریافت
راقم سے طلب فرماوین اور نیز ہر قسم کے کاغذات مثل پٹہ قبولیت
خسرہ جمع بندی روزنامچہ وغیرہ بھی اس مطبع مین بہ کفایت (دوسری جگہ
سے) مل سکتے ہین اور ہر قسم کے کتب عربی و فارسے و اردو
براے فروخت دکان مطبع ہذا مین بمقام محلہ وزیر گنج موجود ہین
علاوہ برین اشیاء ساخت لکھنؤ وغیرہ بھی جملہ اقسام کے اس
مطبع سے حسب طلب روانہ ہو سکتے ہین اور اوس مین
فیس فی روپیہ ا/ لیا جاتا ہے جن صاحبون کو ضرورت
ہوا کرے بارسال منی آرڈر طلب فرماوین فقط

ع برسولان بلاغ باشد و بس

العبد

سید عابد علی مہتمم و مالک
مطبع و دوکاندار محلہ
وزیر گنج شہر
لکھنؤ

فہرست ابواب رمح مصقول